اضافہ شدہ ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران ۱۳۸)

www.KitaboSunnat.com

مواعظِ طارق

مصنف: مولانا عطاء اللہ طارق

جلد سوم - چہارم

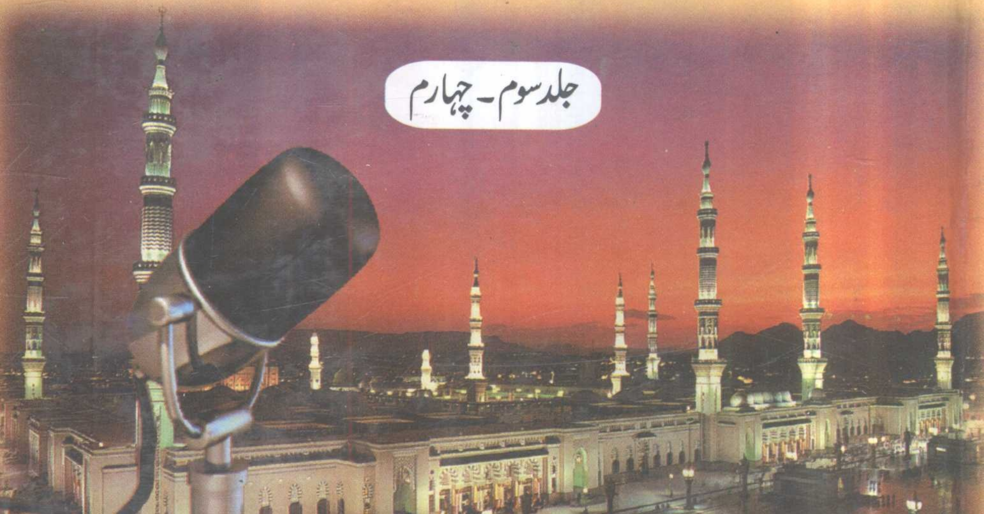

ناشر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ مچھلی منڈی، نیو اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-7321823

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

مواعظِ طارق

جلد سوم۔ چہارم

مصنف: مولانا عطاء اللہ طارق

www.KitaboSunnat.com

ناشر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ مچھلی منڈی، نیو اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-7321823

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق واشاعت

﴿بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب ــــــ مواعظ طارق

مصنف ــــــ مولانا عطاء اللہ طارق

ناشر ــــــ مکتبہ اصحاب الحدیث

طبع اول۔ اکتوبر 2003ء

تعداد ــــــ 1100

قیمت ــــــ کامل سیٹ 400/-

ملنے کے پتے

1- ادارہ اصلاح المسلمین، جامع قدس اہل حدیث، گگو منڈی، ضلع وہاڑی

2- شیخ محمد طاہر، انچارج سیرت سٹڈی 128، رؤف مارکیٹ اوکاڑہ

3- مولانا محمد علی کوٹ کبیری خطیب جامع مسجد اہلحدیث ٹھٹھہ جہانیاں ضلع خانیوال

4- مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

5- مکتبہ دار ارقم امین پور بازار فیصل آباد

6- مکتبہ تفہیم السنۃ اوکاڑہ

7- نعمانی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ سوم

بعنوان

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انیسواں وعظ

فضائل صحابہ کرام

نمبر 1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَالْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔“ (پ۲۶سورۃ فتح)

ترجمہ:- محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا۔ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔ ان کا نشان ان کے چہرے پر سجدوں کے اثر سے ہے۔ ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں مانند اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا۔ پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا۔ پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا۔ تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غصہ دلائے۔ ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

دوستو اور بزرگو! ۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج میں آپ کے سامنے صحابہ کرامؓ کے فضائل اور مناقب بیان کروں گا اور بتاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں اپنے مضمون کو شروع کروں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ صحابہؓ کسے کہتے ہیں۔

صحابہؓ جمع ہے صاحب کی۔ جس کے لغوی معنی ساتھی کے ہوتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں صحابی اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو بحالت ایمان نبی پاک ﷺ کو ملا ہو اور پھر اس کی موت اسلام پر ہی واقع ہوئی ہو۔ صحابیؓ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات شرط ہے۔ اگر چہ یہ ملاقات ایک لمحہ کیلئے ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔ امام نوویؒ کا قول ہے کہ جو بچہ بات سمجھتا ہو اور جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اس کو صحابیؓ کہہ سکتے ہیں۔ جیسے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور حضرت محمود بن ربیعؓ قرآن مجید کے مطالعہ سے بلاشبہ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت انبیاء کے بعد بارگاہ الٰہی میں کسی کا مقام اور مرتبہ ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا ہے۔ وہ اس لئے کہ تمام لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت کے لئے ان کا انتخاب خود فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آتا ہے۔

"اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ۔" (مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۲)

کہ نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ اس امت کے بہترین لوگ تھے۔ دلوں کے اعتبار سے انتہا درجہ کے نیک اور علم کے اعتبار سے کامل اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی ﷺ کی رفاقت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چن لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر کوئی مسلمان ہی ایسا ہوگا جو صحابہؓ کے فضائل کا منکر ہو۔
صحابہ کرامؓ کی جماعت ان مقدس نفوس کا گروہ تھا۔ جنہوں نے اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور اپنا مال جان تن من دھن سب کچھ راہ حق میں قربان کر دیا۔ نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے اطاعت خدا اور رسول میں وہ مقام حاصل کیا۔ جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ ان کا مقصدِ حیات محض رضائے الٰہی کا حصول تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی خبر بھی دی گئی ہے۔

"يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔"

کہ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی محبت کی برکت سے ان کے قلوب تمام بیماریوں سے صحت یاب ہو گئے احکام خداوندی کے آگے انہوں نے اپنے ارادوں کو فنا کر دیا اور ہر وہ کام کیا۔ جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہو۔ اگر وہ زندہ رہے تو اطاعت خداوندی کے لئے' مرے تو راہ حق میں لقائے محبوب کے لئے' ان کے اس اخلاص کی وجہ سے آپ نے فرمایا۔ "لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔" میرے صحابہؓ کو برا مت کہو۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

"اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ۔"

کہ میرے صحابہؓ کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ ان کے حق میں کوئی ایسی بات نہ کہنا جو ان کی عزت وعظمت کے خلاف ہو۔ میرے بعد تم ان کو طعن وتشنیع کر کے ذلیل نہ کرنا۔ یاد رکھو۔

"مَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاخُذَہٗ۔"

جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی۔ اللہ اس کو عنقریب پکڑے گا۔ پھر فرمایا۔

"اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ۔"

کہ میرے صحابہؓ کی عزت کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارے بزرگ ترین آدمی ہیں۔

"اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔"

جب تم دیکھو کہ کوئی شخص ان کو برا کہہ رہا ہے۔ تو تم اس کو کہو کہ خدا کی لعنت ہو تمہارے اس برے فعل پر۔ (یہ تینوں احادیث ترمذی شریف کی ہیں)

ان احادیث سے آپ اندازہ لگائیں کہ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی عزت واحترام کرنے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔

میرے بھائیو! جب یہ پتہ چل گیا کہ تمام صحابہ کرامؓ واجب الاحترام ہیں تو اب یہ سمجھیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ تمام اہل اسلام کا اس امر پر اجماع اور اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مقام ہے تو وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمان غنیؓ اور پھر حضرت علیؓ ان کے بعد عشرہ مبشرہ کے باقی حضرات حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت سعید بن زیدؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ پھر اصحاب بدر پھر اصحاب احد پھر بیعت رضوان والے اور پھر باقی تمام صحابہ کرامؓ ہیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں باب مناقب صحابہؓ کے تحت شیخ ابو منصور بغدادی کا کوئی قول نقل کیا ہے کہ

"اَصْحَابُنَا مُجْمِعُوْنَ عَلٰی اَنَّ اَفْضَلَهُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَة عَلَی التَّرْتِیْبِ الْمَذْکُوْرِ ثُمَّ تَمَامُ الْعَشْرَةِ ثُمَّ اَهْلُ بَدْرٍ ثُمَّ اُحُدٍ ثُمَّ بَیْعَتِ الرِّضْوَان۔"

نبی پاک ﷺ نے فرداً فرداً بھی صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور ہر ایک کا عنداللہ و عندالناس جو مرتبہ فضیلت تھی اس کا اظہار فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ابی بن کعبؓ کو آپ نے سید القراء فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورت "لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ" کی تعلیم دوں۔ ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے سید القراء فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ابی بن کعب سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید کو سیف اللہ فرمایا اس لئے کہ ان کے ہاتھوں بہت سی فتوحات اسلامیہ ہونے والی تھیں۔ حضرت سعدؓ کے حق میں فرمایا کہ تم سے ایک قوم فائدہ اٹھائے گی اور ایک نقصان اٹھائے گی۔ اس لئے کہ ان کے ہاتھوں عراق فتح ہونا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو آپ نے امین امت فرمایا حضرت ابن عباسؓ کی شان میں فرمایا۔ "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَاب۔" کہ یا اللہ اس کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرما۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ **رأس المفسرین** کے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت انسؓ کے حق میں فرمایا۔

"اَللّٰهُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ بَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ۔"

کہ یا اللہ اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں زیادتی عطا فرما اور جو کچھ اس کو دے اس میں برکت فرما۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ آپ کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ میرے ہاں ایک سو بیس بچے پیدا ہوئے اور خدا نے مجھے وہ فارغ البالی عطا فرمائی جو کسی کو حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ بصرے میں میرا کھجور کا ایک باغ تھا جو سال میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو دفعہ پھل لایا کرتا تھا اور میری بھیڑ بکریوں کی اتنی تعداد تھی کہ میں خود بھی گن نہیں سکتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ کے دامن کو علم سے بہرہ ور فرمایا۔ اس لئے کہ ان میں آپ نے کثرت روایت حدیث کو مشاہدہ کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے بارہ میں فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ عمر فاروقؓ احکام الٰہی کی تعمیل کرانے میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔ عثمان غنیؓ سب سے زیادہ حیاء والے ہیں۔ علی المرتضیٰ سب سے زیادہ فیصلے کرنے والے ہیں۔ حلال وحرام میں سب سے زیادہ تمیز کرنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔ سب سے زیادہ زاہد اور متقی ابوذر غفاریؓ ہیں۔ سب سے زیادہ عبادت گزار ابو درداؓ ہیں۔ سب سے زیادہ حلیم اور بردبار معاویہ بن ابی سفیانؓ ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے بے شمار احادیث ہیں۔ جن میں آپ نے اپنے صحابہؓ کے علیحدہ علیحدہ نام لے ان کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ فرمایا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ کچھ اس قسم کے واقعات آپ کے سامنے بیان کروں جن سے آپ کے صحابہؓ کے فضائل اچھی طرح اجاگر ہو سکیں۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کچھ نہ کچھ ساتھی عطا کئے ہیں۔ مگر جس قسم کے ساتھی نبی پاک ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں۔ اس قسم کے کسی دوسرے کو نہیں عطا کئے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی امت کا تذکرہ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے انعامات کئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ لوگ جب ملک شام کو جا رہے تھے تو چلتے چلتے ایک ایسے جنگل میں پہنچے جہاں نہ تو کوئی سایہ تھا اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز کہنے لگے اے موسیٰ ہم دھوپ میں اور بھوک سے نڈھال ہو رہے ہیں۔ ہمارے لئے دعا کیجئے کہ ہم اس پریشانی سے نجات حاصل کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سفید بادل کو ان کا سایہ بان بنا دیا۔ جو رات دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور کھانے کے لئے آسمان سے من وسلویٰ اتار دیا۔ (من ایک میٹھی چیز تھی اور سلوی ایک پرندہ تھا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں مذکورہ ہے۔

" وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔" (پ ا ع ٦)

کہ ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا تم پر من وسلویٰ اتارا اور کہا کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاتے رہو۔ پانی کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔

"اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔"

کہ اس پتھر پر اپنا ڈنڈا مارو۔ چنانچہ ڈنڈا لگتے ہی بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ کیونکہ ان کے بارہ ہی قبیلے تھے اور ہر قبیلہ نے اپنے لئے ایک ایک چشمہ بانٹ لیا۔

ذرا اندازہ لگائیے کہ سایہ کے لئے بادل کھانے کے لئے من وسلویٰ پینے کے لئے چشموں کا پانی پھر بھی صبر نہ آیا کہنے لگے۔

" يٰمُوسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا۔"

کہ اے موسیٰ ہم سے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ ککڑی گیہوں مسور کی دال اور پیاز دے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ان کی مرضی کے مطابق ان کو ہر چیز ملتی رہی۔ لیکن ایک وقت پر یہ قوم بڑی بے وفا ثابت ہوئی جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کو دشمنوں کے قبضہ سے آزاد کرانے کے لئے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِىْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّ وْاعَلٰى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِيْنَ○"

کہ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ حکم سن کر قوم نے جواب دیا۔

"يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ۔"

کہ اے موسیٰ وہاں تو بڑی طاقتور قوم رہتی ہے۔ ہم تو وہاں نہیں جائیں گے۔ جب تک وہ اپنے آپ ہی وہاں سے نہ نکل جائیں جب وہ نکل جائیں گے تو پھر ہم جانے کے لئے تیار ہیں۔

"قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غَالِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔"

اللہ پاک سے ڈرنے والے دو آدمیوں نے کہا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ رکھو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور ان دشمنوں پر غالب کر دے گا۔ تم دروازے تک چلو تو سہی پھر دیکھنا غلبہ تمہارا ہی ہو گا۔ باوجود اس قدر یقین دہانی کے کہ فتح تمہاری ہو گی۔ قوم نے کہا۔

"يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔"

اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی بھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تُو اور تیرا خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا کر لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

اے موسیٰ کھانے کو تو ہم بہت ہوشیار ہیں جو مرضی کھلا لے۔ مگر لڑائی ہم سے نہیں ہو سکتی وہ کسی اور سے کروا لے۔ دیکھ لیجئے! یہ ہے قوم موسیٰ علیہ السلام کی۔ کھانے پینے کو تو سب کچھ اور لڑائی کی باری۔۔۔۔۔

”فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔“

آج بھی یہی حال ہے۔ حلوہ کھانے کو تو بہت ہشیار مگر جب سنت پر عمل کرنے کو کہا جائے تو پھر کوئی اور۔ یاد رکھئے جو قوم پلیٹوں کے ساتھ جنگ کرنا سیکھی ہو۔ وہ دشمن کے ساتھ کبھی بھی جہاد نہیں کر سکتی یہ تھی موسیٰ علیہ السلام کی قوم۔ اب آیئے ذرا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی طرف۔

ابوجہل اپنی فوج لے کر جب مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف مسلمانوں پر حملہ کرنے کی نیّت سے چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے اس بات کو پیش کیا اور فرمایا کہ تمہارا قریشوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم حاضر ہیں۔ عمر فاروقؓ نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے سوار ہو چلئے۔ ہم جان و مال سے آپ کے ساتھ ہیں اور ہر طرح فرماں بردار ہیں۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے۔

”فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔“

کہ تُو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپ برک الغماد تک بھی چلیں تو ہم آپ سے منہ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موڑیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مقدادؓ کی اس تقریر کو سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد پھر آپ نے اپنے الفاظ دہرائے کہ لوگو مجھے بتاؤ کہ کیا تم قریش مکہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے میرا ساتھ دو گے یا نہیں۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ شاید آپ ہم سے جواب طلب فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا آپ ﷺ پر ایمان ہے۔ ہم آپ کو سچا مانتے ہیں اور جو کچھ آپ لائے ہیں۔ اسے بھی حق مانتے ہیں۔ ہم آپ کا فرمان سننے اور اس پر عمل کرنے کی بیعت کر چکے ہیں۔ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ جو حکم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اسے پورا کیجئے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم بلا تامل کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک کو بھی ایسا نہ پائیں گے جو اس بات کا انکار کرے۔ ہم لڑائیوں میں بہادری دکھانے والے۔ مصیبت جھیلنے والے اور دشمن کے دل پر سکہ جما دینے والے ہیں۔ چلئے نام خدا لے کر چڑھائی کیجئے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ انہی الفاظ کا ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا ہے۔

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے با وفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں
قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے بھی لڑ جائیں
سنانِ نیزہ بن کر سینہ باطل میں گڑ جائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام نے حضرت سعدؓ کی اس تقریر پر نہایت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔

یہاں جنگ بدر کا واقعہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جنگ میں صرف موسیٰ علیہ السلام اور اس کے خدا کو بھیج رہے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی جنگ میں مر مٹنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے تیس درہم لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کروا دیا۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی گرفتار کرانا تو درکنار آپ کے پاؤں میں کانٹا چبھنے کو بھی گوارہ نہیں کرتے۔ مجال تھی کہ کوئی کافر آپ کی شان اقدس میں گستاخی کر کے پھر زندہ رہ سکے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو کہ بڑے مشہور صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا تو دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے معاذ بن عمروؓ بن جموع اور معاذ بن عفراؓ آ کھڑے ہوئے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ میں اگر قوی اور بہادر لوگوں کے درمیان کھڑا ہوتا تو اچھا تھا تا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے۔ یہ تو بچے ہیں یہ کیا کر سکیں گے۔ اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر۔

بڑی راز داری سے نشان ابوجہل کا پوچھا
شکل و شباہت حلیہ اور مکمل پتہ پوچھا

کہا کہ چچا جان ابوجہل کہاں ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ تم نے ابوجہل کو کیا کہنا ہے۔ ابھی اس لڑکے نے میری بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا کہ فوراً دوسرا لڑکا بول پڑا کہ چچا جان ابوجہل کا ہمیں پتہ بتائیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ میں نے کہا برخوردار تم مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم نے اسے کہنا کیا ہے تو وہ دونوں بولے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کھائی ہے مریں گے یا ماریں گے ہم ناری کو
سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے ان کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ ابوجہل تک پہنچنا اور اس کو قتل کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ خود بڑا بہادر شخص ہے اور دوسرا ہر وقت اس کے ساتھی اس کے اردگرد مسلح ہوکر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

وہ دیکھو حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے اس کی فوج کا دستہ
تو بولے یہ دستہ کب تک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ابوجہل کی طرف اشارہ کرنا ہی تھا کہ وہ دونوں بچے ابوجہل کے پاس تیر کی طرح جا پہنچے۔ ابوجہل گھوڑے پر سوار اپنی صفوں کو درست کر رہا تھا اور یہ دونوں بچے پیدل تھے۔ ان میں سے ایک نے ابوجہل پر اور دوسرے نے اس کے گھوڑے پر جاتے ہی حملہ کر دیا۔ جس سے ابوجہل اپنے گھوڑے سمیت زمین پر زخمی ہوکر گر پڑا۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آ گئے اور انہوں نے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ حضرت معاذ بن عمروؓ خود بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں نے ابوجہل پر حملہ کیا تو اس کا لڑکا عکرمہ دوڑ کر میری طرف حملہ آور ہوا اور میرے کندھے پر تلوار ماری۔ جس سے میرا بازو کٹ کر کھال کے ساتھ لٹکا ہوا رہ گیا۔ مگر میں نے ذرا بھی پرواہ نہ کی اور اسی طرح بدستور دوسرے ہاتھ سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر میں نے محسوس کیا کہ میرا کٹا ہوا بازو میرے لڑنے میں حائل ہو رہا ہے۔ تو میں نے اسے پاؤں کے نیچے رکھ کر اپنے جسم سے کھینچ کر جدا کر دیا اور کہا کہ میرے جسم کا جو حصہ مجھے خدا تعالیٰ کے راستے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑنے سے روک رہا ہے۔ اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ میرے جسم کے ساتھ لگا رہے۔

”اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیر۔“

کیا ہی شان تھی ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آ کر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اب آپ خود ہی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں سے تقابل کر لیں کہ کون بے وفا تھے اور کون باوفا تھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو آپ سے اتنی محبت تھی کہ ایک لحہ بھی آپ ﷺ سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے۔ نبی پاک ﷺ کا ایک صحابیؓ بڑی غمناک صورت میں آپ کے پاس حاضر ہوا آپ نے پوچھا غمگین کیوں ہو۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں اچانک خیال آ گیا۔ جس کی وجہ سے پریشان ہو گیا ہوں۔ آپ نے پوچھا وہ کون سا خیال ہے۔ جس نے تجھے پریشان کر دیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں جب مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے۔ تو فوراً آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ ﷺ کی زیارت کر کے اپنی پریشانی دور کر لیتا ہوں۔ مگر کل قیامت کا دن جو کہ بڑا ہولناک اور وحشت ناک ہوگا۔ آپ تو بڑے اعلیٰ اور ارفع مقام پر ہوں گے۔ پتہ نہیں میں آپ کی زیارت کر بھی سکوں گا کہ نہیں۔ بس اسی خیال نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دیوانے اور محبت کو تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ قیامت کو آدمی اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی۔

”مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا۔"

کہ اے میرے نبی ﷺ اپنی امت کے سامنے یہ اعلان فرما دو کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ کل قیامت کے دن وہ نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

دوستو! ایک وہ لوگ تھے کہ آپ کی جدائی کا تصور کر کے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانی کو خوشی میں تبدیل کر دیا اور ایک ہم ہیں کہ کبھی اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کا دل میں خیال ہی نہیں آیا۔ بس رات دن نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر شریعت کے احکامات کو پامال کر رہے ہیں۔

میرے عزیزو! صحابہ کرامؓ تو اس قسم کے لوگ تھے کہ جب آپ نے ان کو کہا بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گئے' کھڑے ہو جاؤ' تو کھڑے ہو گئے فلاں کام کرو' تو کرنے لگے' فلاں کام سے رک جاؤ' تو رک گئے۔ بس ہر حالت میں آپ کی خوشنودی کو ملحوظ نظر رکھا کبھی بھی یہ نہیں کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کام کیوں کریں اور کیوں نہ کریں ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم آپ کے فرامین کو سن کر ان کی تاویلیں کرتے ہیں۔ مگر صحابہ کرامؓ نے کبھی کوئی تاویل نہیں کی تھی۔ جیسے آپ نے حکم دیا ویسے ہی مان لیا۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
اِدھر حکم محمدؐ ہو اور اُدھر گردن جھکائی ہو

ماں باپ قربان کر دیئے۔ بہن بھائی قربان کر دیئے۔ اہل و عیال قربان کر دیا۔ عزیز و اقارب کی کوئی پرواہ نہ کی۔ دنیا کی دولت کو ٹھکرا دیا۔ غرضیکہ خدا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ کی خاطر ہر چیز قربان کردی۔ کسی نے ان کی شان میں کیا ہی خوب لکھا ہے۔

پھٹے لباس تن نے سوہندیاں لیراں نے
کملی والے دے مگر ہو گئے وانگ فقیراں نے
سوہنے دے اتوں وار سٹیاں جاگیراں نے
ایہ رب دے پیارے حد نائیں
شرم و حیا تھیں اکھیاں نیویاں رکھ دے
مال حرام وتے متّول نہ تکدے
رب دا نام لیندے کدی نہ اکدے
مول تکبر کر دے نائیں
جدھر نوں جاندے بیڑی کفر دی بوڑ دے
مار کے لت دھون بُتّاں دی توڑ دے
مولا دے نال رشتہ دنیا دا جوڑ دے
خُلق دی کوئی حد نائیں

حضرت مصعبؓ بن عمیر اسلام لانے سے قبل بڑے ہی ناز پرورده تھے۔ ماں باپ کے بڑے ہی لاڈلے بیٹے تھے۔ ان کا ماں باپ ان کو دو دو سو درہم کا جوڑا خرید کر پہنایا کرتا تھا۔ ان کی ماں کو ہمیشہ یہ خیال رہتا کہ پورے مکہ میں میرے بیٹے کا لباس اور عطر سب سے زیادہ قیمتی اور اچھا ہو۔ نبی ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا۔

”مَا رَأَيْتُ بِمَكَّةَ أَحْسَنَ لِمَّةً وَلَا أَرَقَّ حُلَّةً وَلَا أَنْعَمَ نِعْمَةً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ مُصْعَبِ ابْنِ عُمَيْر۔"

کہ میں نے مکہ میں اس سے زیادہ شوقین کسی کو نہیں دیکھا۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں ہی گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک دن عثمان بن طلحہؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس نے ان کے والدین کو اطلاع دے دی کہ تمہارا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے۔ اس پر ان کے والدین اس کے خلاف ہو گئے اور پکڑ کر قید کر دیا۔ کچھ دن تو حضرت مصعب بن عمیرؓ قید میں رہے۔ پھر ایک دن موقعہ پا کر چپکے سے بھاگ گئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل کر جو ہجرت کر کے حبشہ کی طرف جا رہے تھے۔ حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد واپس آ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایسی تنگی کی حالت تھی کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے تو جسم پر صرف ایک ہی چادر تھی۔ جو کہ کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ ایک جگہ تو کپڑے کی بجائے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی موجودہ اور پہلی حالت کا تذکرہ فرمایا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ وہ شخص ہے۔ جس نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اسلام قبول کر کے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ جنگ احد میں جھنڈا اسی کے ہاتھ میں تھا۔ جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں منتشر ہو گئے تو یہ ڈٹے رہے۔ ایک کافر نے آ کر حملہ کر کے ہاتھ کاٹ دیا تا کہ جھنڈا گر جائے اور مسلمانوں کو واضح شکست ہو جائے مگر انہوں نے جھنڈا فوراً دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ کافر نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ دیا۔ انہوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینے سے جھنڈے کو چمٹا لیا۔ تا کہ گرنے نہ پائے۔ پھر ایک کافر نے تیر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ ان کے شہید ہوتے ہی اسلام کا جھنڈا دوسرے صحابیؓ نے پکڑ لیا۔ خود شہید ہو گئے۔ مگر اسلام کے جھنڈے کو اپنی زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گرنے نہیں دیا۔ ان کو دفن کرنے کی جب نوبت آئی تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی۔ جو پورے بدن پر بھی نہیں آتی تھی۔ سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر کے پتے ڈال کر ان کو چھپا دو چنانچہ ایسے ہی کر کے ان کو دفنا دیا گیا۔ یہ کون ہے؟ یہ وہی ہے جو اسلام سے قبل اپنے جسم پر دو دو سو درہم کا جوڑا پہنا کرتا تھا۔ مگر آج اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی آسائش قربان کر دی اور کیفیت یہ ہے کہ کفن کے لئے ایک چادر بھی پوری میسر نہیں آ رہی اور وہ مقام حاصل کیا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔“ (احزاب)

کہ مومنوں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے جو عہد خدا تعالیٰ سے کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا۔

میرے بھائیو! میں صحابہ کرام ؓ کے فضائل اور مناقب کس حد تک آپ کے سامنے بیان کروں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ ”رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔“ کہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں اور مجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔ جب اللہ ان پر راضی ہو گیا تو پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم ان کے متعلق چہ مگوئیاں کریں۔

یاد رکھئے! صحابہ کرام ؓ سے کسی موقعہ پر بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی بھی سرزد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئی ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دی ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مکہ پر جب چڑھائی کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ ہماری اس چڑھائی کی مکہ والوں کو خبر نہ دینا۔آپ ﷺ اپنی فوج کو تیار کر رہے ہیں کہ ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اہل مکہ کے نام ایک رقعہ لکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں۔اس لئے تم اپنا بچاؤ کر لو اور ایک عورت کے حوالے کر دیا کہ اس کو جا کر ابوسفیان کو دے دینا اور ساتھ یہ نصیحت کی کہ دیکھنا اس راز کا اور کسی کو پتہ نہ چلے۔ چنانچہ یہ عورت رقعہ لے کر روانہ ہوگئی ادھر اس کا روانہ ہونا تھا ادھر اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا کہ آپ کا راز فاش ہونے والا ہے۔کیونکہ ایک عورت رقعہ لے کر جا رہی ہے۔نبی پاک ﷺ نے اطلاع پاتے ہی حضرت علیؓ اور حضرت مقدادؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم یہاں سے فوراً جاؤ۔روضہ خاخ میں تمہیں ایک سانڈنی سوار عورت ملے گی۔اس کے پاس ایک رقعہ ہے۔وہ لے آؤ۔چنانچہ یہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چل دیئے۔روضہ خاخ میں جب پہنچے تو ایک سانڈنی سوار عورت دکھائی دی۔انہوں نے اس کو گھیر لیا اور کہا کہ تمہارے پاس جو رقعہ ہے وہ ہمارے حوالے کر دو۔عورت کہنے لگی کون سا رقعہ میرے پاس تو کوئی رقعہ وغیرہ نہیں ہے۔حضرت علیؓ کہنے لگے کہ تیرے پاس رقعہ ہے۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے غلط فرمایا ہو۔عورت کہنے لگی میرے پاس ہے ہی نہیں۔میں کہاں سے دوں۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تو غلط کہتی ہے۔ رقعہ تیرے پاس یقیناً ہے۔اگر تو راضی خوشی نہ دے گی۔تو پھر ہم جامہ تلاشی کر کے جبراً وہ رقعہ تجھ سے چھین لیں گے۔اس پر وہ عورت گھبرا گئی اور اس نے اپنے سر کے بال کھول کر رقعہ نکالا اور ان کے حوالے کر دیا۔یہ اسی وقت لے کر نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے پڑھنے پر معلوم ہوا کہ یہ رقعہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے لکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطبؓ کو بلاؤ۔ حاطبؓ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حاطب تم نے یہ کیا کیا ہے؟ حاطبؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جلدی نہ کیجئے۔ پہلے میری بات سن لیجئے۔ میں قریشوں کے ساتھ ملا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ پھر آپ ﷺ کے ساتھ ہی ہجرت کی۔ یہاں جتنے بھی مہاجر ہیں۔ ان سب کے رشتہ دار مکہ میں موجود ہیں۔ جو ان کے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ جو میرے بچوں کی حفاظت کرے۔ میں نے سوچا کہ مکہ والوں پر کوئی احسان کردوں جس سے وہ میرے بچوں کی حفاظت کریں۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے کفر نہیں کیا اور نہ ہی مرتد ہوا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر پر راضی ہوں۔ بس اس رقعہ لکھنے کی وجہ صرف اپنے بچوں کی حفاظت کا بہانہ تھا۔ نبی ﷺ نے صحابہؓ کو فرمایا کہ حاطبؓ نے جو واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ حرف بحرف سچا ہے۔ اس نے اپنے نفع کی خاطر ایک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جو اس موقعہ پر موجود تھے۔ نہایت غضب ناک ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اتار دوں۔ آپ نے فرمایا عمرؓ خاموش رہو۔ تمہیں پتہ نہیں یہ کون ہے یہ ان بدری صحابہؓ میں سے ہے۔ جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

”لَعَلَّ اللّٰهُ اطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ۔“

کہ میںؑ نے ان کی طرف جھانکا تو سب کو بخش دیا اور فرمایا کہ آج کے بعد جو مرضی عمل کرتے پھرو۔ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (یہ حدیث شیعہ و سنی دونوں کتابوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے)

میرے بھائیو! اس حدیث کو سن کر اندازہ لگائیں کہ بظاہر حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی کتنی زبردست غلطی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کے راز کو فاش کرنے لگے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

میں اپنے ان بھائیوں سے پوچھتا ہوں۔ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔ کیا ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اصحاب بدر میں سے تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو کیا۔ "اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔" کے زمرہ میں آئے یا نہیں' یقیناً آئے ہیں۔ تو جن کو خدا تعالیٰ اپنی رضامندی اور مغفرت کو سٹرٹیفکیٹ دے رہا ہو۔ ان کے متعلق دل میں عناد اور کفر رکھنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے۔ آیئے آج ہی ہم اپنے اس عقیدہ فاسدہ سے توبہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دل میں بغض صحابہ کرامؓ رکھ کر ہم اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین)

قرآن مجید میں تو بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو مومن اور جنت کا حق دار فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔" (سورہ انفال)

کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ جنہوں نے مسلمان مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ان کے لئے اللہ کے ہاں بخشش اور بڑا اچھا رزق ہے۔

دیکھ لیجئے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین خصوصاً اصحاب ثلاثہ کو بڑے کھلے الفاظ میں مومن کامل فرمایا ہے اور ان کے بخشے جانے اور جنتی ہونے کی تصدیق فرمائی ہے۔ کیونکہ وہ والذین امنو کے پورے مصداق ہیں۔ نبی ﷺ کے اوپر ایمان لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ خدا کی راہ میں ہجرت کی۔ کفار سے جہاد کئے۔ پھر اولین مہاجرین ہونے کے باعث پچھلے مہاجرین کی امداد بھی کی۔ اب کوئی شخص ہی ایسا متعصب ہوگا جو اس آیت کو پڑھ کر بھی صحابہ کرامؓ کے قطعی جنتی ہونے میں شک کرے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کا مقام اس طریقہ سے بیان کیا ہے۔

”وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔“ (پ ١١ سورۃ توبہ)

کہ مہاجرین میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور انصار اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی خدا ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں بھی پہلے مہاجرین پھر انصار اور پھر ان کے تابعین تینوں گروہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ کا ذکر کیا گیا ہے۔اب میں شیعہ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ یہ آیت اور اس کے علاوہ وہ بے شمار آیات جو مہاجرین اور انصار صحابہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ان کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے۔موت کی سختی قبر کے عذاب اور جہنم کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے انصاف سے جواب دیں کہ وہ جنتی ہیں یا نہیں؟ یقیناً ہر صاحب بصیرت اور انصاف پسند انسان یہی خواب دے گا کہ وہ جنتی ہیں۔

میرے بھائیو! میں حیران ہوں شیعہ حضرات کی عقل پر نبی پاک ﷺ کے ساتھ تو دعویٰ محبت اور ان کے دوستوں سے عداوت۔معلوم ہوتا ہے کہ محبت کا دعویٰ ہی غلط ہے۔کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے کے مصداق اگر تمہیں نبی ﷺ سے محبت ہے تو پھر آپ کے دوستوں ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ اور دوسرے صحابہؓ سے بھی محبت ہونی چاہیے۔

یہودیوں سے اگر پوچھا جائے کہ تمہاری امت میں سب سے بہترین لوگ کون تھے۔تو وہ کہیں گے۔اصحاب موسیٰ علیہ السلام۔عیسائیوں سے پوچھیں کہ تمہاری امت میں سب سے بہترین لوگ کون تھے۔تو وہ جواب دیں گے۔اصحاب عیسیٰ علیہ السلام۔

مگر افسوس اسلام کے نام لیواؤں پر جن کی ناپاک زبانوں سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ سب سے بڑے محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ تھے۔(نعوذ باللہ)

شیعہ کے اس عقیدہ کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ نبی ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت مقدادؓ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے سوا باقی تمام صحابہ اسلام سے پھر گئے تھے۔وہ اس لئے کہ کیا آپ کی تعلیم نعوذ باللہ اتنی ناقص تھی کہ اس نے سوائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تین آدمیوں کے اور کسی پر اثر ہی نہیں کیا۔ آج ایک سکول ماسٹر جو اپنے سو شاگردوں کو سال بھر تعلیم دے اور پھر امتحان لینے پر صرف تین لڑکے پاس ہوں اور باقی سب فیل ہو جائیں تو کیا ایسے استاد کو قابل کہا جائے گا۔ ہرگز نہیں؟ بلکہ ہر سننے والا شخص کہے گا کہ اس ماسٹر نے لڑکوں کو محنت سے پڑھایا ہی نہیں ہے۔ اگر محنت سے پڑھایا ہوتا تو اتنے لڑکے فیل ہی نہ ہوتے۔

میرے بھائی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پیر اپنے مریدوں سے پہچانا جاتا ہے اور استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کیونکہ مریدوں کے اعمال سے پیر کا اور شاگردوں کے علم سے استاد کا پتہ چلتا ہے کہ مریدوں کا پیر اور شاگردوں کا استاد کیسا ہے۔ مرید اگر نیک اور دین دار ہوں گے تو لامحالہ ان کے پیر کا تقویٰ اور پرہیز گاری ظاہر ہوگی اور مرید اگر بے دین ہوں گے تو سمجھا جائے گا کہ ان کا پیر بھی ایسا ہی ہوگا۔ اسی طرح شاگرد اگر لائق ہوں گے تو ان کے استاد کی لیاقت ظاہر ہوگی اور شاگرد ہی اگر فیل ہو جائیں تو استاد کو ہی نکما سمجھا جائے گا۔ اب اس مثال کے پیش نظر صحابہ کرامؓ کو ذرا ملاحظہ کریں کہ وہ دین دار تھے یا نعوذ باللہ بے دین۔ پاس تھے یا نعوذ باللہ فیل۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہؓ پکے سچے مومن تھے اور ان کے ایمان میں ذرا جتنا بھی شک نہیں ہے۔ یاد رکھیئے! صحابہ کرامؓ کو بے دین سمجھنا یہ صحابہ کرام کی توہین نہیں ہے بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔ (نعوذ باللہ)

صحابہ کرامؓ کے ایمان کے بارے میں یہاں ایک اور مثال بھی سنتے چلئے کہ چائے کے پتے جو چند منٹ پانی کی صحبت میں رہیں تو اپنے ہم نشین کا رنگ بدل دیں۔ کنجد کے دانے جو ایک دو دن چنبیلی کے پھولوں کی صحبت میں رہیں تو اپنے سے نکلنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے تیل کا نام بدل دیں کہ یہ کنجد کا تیل نہیں ہے بلکہ چمبیلی کا تیل ہے۔ تو کیا محمد رسول اللہ ﷺ چائے کے پتے اور چمبیلی کے پھول سے بھی (نعوذ باللہ) کمتر ہیں جو اپنی زندگی کے ۲۳ سالوں میں اپنے ہم نشینوں کے رنگ کو تبدیل نہیں کر سکے۔

شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک دن مٹی کو اٹھا کر سونگا تو اس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا اے مٹی تجھ سے خوشبو کیوں آ رہی ہے۔ تو کہنے لگی شیخ صاحب مجھ پر آج گلاب کا پھول پڑا رہا ہے۔ میں گلاب کے پھول کے مصاحبت سے خوشبودار بن گئی ہوں۔

میرے بھائیو! پاؤں میں مسلی جانے والی مٹی گلاب کے پھول کی ہم نشینی سے اگر خوشبودار بن سکتی ہے۔ تو کیا وہ پاک باز شخصیتیں جنھوں نے اپنی ساری زندگیاں گلستان محمدی ﷺ میں گزار دیں ان کے ایمانوں سے کیوں نہ خوشبو آ رہی ہو گی۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ سارے کے سارے جنتی ہیں۔ محدثین نے احادیث میں باب باندھ باندھ کر ان کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ حضرت ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اِفْتَحْ لَهٗ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔" دروازہ کھول دو اور اس آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا وہ ابوبکر صدیقؓ تھے۔ میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی خوش خبری سنائی۔ جس پر انہوں نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دروازہ پر دستک ہوئی آپ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اس آنے والے شخص کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی بشارت دے دو دیکھا تو وہ عمر فاروقؓ تھے۔ میں نے ان کو بھی آپ کا پیغام دے دیا۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا اس بشارت ملنے پر شکریہ ادا کیا ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پھر دروازہ کھٹکا تو آپ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اور ''بَشِّرہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰے بَلْوٰی تُصِیْبُہ۔'' ان مصائب پر جو اس کو پہنچنے والے ہیں۔ جنت کی خوشخبری سنا دو۔ دروازہ کھولا تو دیکھا وہ حضرت عثمان غنیؓ تھے۔ میں نے ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے جنت کی خوشخبری سنا دی۔ جس پر انہوں نے بھی خدا تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور شکریہ ادا کیا (بخاری شریف) اس حدیث میں نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے تینوں صحابہ کرامؓ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

یہ جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہے۔

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔''

کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھی ہیں۔ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ آپس میں لڑتے نہیں اور کافروں سے محبت کرتے نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ ان کے اپنے عزیز اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ قرآن پاک میں ایک دوسرے مقام پر بھی ان کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے۔

''لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَشِيْرَتَهُمْ۔"

کہ اے میرے نبی ﷺ تو ایسے لوگ کہیں بھی نہ پائے گا جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لانے کے بعد خدا اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت کریں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا قبیلے ہی کیوں نہ ہوں۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم خدا اور رسول کے دشمنوں سے محبت کرتے ہیں۔ اکٹھا کھاتے پیتے ہیں۔ رشتہ داریاں قائم کرتے ہیں۔ مگر صحابہ کرامؓ خدا اور رسول کے دشمنوں سے عداوت رکھتے تے۔ ان کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کی محبت اور عداوت خدا کیلئے ہی ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے۔

"مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَابْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ۔"

کہ جس نے خدا کیلئے محبت کی اور خدا کیلئے ہی عداوت کی خدا کیلئے خرچ کیا اور خدا کیلئے ہی منع کیا اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔

میرے بھائیو! صحابہ کرامؓ میں وہ ساری خوبیاں موجود تھیں جو ایک ایماندار آدمی میں ہونی چاہیں۔ انہوں نے اپنے کافر رشتہ داروں سے صرف اسی لئے بائیکاٹ کیا کہ وہ اسلام کے دشمن تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے بدری قیدیوں کے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان سے ذرا جتنی بھی نرمی نہیں کرنی چاہئے۔ جس مسلمان کا جو رشتہ دار مشرک اور کافر ہے وہ اس کے حوالے کیا جائے اور حکم دیا جائے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے ہم اللہ تعالیٰ کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں ان مشرکوں کی کوئی محبت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ خدا اور رسول کے دشمن ہیں تو پھر ہمارے کیا لگتے ہیں۔ احادیث میں آپ کو کئی واقعات اس قسم کے ملیں گے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے عزیز رشتہ داروں کو صرف اس لئے قتل کر دیا کہ وہ لوگ اسلام کے دشمن تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو بدر کے دن قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے ماموں عاص بن ہشام کو جنگ بدر کے دن قتل کر ڈالا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی کو جنگ احد میں قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نے اپنے چچازاد بھائیوں عتبہ شیبہ اور ولید کو اپنے ہاتھوں قتل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ غرضیکہ انہوں نے خدا اور رسول کے مقابلہ میں نہ باپ کا لحاظ کیا نہ بیٹے کا' نہ بھائی کا اور نہ ہی خاندان والوں کا۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ایمانی محبت کو لوگوں کے سامنے ان لفظوں سے پیش کیا کہ وہ "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" تھے اور آپس میں "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" تھے۔ ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف کو اپنا دکھ اور درد سمجھتے تھے اپنی جان پر دوسرے کی جان کو ترجیح دیتے تھے۔ جنگ یرموک میں صحابہ کرامؓ کو زخم لگے ہوئے ہیں۔ ریت اور مٹی ان پر پڑی ہوئی ہے۔ کراہ رہے ہیں تڑپ رہے ہیں۔ سخت تیز دھوپ ہے پیاس کی شدت سے حلق خشک ہو کر کانٹا بن رہے ہیں۔ اتنے میں ایک مسلمان کندھے پر مشک لٹکائے آجاتا ہے اور ان مجروح مجاہدین کے سامنے پانی پیش کرتا ہے۔ مگر ہر ایک اپنے سے دوسرے کو ترجیح دیتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ اس دوسرے کو پلاؤ۔ دوسرا کہتا ہے اس تیسرے کو پلاؤ۔ وہ تیسرے تک پہنچا تو دیکھا کہ وہ شہید ہو چکا ہے۔ واپس دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی پیاسا راہی سفر آخرت ہو گیا۔ پہلے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔ شہید ہو جانا منظور کر لیا۔ مگر اپنے دوسرے بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے پانی پینا پسند نہیں کیا۔ ”یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔“ کا سبق دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے صحابہؓ کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان فرما رہا ہے کہ:-

”اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا۔“

کہ وہ میری رضامندی تلاش کرنے کیلئے رکوع سجود میں پڑے رہتے تھے۔

”سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔“

جس کا اثر ان کے چہروں پر نمایاں نظر آتا تھا۔ اے میرے پیغمبر ﷺ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے اور اپنے ہاں ان کو بہت بڑے درجات کا مالک ٹھہرایا ہے۔

تو میرے بھائیو! جب خدا تعالیٰ اپنے نبی کے صحابہؓ کو بنظر تحسین دیکھ رہا ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان کو بری نگاہ سے دیکھ کر اپنا ایمان تباہ کریں۔ کسی نے صحابہؓ کی تعریف میں کیا ہی خوب لکھا ہے ؎

تجلّی چہریاں تے فاغسلوا دا
تے جلوہ نور سیما ہم فی وجوہ دا
اجالا لا الٰہ الا ہو دا
تے شعلہ وارکعوا تے فاسجدوا دا
زبان تے ذکر شیریں فقراؤا دا
وظیفہ فاذ کروا تے واشکروا دا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متھاں وچ فیض حتی تنفقوا وا
جسم وچ زور بھریا جاھدوا وا
اکھاں وچ نیر فلیبکوا دی جو وا
بھروسہ صرف اک لا تقنطوا وا

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی طرح نبی پاک ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

”واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیسواں وعظ

فضائل صحابہ کرام

نمبر 2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰى فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا. اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔" (پ ۱۱ سورہ توبہ)

ترجمہ:۔ اول سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ لوگ جو نیک کاموں میں ان کی اتباع کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ سب اللہ پر راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے بہشت تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستو اور بزرگو!..........السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے فضائل صحابہ کرامؓ۔

میں بتاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو کیا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یاد رکھیے اس پوری کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے اعلیٰ اور سب سے بہترین مقام کسی کا ہے تو وہ ہے صحابہ کرامؓ کا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے دلوں کو جھانکا۔ تو ان میں سے سب سے بہترین دل جن کے معلوم ہوئے ان کو محمد رسول اللہ ﷺ کا صحابی بنا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اتنا مقام اور مرتبہ ملا کیوں۔ وہ اس لئے کہ انہوں نے اول سے لیکر آخر تک اسلام قبول کرنے سے لیکر لحد تک اپنی تمام زندگی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں صرف کر دی۔ آپ نے اگر کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گئے۔ اگر کہا کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو گئے۔ جس کام کے کرنے کا حکم دیا۔ کرنے لگے اور جہاں سے روکا وہاں سے رک گئے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہو اور صحابہ کرامؓ نے عمل کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کو ہر حالت میں مدنظر رکھا۔ آپ کی پسندیدہ چیز کو انہوں نے پسند کیا اور آپ نے جس چیز سے نفرت کی انہوں نے بھی نفرت کی۔ بس اپنی زندگی کا واحد مقصد یہی سمجھ رکھا تھا کہ زندہ رہنا ہے تو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مرنا ہے تو پھر بھی خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا یہ دعویٰ کوئی زبانی کلامی نہیں تھا۔ بلکہ عملی طور پر انہوں نے ایسا کر کے بھی دکھا دیا۔ اطاعت رسول ﷺ میں ایسا کمال حاصل کیا کہ دنیا آج تک ان کی نظیر پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے ان کے اس خلوص اور فرماں برداری کو دیکھتے ہوئے ان کو دنیا میں ہی جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیئے اور محمد رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے ساتھ محبت رکھنا اپنے ساتھ محبت رکھنا قرار دیا اور ان کے ساتھ عداوت رکھنا اپنے ساتھ عداوت رکھنا قرار دیا۔

آج بعض دوست صحابہ کرامؓ کے ایمان کے متعلق چہ مگوئیاں کرتے ہیں اور ان میں عیب اور نقص نکالتے ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ وہ مقدس اور پاکباز گروہ تھا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تابعداری کی وجہ سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے لقب سے نواز دیا اور ان کی تمام لرزشیں معاف فرمادیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو جنتی قرار دے رہا ہے تو پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے دل میں ان کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کریں۔

نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ:-

"لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔"

تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے اور میرا صحابی ایک مٹھی یا نصف مٹھی جو کی خرچ کردے تو تمہارا احد پہاڑ جتنا سونا میرے صحابی کے مٹھی بھر جو کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اتنا مقام اور مرتبہ ان کو کیوں مل گیا۔ صرف اور صرف نبی ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے۔ خدمت اور محبت کی وجہ سے' جب بھی کوئی مصیبت اس راستہ میں پہنچی تو انہوں نے اسے پھول سمجھ کر قبول کرلیا۔ جان قربان کرنے کا وقت بھی آیا۔ تو خوشی خوشی گردنیں کٹوادیں اور یہ سمجھا کہ زندگی کی سب سے بڑی خوشی زندگی میں نہیں بلکہ موت میں ہے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ بستروں میں بھی کسی نے جان نہ دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح انہوں نے میدان جنگ میں ریتلی زمین پر لوٹ لوٹ کر دی۔ جنگ احد میں حضرت سعد بن ربیعؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں پوچھا کوئی وصیت کرنی ہو تو کر دو۔ تو کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ کو میرا اسلام کہہ دینا اور میری قوم سے کہنا کہ خدا کی راہ میں وہ بھی اس طرح جانیں قربان کرتے رہیں۔ عمارہ بن زیادؓ زخموں سے چور جان کنی کی حالت میں تھے کہ نبی پاک ﷺ سرہانے پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا عمارہؓ کوئی آرزو ہو تو کہہ دو۔ حضرت عمارہؓ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری اگر کوئی خواہش ہے تو صرف اور صرف یہی ہے کہ آپ کے قدموں میں سر ہو اور جان نکل جائے۔ عورتوں تک کا یہ حال تھا کہ بیک وقت انہیں ان کے شوہر بھائی اور باپ کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچائی جاتی ہے تو وہ کہتی ہیں یہ تو ہو گیا مگر یہ بتلاؤ خدا کے رسول کا کیا حال ہے۔ پھر جب آپ کا چہرہ انور دیکھ لیتیں تو بے اختیار خوش ہو کر پکار اٹھتیں "كُلُّ مَصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ۔" کہ اے اللہ کے رسول اگر آپ سلامت ہیں تو پھر دنیا کی ساری مصیبتیں ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

میرے بھائیو! وہ کون سی تکلیف ہے جو صحابہ کرامؓ کو نہیں پہنچائی گئی۔ کیا انہیں گھنٹوں نیزوں کی انیوں سے کچوکے دے کر شہید نہیں کیا گیا۔ ماؤں سے بچے نہیں چھینے گئے۔ خاوندوں سے ان کی بیویاں الگ نہیں کی گئیں۔ ان کی جائیدادیں نہیں چھینی گئیں۔ انہیں مادر زاد ننگا کر کے شہر بدر نہیں کیا گیا۔ ان کے جسموں پر تلوار اور خنجر کی نوکوں سے خراشیں نہیں لگائی گئیں۔ حضرت یاسرؓ حضرت عمارؓ حضرت سمیہؓ حضرت بلالؓ حضرت خباب بن ارتؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت سالمؓ حضرت زید بن خبابؓ حضرت زنیرہؓ وغیرہم کے تعذیبی واقعات پڑھ کر آج بھی جسم کے رونگٹے کھڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں۔ آل یاسرؓ عذاب کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ قریب سے گزرے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف ارشاد فرمایا:

"اِصْبِرُوْا یَا آلَ یَاسِرُ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃَ۔"

کہ اے آل یاسرؓ ان تکلیفوں پر صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت میں بڑے اعلیٰ اعلیٰ محلات تیار کئے ہوئے ہیں! تاریخ میں آپ کو کئی ایک صحابہؓ ایسے بھی ملیں گے۔ جنہیں کوڑوں سے ضربیں لگائیں گئیں دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا۔ زنجروں میں باندھ کر تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر گھسیٹا گیا۔ تختہ دار پر لٹکایا گیا لوہے کے گرم گرم اوزاروں سے داغ دیا گیا۔ بوجھل پتھروں کے نیچے دبایا گیا۔ غرضیکہ ان کے ساتھ ہر وہ سلوک کیا گیا جو ظلم کے عنوان سے ایک انسان تصور کر سکتا ہے ظلم کرنے والے تکلیفیں پہنچانے والے مارتے وقت کہتے ہیں کہ اگر تم نے ان تکلیفوں سے رہائی حاصل کرنی ہے تو محمد ﷺ کو چھوڑ دو مگر وہ جواب دیتے ہیں کہ دنیا کی ہر تکلیف برداشت کی جا سکتی ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا جا سکتا۔ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا۔"

میرے بھائیو! محبت ہو تو ایسی ہو۔ دنیا کی ہر تکلیف کو برضا و رغبت قبول کر لیا۔ مگر نبی پاک ﷺ کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا ہے کوئی شخص جو دنیا میں ان نفوسؓ قدسیہ کی مثال پیش کر سکے۔ اب ذرا حضرت عروہ بن مسعودؓ ثقفی کی زبانی نبی علیہ السلام کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی محبت کا نمونہ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو قریشوں نے صلح حدیبیہ سے قبل اپنا سفیر بنا کر نبی ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ مسلمانوں کے حالات بھی دیکھتے رہنا۔ چنانچہ عروہ کافی دیر تک نبی علیہ السلام سے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتا رہا اور ساتھ ساتھ نظریں بچا کر آپ ﷺ کے ساتھیوں کا جائزہ لیتا رہا۔ گفتگو ختم ہونے پر جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنی قوم کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ اے قریشوں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں کو بھی دیکھا ہے اور ان کے آداب بھی دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم میں نے کسی جماعت کو اپنے بادشاہ کی اتنی عزت اور تعظیم کرتے نہیں دیکھا۔ جتنی عزت محمد ﷺ کی جماعت آپ کی کرتی ہے۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو اس کو نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے کر اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے وضو کا پانی آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اگر کسی کو کوئی قطرہ نہ ملے تو وہ دوسرے کے تر ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے مل کر اپنے منہ پر مل لیتا ہے۔ جو بات محمد ﷺ کے منہ سے نکلتی ہے اس کے پورا کرنے کو سب کے سب ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان کے سامنے اونچی آواز سے بولتے نہیں ہیں۔ اگر آپ کے سر یا داڑھی کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے تبرک سمجھ کر اٹھا لیتے ہیں۔ غرضیکہ میں نے کسی جماعت کو اپنے آقا کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جتنی محبت محمد ﷺ کی جماعت آپ سے کرتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک غیر مسلم شخص جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اپنے ساتھیوں کے سامنے کتنی حیرت اور تعجب سے اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو آپ سے بے پناہ عقیدت اور محبت ہے۔ صحابہ کرامؓ ایک لمحہ بھی نبی ﷺ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کے پاس اس طرح بیٹھے رہتے جیسے شمع کے گرد پروانے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اے میرے صحابہؓ "حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ ثَلَاثٌ" مجھے اس دنیا کی تین چیزیں بڑی پسندیدہ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون سی تین چیزیں ہیں۔ جو آپ کو محبوب اور پسندیدہ ہیں آپ نے فرمایا۔ "اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ" پہلی چیز خوشبو ہے دوسری چیز عورتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تیسری چیز نماز کیونکہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

پہلی چیز خوشبو کے متعلق صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہر وقت معطر رہتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا۔ معاذؓ میرے ساتھ مل کر چلو۔ چنانچہ میں آپ کے قریب ہو کر چلنے لگا تو:

"فَمَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرًا اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" (کنز العمال)

آپ کے جسم سے جو خوشبو آ رہی تھی وہ نہ تو کستوری میں پائی جاتی تھی اور نہ عنبر میں۔

سبحان اللہ کیا ہی شان ہے نبی پاک ﷺ کی۔ اگر ظاہری خوشبو نہ بھی استعمال کرتے تو آپ کے جسم اطہر پر جو پسینہ آتا تھا وہی عنبر اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی پاک ﷺ دوپہر کے ٹائم ہمارے گھر میں آرام فرما تھے کہ آپ کے جسم مبارک پر پسینہ آ گیا۔ میری والدہ ایک شیشی لے کر آ گئی اور آپ کا پسینہ مبارک لیکر اس شیشی میں ڈالنے لگی۔ اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھ کر فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہے تو کہنے لگی۔

"هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَ هُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔" (مسلم شریف)

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پسینہ مبارک کو لے کر میں کسی دوسری خوشبو میں ملا کر رکھوں گی۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ خوشبودار ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس گلی سے آپ گزرا کرتے تھے۔ بعد میں گزرنے والے شخص اس گلی کو خوشبو سے مہکتا ہوا پا کر سمجھ لیتے کہ آپ کا اس راہ سے گزر ہوا ہے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ کو خوشبو سے بڑی محبت تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کو خوشبو کا تحفہ پیش کرتا تو آپ اسے کبھی رد نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ ارشاد فرماتے کہ اگر کوئی شخص خوشبو بطور تحفہ پیش کرے تو اسے قبول کر لیا کرو۔

دوسری چیز آپ نے فرمایا مجھے عورتوں سے محبت ہے وہ اس لئے کہ عرب کے لوگ عورت کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اگر کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہو جاتی تو اسے زندہ درگور کر دیتے۔ عورت کو انہوں نے محض اپنی ہوس مٹانے کا ایک ذریعہ ہی سمجھ رکھا تھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر سبق دیا کہ جو شخص میرا مطیع اور فرمانبردار ہوگا وہ عورت کو کبھی بھی حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی اچھی طرح پرورش کی۔ دین سکھایا۔ جوان ہونے پر کسی نیک دین دار لڑکے سے اس کی شادی کر دی تو میں اور لڑکی کا باپ قیامت کے دن جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں وسطیٰ اور سبابہ اکٹھی ہیں۔

اس حدیث سے اندازہ لگائیں کہ آپ نے لڑکی کی پرورش کرنے والے کو کتنی بڑی بشارت دی ہے۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو صف ماتم بچھا لیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو لڑکی جننے کے جرم میں عورت کو طلاق دے دی جاتی ہے کہ اس نے لڑکی کو جنم دیا ہی کیوں ہے۔

میرے بھائیو! لڑکی پیدا ہو یا لڑکا ہر حالت میں خدا کا شکر کرنا چاہئے اور زبان سے کوئی بات ایسی نہیں نکالنی چاہئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری چیز آپ نے فرمایا: نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ نماز شروع کر دیتے گویا کہ اپنی پریشانیوں اور غموں کا علاج نماز میں تلاش کرتے یہ حدیث ہمارے لئے بھی سبق آموز ہے کہ جب کوئی تکلیف یا پریشانی آئے تو ہم نماز سے اس کا مداوا کریں۔ باوضو قبلہ رخ ہوکر نہایت عاجزی انکساری سے خدا تعالیٰ کے دروازہ پر دستک دیں اور اس طریقہ سے نماز پڑھیں جس طرح نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

”اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ۔“

کہ اس طرح نماز پڑھو جیسے کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔

”فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ یَرَاكَ۔“

اور اگر تو خدا کو نہیں دیکھ رہا تو پھر یہ سمجھ کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ یقیناً بات بھی اسی طرح ہے کہ اگر ہم نماز اس طرح ادا کرنے لگیں تو ہماری تمام مشکلات حل ہو جائیں۔ مگر ہماری نمازوں کی کیفیت ہی کچھ اور ہے ظاہراً نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور خیالات میں کسی اور جگہ پہنچے ہوتے ہیں اور اکثر دوست تو نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں میرے عزیزو، جس چیز کو آپ پسند فرما رہے ہیں اور جس کو آپ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دے رہے ہیں۔ ہمیں اس سے نفرت کیوں ہے۔ یاد رکھیے نماز ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو کہ کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہے۔ اس کا تارک کافر اور مشرک ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔“

کہ نماز قائم کرتے رہو اور اس کو چھوڑ کر مشرک نہ بن جاؤ۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی اس محبوب چیز کو اپنی محبوب بنا کر ہمیشہ نماز پڑھنے کا عہد کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک بہترین مثال بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور وہ روزانہ پانچ دفعہ اس نہر سے غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل رہ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ تو آپ نے فرمایا:

"فَذَاكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔"

کہ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ جو شخص ان کو پڑھتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کے تمام گناہ ان کے ذریعہ دور فرما دے گا۔ وہاں میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اپنی تینوں پسندیدہ چیزوں کا نبی پاک ﷺ جب ذکر فرما چکے تو ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے اللہ کے رسول مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: میری پہلی محبوب چیز یہ ہے۔

"اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

میں ہر وقت آپ کو دیکھتا ہی رہوں میری نظر ہو اور آپ کا چہرہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ میں ہر وقت آپ کے ساتھ ہی رہوں۔ میری اور آپ کی کبھی جدائی نہ ہو۔

ماشاء اللہ کتنی بہترین خواہش ہے پھر لطف کی یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری بھی کردی۔ کب۔ اس وقت جبکہ نبی ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ اپنے تمام عزیز و اقارب کو چھوڑ کر نبی پاک ﷺ کے ہمراہ ہو گئے۔ چلتے چلتے غار ثور پر پہنچے تو نبی ﷺ کی خاطر پہلے خود غار میں گئے کہ غار کو صاف کر کے آپ کو اندر بلا لیا اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ آرام فرمالیجئے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ران کو اپنا سرہانہ بنالیا اور سو گئے۔

میرے بھائیو! اس منظر کو ذرا تصور میں دیکھیں۔ کہ نبی پاک ﷺ کا چہرہ ابوبکر صدیقؓ کی طرف ہے اور ابوبکر صدیقؓ کا چہرہ نبی پاک ﷺ کی طرف ہے اور ابوبکر صدیقؓ نبی پاک ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی اس خواہش کو پورا کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے کی تھی۔ "اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر وقت آپ کو دیکھتا ہی رہوں۔

یہاں یہ بات بھی سنتے جائیے کہ غار ثور میں ابوبکر صدیقؓ کو آپ کی رفاقت سے جو سعادت حاصل ہوئی ہے وہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ اس کی تائید شیعہ دوستوں کی کتب سے بھی ہوتی ہے کہ چنانچہ تفسیر قمی میں :-

"اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" کے تحت لکھا ہے۔

"لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْغَارِ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى سَفِيْنَةِ جَعْفَرٍ فِىْ اَصْحَابِهٖ تَقُوْمُ فِى الْبَحْرِ وَاَنْظُرُ اِلَى الْاَنْصَارِ مُخْبِتِيْنَ فِىْ اَفْنِيَتِهِمْ۔"

کہ آپ جب غار میں تھے تو ابوبکرؓ کو کہنے لگے میں جعفرؓ اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں۔ جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

"فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ تَرَاهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ابوبکرؓ کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ابوبکرؓ کہنے لگے مجھے بھی دکھایئے۔ " فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَرَاٰهُمْ۔ "تو آپ نے ابوبکرؓ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو ابوبکرؓ کو بھی وہ سب کچھ نظر آ گیا جو آپ دیکھ رہے تھے۔ اس پر " فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الصِّدِّیْقُ۔ " آپ نے فرمایا ابوبکرؓ تو صدیق ہے اس روایت شیعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب خدا کے رسول ﷺ کا عطا کردہ ایک بہت بڑا تمغہ ہے اور جو شخص ابوبکرؓ صدیق کو صدیق تسلیم نہیں کرتا گویا کہ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ لقب کو تسلیم نہیں کیا۔ ایسے شخص کے متعلق حضرت امام جعفر صادقؒ کا فتویٰ بھی ذرا سنتے چلیے۔ یہ فتویٰ شیعہ کی معتبر کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ تہران کے صفحہ ۲۲۰ پر مرقوم ہے۔

"عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ ابْنَ جَعْفَرَ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَةِ السُّیُوْفِ فَقَالَ لَا بَاسَ بِهٖ قَدْ حَلَّ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَیْفَهٗ قُلْتُ فَتَقُوْلُ الصِّدِّیْقُ فَوَثَبَ وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ نِعْمَ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ۔"

کہ عروہ بن عبداللہ سے روایت ہے اس نے کہا میں نے محمد بن جعفر بن علی علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تلوار کو چاندی سے مرصع کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ تو امام صاحب نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے تلوار کو مرصع کیا ہوا تھا۔ اگر نا جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو وہ کبھی بھی نہ کرتے۔ راوی نے کہا کیا آپ بھی اس کو صدیق کہتے ہیں۔ تو امام صاحب غضب ناک ہو کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگے' ہاں وہ بہت اچھا صدیق ہے' ہاں وہ بہت اچھا صدیق ہے ہاں وہ بہت اچھا صدیق ہے۔ پس جو شخص اس کو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کوئی بات سچی نہ کرے۔

ان روایات کے پیش نظر میں شیعہ دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اپنے سینہ سے بغض صدیق نکال کر اس کو ایمان کے نور سے منور کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اپنے آئمہ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

درخشاں ہے صداقت اس طرح صدیق اکبر کی
کہ جیسے چاند تاروں میں ضیا. ماہ منور کی

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری پہلی خواہش یہ ہے کہ "اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" میں ہر وقت آپ کو دیکھتا رہوں اور دوسری خواہش یہ ہے۔ "اِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" کہ اپنا سارا مال آپ پر خرچ کر دوں میرے دوستو اور بزرگو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی دوسری خواہش کا جو اظہار کیا وہ زبانی کلامی نہیں تھا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جنگ تبوک کے موقعہ پر نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے چندے کی اپیل کی تو حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں خیال آیا کہ آج میرے پاس کافی مال موجود ہے۔ اس لئے میں زیادہ سے زیادہ مال خدا کے راستہ میں خرچ کر کے ابوبکر صدیقؓ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ اپنے مال کے دو حصے کئے ایک حصہ گھر کی ضروریات کیلئے رکھ لیا اور دوسرا حصہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ آپ نے پوچھا عمرؓ کیا لائے ہو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اپنے مال کا نصف لے آیا ہوں اور نصف اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے گھر کا سارا مال لے کر خدمت نبوی علیہ السلام میں پہنچ گئے۔ آپ نے پوچھا ابو بکرؓ کیا لائے ہو۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ گھر کا سارا سامان لے آیا ہوں آپ نے پوچھا ابو بکرؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ تو کہنے لگے ان کے لئے خدا اور اس کا رسول ﷺ کافی ہے

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ بات سنی تو کہنے لگے اے عمرؓ تو کبھی بھی ابو بکرؓ سے بڑھ نہیں سکتا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس موقعہ پر ابو بکر صدیقؓ نے اپنے گلے کے کپڑے بھی اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور خود ایک پرانا جبہ پہن لیا۔ جس کو کانٹوں سے جوڑا ہوا تھا۔ ابن اسحاق اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی وہاں موجود تھے اور وہ ایک ایسی عبا پہنے ہوئے تھے۔ جس کو انہوں نے اپنے سینہ پر بٹنوں کی بجائے کانٹوں سے اٹکایا ہوا تھا۔ پس حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے پھر کہنے لگے کہ کیا بات ہے ابو بکرؓ کو میں ایک پھٹی عبا پہنے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل انہوں نے اپنا سارا مال اسلام کی ترقی کے لئے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم:۔

"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقْرَءُ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ قُلْ لَهٗ، اَرَاضٍ اَنْتَ مِنِّىْ فِىْ فَقْرِكَ هٰذَا اَمْ سَاخِطٌ"۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے پوچھیے کہ کیا وہ اس عالم فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے ابوبکر تم اس حالت فقر میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خدا تعالیٰ کا جب یہ پیغام سنا تو آنکھوں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگے۔

" اَسْخَطُ عَلٰى رَبِّىْ؟ اَنَا عَنْ رَبِّىْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَبِّىْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَبِّىْ رَاضٍ۔" (تاریخ الخلفا اردو صفحہ ۲۱ ازالہ الخفا جلد دوم ص ۸۷)

میں اپنے رب سے ناراض کس طرح ہو سکتا ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ سبحان اللہ کیا ہی شان ہے صدیق اکبرؓ کی۔ ایک ہم ہیں کہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جائے اور ایک صدیقؓ اکبر ہیں کہ خدا تعالیٰ خود دریافت فرما رہے ہیں کہ تو مجھ سے راضی ہے کہ نہیں۔

میرے بھائیو۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ نبی پاک ﷺ کے جتنے بھی صحابہؓ ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے تمغہ سے نوازا ہے کہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں اور وہ مجھ پر راضی ہو گئے ہیں۔ تو جس پر خدا راضی ہو جائے اس کو دنیا کا کیا غم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو تو دنیاو مافیہا کی تمام نعمتیں مل گئیں۔ جہنم میں جائیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم صحابہؓ پر راضی نہیں ہیں۔

یہاں مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک دن اپنے تمام غلاموں اور لونڈیوں کو کہا جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگ لو جو غلام اور لونڈی جس چیز پر ہاتھ رکھے گی۔ وہ اسی کو دے دی جائیگی۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنی پسند کی چیز پر ہاتھ رکھا اور حاصل کر لی۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ایک لونڈی چپکے سے کھڑی ہے اور اس نے کسی چیز پر ہاتھ نہیں رکھا۔ بادشاہ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ کیا تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ لونڈی نے کہا میرے آقا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا نہیں نہیں ایسے نہیں ہوسکتا۔ تمہیں بھی کسی چیز کو پسند کرنا ہوگا۔ تم بھی کسی چیز پر ہاتھ رکھو تاکہ وہ تمہیں دے دی جائے۔ بادشاہ کے اصرار پر لونڈی نے کہا کہ کیا جس چیز پر میں ہاتھ رکھوں گی وہ مجھے مل جائے گی۔ بادشاہ نے کہا ہاں ضرور مل جائے گی۔ لونڈی آگے بڑھی اور اس نے اپنا ہاتھ بادشاہ پر رکھ دیا اور کہنے لگی میرے آقا مجھے اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ صرف اور صرف آپ ہی ہیں آپ اگر مجھے مل گئے تو میں سمجھوں گی کہ مجھے سب کچھ مل گیا ہے۔ بعینہ یہ مثال صحابہ کرامؓ کی ہے کہ انہوں نے دنیا کی کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ پسند اگر کیا ہے تو صرف خدا اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کو کہ یہ دونوں ہی ہمیں کافی ہیں۔ یہ اگر ہم سے راضی ہیں تو ایسے ہوگیا جیسے دنیا جہاں کی ہر چیز ہمیں مل گئی۔ جیسا کہ یہ مثل بھی مشہور ہے رّبا توں راضی تے سارا جگ راضی تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ:۔

”اِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلّم۔"

میرا دل چاہتا ہے کہ میں سارا مال آپ پر قربان کردو چنانچہ کر بھی دیا۔ اس لئے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ" قَطُّ نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔" (تاریخ الخلفا)

کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا ہے اللہ پاک نے بھی ابوبکر صدیقؓ کی سخاوت کی تعریف فرمائی ہے۔

"اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَه، یَتَزَکّٰی O وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَه، مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی O اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی O وَلَسَوْفَ یَرْضٰی۔"

(پ۳۰ ع۱۸) مفسرین نے لکھا ہے۔

"اَلْاٰیَةُ نَزَلَتْ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ تعالٰی عنہ حِیْنَ اشْتَرٰی بِلَالًا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔"

کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا تھا۔ حضرت بلالؓ مکہ کے ایک بہت بڑے کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے انہوں نے نبی پاک ﷺ کی زبان اقدس سے جب دعوت توحید کو سنا تو مسلمان ہوگئے۔ امیہ کو پتہ چلا تو وہ ان کو سخت ایذائیں دینے لگا۔ آپؓ کو ننگے بدن دوپہر کے وقت گرم گرم ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ ان کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے سپرد کر دیتا کہ اس کو گلیوں میں گھسیٹتے پھرو۔ مگر باوجود اتنی تکالیف اٹھانے کے یہ پروانہ رسول ﷺ احد احد کے نعرے لگاتا رہتا۔ اسی طرح ایک دن بازار میں حضرت بلالؓ کو مارا جا رہا تھا کہ ابوبکر صدیقؓ قریب سے گزرے۔ ان پر ظلم وتشدد ہوتا دیکھ کر امیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس گئے اور کہنے لگے کچھ تو شرم کرو۔ اس بیچارے نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے۔ جو تم اس کو رات دن مارتے رہتے ہو۔ امیہ کہنے لگا اگر تمہیں اس کا اتنا خیال ہے اور اس پر ترس آتا ہے تو اسے خرید لو۔ آپ نے فرمایا۔ بولو کیا لیتے ہو امیہ نے قیمت بتائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قیمت ادا کر کے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ کفار کو اس پر حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے بلال کو خرید کر اس لئے آزاد کیا ہے کہ اس نے اس پر پہلے کوئی احسان کیا ہوگا۔ کافروں کی ان باتوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آیات نازل فرمادیں کہ ابوبکر صدیقؓ کا حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کرنا محض رضائے الٰہی کے لئے ہے۔ کسی کے احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے نہیں ہے فرمایا کہ جس طرح ابوبکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی ہے اسی طرح کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی ابوبکر صدیقؓ کو راضی کرے گا۔

میرے دوستو اور عزیزو! یہ ہے مقام صدیق اکبرؓ کا کہ یہ خدا کی رضا چاہتے ہیں اور خدا ان کو راضی کرے گا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہاں ایک بات اور کرتا جاؤں کہ یہی بلالؓ جن کو ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ دربار رسالت میں آ کر آپ کی تابعداری کر کے وہ مقام حاصل کرتے ہیں۔ جو کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بلالؓ:۔

”مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِیْ“۔

میں جب جنت میں داخل ہوا تو مجھے اپنے آگے آگے کسی کے چلنے کی آواز آرہی تھی میں نے پوچھا یہ چلنے کی آواز کس کی ہے۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ آواز آپ کے غلام حضرت بلالؓ کی ہے۔ اندازہ لگائیں چلتے زمین پر ہیں اور پاؤں کی آہٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں کے اوپر جنت میں پہنچ رہی ہے۔ اب میں ان لوگوں کو جو ابو بکر صدیقؓ کی شان میں بے ہودہ کلمات کہتے ہیں اور ان کے ایمان میں نقص نکالتے ہیں۔ پوچھتا ہوں کہ اگر صدیق اکبرؓ کا خریدا ہوا غلام جنت میں جا سکتا ہے تو کیا ابو بکر صدیقؓ جنت میں نہیں جا سکتے خدارا تعصب کی عینک اتار کر کچھ تو انصاف کیجئے کہ ابو بکر صدیقؓ کے خرید کر آزاد کردہ غلام تو جنتی ہو گئے تو ابو بکر صدیقؓ کیوں نہ جنتی ہوئے۔

میرے دوستو! ابو بکر صدیقؓ کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔" وَلَسَوْفَ يَرْضٰى " کہ میں جنت میں ابو بکرؓ کو اتنا کچھ دوں گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! ابو بکر صدیقؓ نے اپنا تن من دھن سب کچھ رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا۔

" مَالِاَحَدٍ عِنْدَ نَايد" اِلَّا وَ قَدْ كَافَيْنَاهُ، مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔"

کہ جس نے بھی مجھ پر کوئی احسان کیا ہے میں نے اس کے احسان کا بدلہ ادا کر دیا ہے۔ مگر ابو بکر صدیقؓ کے مجھ پر اس قدر احسانات ہیں کہ میں ان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا۔ ان کا بدلہ ان کو خدا تعالیٰ قیامت کو ہی ادا کرے گا۔

تو ہاں ابو بکر صدیقؓ کی دوسری خواہش تھی۔

"اِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

جو کہ پوری ہو گئی۔ اب تیسری خواہش سنیئے۔ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَنْ يَكُوْنَ اِبْنَتِيْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کردوں۔ چنانچہ یہ تیسری خواہش بھی اللہ تعالیٰ نے پوری کردی۔ وہ اس طرح کہ جب حضرت خدیجہؓ جو کہ نبی ﷺ کی پہلی بیوی تھی فوت ہوگئیں تو ان کی موت کا آپ کو انتہائی زیادہ صدمہ ہوا اور آپ ہر وقت معموم رہنے لگے۔ ایک دن حضرت خولہؓ بنت حکم نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کہا کہ آپ دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا خدیجہ جیسی غمخوار، وفا شعار اور ہمدرد بیوی اب کہاں ملے گی۔ حضرت خولہؓ نے کہا کیوں نہیں۔ مکہ میں کئی ایسی لڑکیاں ہیں جن میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں ابوبکرؓ کی بیٹی عائشہ بھی انہی میں داخل ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر ابوبکرؓ سے بات کرو۔ حضرت خولہؓ نے حضرت عائشہ کے نکاح کے بارہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب گفتگو کی تو حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے عائشہ رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے آپ کا اس کے ساتھ کیسے رشتہ ہوسکتا ہے۔ نبی ﷺ تک جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا ابوبکرؓ میرے دینی بھائی ہیں اور اسلام میں دینی بھائی کی اولاد سے نکاح جائز اور درست ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اپنی بیٹی حضرت عائشہ کا نبی پاک ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے میں راضی ہوگئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی کہ ہماری لونڈی آئی اور مجھے بلا کر گھر لے گئی میری والدہ نے مجھے نہلایا۔ کنگھی کی کپڑے پہنائے اور میرے ابا جی نے میرا نکاح نبی ﷺ کے ساتھ کردیا۔ اس نکاح کی طرف بھی ذرا نظر مارتے جائیے کہ پوری کائنات میں ان سے بہترین جوڑا کہیں نظر نہیں آرہا۔ مگر نکاح کی سادگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ عالم ہے کہ نہ کوئی ڈھول ڈھمکا نہ شور شرابا نہ باجا گاجا نہ سہرا گانا۔ بس نہایت سادگی سے آئے اور سادگی سے ہی چلے گئے۔ آج ہماری شادیوں کی کیفیت یہ ہے کہ کئی دن پہلے ریکارڈنگ شروع ہو جاتی ہے۔ کنجریوں کو بلایا جاتا ہے اور اس قسم کی خرافات کی جاتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ لوگوں کا سونا تک حرام کر دیا جاتا ہے۔ مگر میرے پیغمبر کا نکاح شادیوں میں اسوہ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے نہایت سادہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور ان تمام خرافات سے بچنا چاہئے۔ تو ہاں عرض کر رہا تھا کہ ابو بکر صدیقؓ نے اپنی تیسری خواہش کا جو اظہار کیا۔ اس کو بھی پورا کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تینوں خواہشات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے کہا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ پہلی چیز ''الامربالمعروف'' دوسری ''والنھی عن المنکر'' اور تیسری چیز ''والثوب الخلق'' کہ نیکی کا حکم کرتا رہوں برائی سے روکتا رہوں اور پرانے کپڑے پہن کر سادگی سے زندگی بسر کروں۔

سبحان اللہ کتنی ہی پاکیزہ خواہشات ہیں کہ میں اپنی زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزاروں۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے کوئی شخص اس روئے زمین پر خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہوا نظر نہ آئے۔

میرے بھائیو! ہم بھی اگر ان چیزوں کو اپنا لیں تو برائی ہمیشہ کے لئے مٹ سکتی ہے۔ قرآن پاک نے بھی ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔

''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔'' تم بہترین امت ہو۔

تم پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہو کہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ نبی پاک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

"یَا اَیُّھَا النَّاسُ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔"

کہ اے لوگو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکا کرو۔ ایک دوسرے مقام پر اس کی ذرا تفصیل بیان فرما دی۔

"مَنْ رَأَی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔"

کہ تم میں سے جو کوئی خلاف شرع کام ہوتا دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر اسے دل سے ہی برا جانے اور یہ ایمان کی کمزور ترین علامت ہے۔

ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے برائی کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ مگر روکتے نہیں بلکہ الٹا روکنے والوں کو کہتے ہیں کہ چلو جی جانے دو۔ اس کا وبال اس کے اپنے سر ہی ہوگا ہمیں کیا۔ میرے عزیزو دنیاوی معاملات میں تو ہم ایک دوسرے کا نقصان برداشت نہیں کرتے تو کیا دین ہی اتنا کمزور اور یتیم ہے کہ جو کوئی مرضی اس کی حدود کو توڑتا پھرے ہم پرواہ نہیں کرتے۔

یاد رکھئے! ایسے لوگ جو برائی کو ہوتا دیکھ کر پھر کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں کیا۔ جب عذاب خداوندی آتا ہے تو تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ ہمیں کیا والی بات ہرگز نہیں کہنی چاہئے۔ بلکہ حتی الامکان برائی کرنے والے شخص کو پیار محبت سے سمجھا کر اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائی سے باز رکھنے کی۔ پوری کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت عمر فاروقؓ کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرا دل چاہتا ہے کہ میں امر بالمعروف والنھی عن المنکر کرتا رہوں اور تکلّفات کی دنیا کو خیر باد کہہ کے پرانے کپڑے پہن کر سادہ زندگی بسر کروں یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ کے لباس پر کئی کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ حضرت قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اکثر صوف کا لباس پہنا کرتے تھے۔ جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا۔ حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ اور امیر المومنین تھے اور اسی لباس میں دُرّہ لئے ہوئے بازار تشریف لے جاتے اور اہل بازار کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں حضرت عمر فاروقؓ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ عمرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے سوائے سردیوں اور گرمیوں کے دو کپڑوں کے اور حج کا عمرہ کا خرچ اور اپنے اہل وعیال کے کھانے کا جو کہ ایک معمولی درجہ کے آدمی کا ہو اور کچھ بھی حلال نہیں ہے۔ عقبہ بن فرقدؓ نے ایک دن آپ کو اچھی غذا کھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔

”وَيحك أكل طَيِّبَاتِي فِي حَيَاتِي الدُّنيا واستَمتَع بِهَا۔“

افسوس ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی کو اچھا کھا کر اور دنیا کے مزے لے کر گزار دوں۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ حج کیا' سفر کے دوران آپ کسی منزل پر جب پڑاؤ کرتے تو کوئی خیمہ یا شامیانہ نہیں لگواتے تھے۔ بلکہ یوں ہی کسی درخت کے نیچے کمبل یا کپڑا وغیرہ کا سائبان ڈال کر وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس کرلیا کرتے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھایا کرتے تھے اور کبھی بھی ان کے دستر خوان پر بیک ٹائم دو قسم کا کھانا نہیں ہوتا تھا۔

اللہ اکبر کبیرا۔ قربان جاؤں اس شیر خدا کی سادگی پر ہیں خلیفہ وقت مگر سادہ غذا اور پرانے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر گزر اوقات کرتے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جن کے رعب جلال اور دبدبہ سے قیصر و کسریٰ بھی کانپ اٹھتے تھے اور ان کی نیند حرام ہو جاتی تھی۔ مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ شاہ روم نے ایک مرتبہ ایک سفیر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بھیجا۔ جب وہ مدینہ منورہ آیا تو لوگوں سے حضرت عمر فاروقؓ کے محل کا پوچھنے لگا۔ اس نے سمجھا کہ جیسے ہمارے بادشاہ بڑے بڑے محلات بنوا کر رہتے ہیں۔ فاروق اعظمؓ بھی جن کے نام سے ہمارے بادشاہ کانپتے ہیں۔ کسی محل میں رہتے ہوں گے۔ لوگوں نے بتایا کہ محل تو درکنار خلیفۃ المسلمین کی رہائش کیلئے ایک عام آدمی کی رہائش جیسا مکان بھی نہیں ہے۔ اس سفیر نے جب یہ سنا تو حیران ہوا کہ یہ عجیب قسم کی حکومت ہے کہ اتنا بڑا بارعب مسلمانوں کا بادشاہ مگر رہنے کے لئے ایک محل بھی نہیں۔ عمر فاروقؓ کے یہ حالات سن کر اس سفیر کا شوق جستجو ملاقات کے لئے تڑپا۔ لوگوں سے پوچھنے لگا کہ میں نے خلیفۃ المسلمین کو ملنا ہے مجھے ان کا پتہ تو بتاؤ کہ وہ کہاں ملیں گے۔

آخر ــ اک بڑھیا بولی یہ دیکھ کر
نخل خرما کے تلے ہے وہ عمرؓ
ظل حق سایہ میں ہے سویا ہوا
یہ عمرؓ ہے جس کا تو جویا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھیا کی نشاندہی سے وہ سفیر کھجور کے درخت کی طرف بڑھا دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شیر مسلمانوں کا خلیفہ بغیر کسی تکلف کے اکیلا اپنے ہاتھ کا تکیہ بنائے ہوئے سو رہا ہے۔سفیر جب قریب پہنچا تو حضرت عمر فاروقؓ کو سوئے ہوئے دیکھ کر اس کے جسم پر لرزا طاری ہو گیا۔

دل میں کہتا تھا الٰہی یہ کیا ہوا
قیصر و کسریٰ کو دیکھا بار ہا
جنگ میں بھی زخم کھائے سینکڑوں
دشمنوں کے سر اڑائے سینکڑوں
میں نے مارے بیسیوں شیر و پلنگ
پر نہ بدلہ کبھی اس چہرے کا رنگ
کانپتا ہے اب تو میرا جوڑ جوڑ
آ کے یہاں نکلی اب ساری مروڑ

کہنے لگا یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو اس کے دل میں کسی غیر کا ڈر آ ہی نہیں سکتا۔

آج ہمارے بادشاہوں کی کیفیت دیکھ لیں کہ جب تک ارد گرد آگے پیچھے فوج اور پولیس کا پہرہ نہ ہو اس وقت تک باہر نہیں نکلتے۔ ہر دم خطرہ رہتا ہے کہ ہمیں کوئی اڑا نہ دے۔ یہ بھی اگر خدا والے بن جائیں اور صرف خدا کا خوف ہی اپنے دل میں پیدا کر لیں۔تو ان کو کسی پہرے وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بلکہ خدا تعالیٰ خود ان کی حفاظت کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ فاروق اعظم کی سادگی کا یہ عالم ہے کہ سادہ لباس پہنے چل پھر کر لوگوں کے حالات معلوم کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھ کر ان کی تکالیف میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کا دستور تھا کہ جب کبھی کوئی قافلہ باہر سے آ کر نواح مدینہ میں اترتا تو آپ اس کی نگہبانی فرض سمجھتے تھے۔ ایک رات آپ گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس سے گزرے اعرابی خیمہ کے باہر سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔ آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس کے سفر وغیرہ کے حالات پوچھنے لگے۔ اتنے میں خیمہ کے اندر سے کسی کے کراہنے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا یہ آواز کس کی ہے اعرابی نے کہا میری بیوی کو اس وقت دردزہ کی تکلیف ہے اور وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ کسی دایہ وغیرہ کو بلا سکوں۔

حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی ام کلثوم جو نیکی اور حلم و تقوی کی مجسمہ تصویر تھی ساتھ لیکر اس اعرابی کے خیمہ کے پاس پہنچے اور اعرابی کو کہا کہ کیا آپ میری بیوی کو خیمہ کے اندر جانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تاکہ وہ اندر جا کر آپ کی بیوی کو تسلی دے اور ممکن امداد کر سکے اعرابی نے اجازت دے دی حضرت ام کلثوم اندر تشریف لے گئیں پہلے چراغ روشن کیا اور پھر تیمارداری میں مصروف ہو گئیں اعرابی کو اس وقت معلوم نہیں تھا کہ جو صاحب میری خدمت میں مصروف ہیں وہ امیر المومنین ہیں امیر المومنین کی بیوی حضرت ام کلثوم خیمہ کے اندر تیمارداری میں مصروف تھیں اور حضرت عمرؓ اور اعرابی آپس میں خلیفہ وقت کے بارہ میں محو گفتگو ہو گئے۔ اعرابی کہنے لگا سنا ہے کہ حضرت عمرؓ بڑے سخت ہیں۔ کیا تم انہیں جانتے ہو۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے ہاں وہ بہت سخت ہیں اور میں انہیں جانتا ہوں۔ اعرابی کہنے لگا کہ میں حیران ہوں کہ مدینہ کے لوگوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے اپنا امیر کیوں بنالیا۔

حضرت عمرؓ کہنے لگے شاید ان کی نظر میں عمرؓ اچھا آدمی ہوگا۔ تب ہی تو انہوں نے اسے اپنا امیر منتخب کیا ہے اعرابی وہ بڑے پر لطف کھانے کھاتا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے ہاں وہ بڑے لذیذ کھانے کھاتا ہے حضرت عمرؓ اور اعرابی کے درمیان اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی کہ اندر سے حضرت ام کلثومؓ کی آواز آئی کہ اے امیر المومنین اپنے دوست کو خوشخبری دے دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا عطا فرمایا ہے اعرابی امیر المومنین کا نام سنتے ہی گھبرا کر آپ کے برابر سے اٹھ بیٹھا اور اپنی گستاخی کی معذرت کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی حرج نہیں قوم کا سردار قوم کا سچا خادم ہوتا ہے کل صبح تم میرے پاس آنا میں بیت المال سے تمہارے بچے کا وظیفہ مقرر کردوں گا چنانچہ اگلے روز علی الصبح اعرابی آپ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے بچے کا وظیفہ مقرر کردیا اور اعرابی کو بھی کچھ مال دے کر بڑی عزت سے رخصت کیا۔

میرے بھائیو! حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی جن تین خواہشات کا ذکر کیا ان کو پورا کر دکھایا۔ ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ بولے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی تین چیزیں بہت محبوب ہیں پہلی "اِشْبَاعُ الْجِیْعَانِ" بھوکوں کو کھانا کھلانا دوسری "کِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ" ننگوں کو کپڑے پہنانا۔ تیسری "تِلَاوَتُ الْقُرْآنِ" قرآن کی تلاوت کرنا۔

دوستو اور عزیزو! حضرت عثمان غنیؓ کی محبوب خواہشات کو دیکھئے کہہ رہے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھوکوں کو کھانا کھلایا کروں اور ننگوں کو کپڑے پہنایا کروں مطلب یہ ہے کہ میرا مال خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے صرف ہوتا رہے۔ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آتا ہے کہ جنگ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے جنگ کی تیاری کے لئے چندے کی اپیل کی۔تو حضرت عثمانؓ نے ایک سو اونٹ بمع سامان پیش کی۔ آپ نے پھر چندے کا اعلان کیا۔تو حضرت عثمانؓ نے دو سو اونٹ بمع ساز وسامان پیش کر دیا۔آپ نے پھر چندے کا اعلان کیا۔تو حضرت عثمان غنیؓ نے تین سو اونٹ بمع ساز وسامان پیش کرنے کا ذمہ لیا۔آپ حضرت عثمان کے اس ایثار کو دیکھ کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور فرمایا اے عثمان تیرے جنت میں جانے کے لئے یہ ایک عمل ہی کافی ہے۔اسی طرح مسجد نبوی کی توسیع کے لئے ساری زمین آپ نے ہی خرید کر پیش کی۔وہ کنواں جو مدینہ منورہ میں یہودیوں کے قبضہ میں تھا اور وہ مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتے تھے آپ نے خرید کر وقف کر دیا۔خلافت صدیقی کا واقعہ ہے کہ سخت قحط پڑ گیا۔غلہ دستیاب نہیں ہوتا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آ گئے۔تاجروں نے کئی گنا نفع دے کر مال لے لینا چاہا۔لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے انکار کر دیا اور تمام غلہ مدینہ منورہ کے غریب مسکین لوگوں میں فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔

مورخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ خود بھوکے رہ لیتے تھے۔مگر کسی کو بھوکا دیکھنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔جو سائل ان کے دروازے پر آتا وہ خالی ہاتھ نہ جاتا۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اس قسم کے بندوں کی تعریف کی ہے۔

”وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۔“

کہ وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکینوں کو یتیموں کو اور قیدیوں کو۔کسی پر احسان جتلانے کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے۔

میرے بھائیو! ہمیں بھی یہ عادت ڈالنی چاہئے کہ جب کوئی مسافر یا بھوکا شخص روٹی کا سوال کرے تو اس کو خوش خوش روٹی کھلائی جائے۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ اگر مسجد میں کسی شخص نے روٹی کا سوال کر دیا تو سارے دُم دبا کر بھاگ جاتے ہیں اور مسافر بے چارہ اکیلا رہ جاتا ہے۔ ایسے نہیں کرنا چاہئے اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔

"لَیْسَ الْمُؤمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ" اِلٰی جَنْبِہٖ۔"

کہ وہ شخص کامل مومن نہیں ہے۔ جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کے قریب اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

صحابہ کرامؓ کا یہ خاصا تھا کہ خود بھوکے رہ لیتے تھے اور دوسروں کو کھلا دیتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں سخت حاجت مند ہوں اور مجھے بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ مجھے کچھ دیجئے اور کھانا بھی کھلایئے۔ آپ نے اپنے گھروں میں کسی آدمی کو بھیجا کہ اگر کچھ کھانے کو ہے تو وہ لے آؤ۔ مگر کسی گھر سے کچھ بھی نہ ملا پھر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کون ہے جو آج کی رات اس کو مہمان بنائے ایک انصاری نے اٹھ کر کہا کہ میں اسے اپنا مہمان بناتا ہوں۔ چنانچہ یہ انصاری اسے اپنے گھر لے گیا اور بیوی سے جا کر کہا دیکھو یہ رسول ﷺ کے مہمان ہیں۔ آج ہمیں کھانے کو بے شک کچھ نہ ملے مگر اسے بھوکا نہیں رہنا چاہئے۔ بیوی نے کہا روٹی تو صرف بچوں کے کھانے جتنی ہے۔ انصاری نے کہا بچوں کو بہلا پھسلا کر بھوکے سلا دینا اور ہم دونوں بھی بھوکے رہ کر رات گزار لیں گے مگر یہ مہمان رسول اللہ ﷺ بھوکا نہ رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس انصاری نے اپنی بیوی کو سکھایا کہ رات کو جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں گے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا تاکہ اندھیرا ہو جائے میں اس مہمان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور اس طرح ظاہر کروں گا کہ میں بھی روٹی کھا رہا ہوں۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ بیوی نے چراغ بجھا دیا اور یہ دونوں روٹی کھانے بیٹھ گئے مہمان روٹی کھا رہا ہے اور یہ ویسے ہی ساتھ بیٹھا ہاتھ کو روٹی کی طرف لے جا کر منہ تک لے جاتا ہے تاکہ مہمان سمجھے کہ یہ بھی روٹی کھا رہا ہے مہمان نے جب پیٹ بھر کر روٹی کھالی۔ تو اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور خود رات فاقہ سے بسر کر لی صبح جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا اے میرے انصاری صحابیؓ رات کو تم نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیری تعریف کی ہے اور یہ آیت نازل کی ہے۔

"وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"۔

تو انصاری نے رات والا سارا واقعہ سنا دیا۔ دیکھئے ان اللہ کے بندوں نے خود بھوکا رہنا پسند کر لیا مگر اپنے مسافر بھائی کو بھوکا نہیں رہنے دیا۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھوکوں کو کھانا کھلایا کروں اور ننگوں کو کپڑے پہنایا کروں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا کروں۔

مطلب یہ ہے کہ میری زبان ہر وقت قرءات قرآن سے تر رہے میرے دوستو قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے جس کا پڑھنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا صقیل ہے اور دل کے زنگار کے لئے صقیل تلاوت قرآن ہے۔ یعنی قرآن پاک کی تلاوت سے دل کے جملہ زنگار اتر جاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور دل منور ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنا ایسے ہے جیسے کہ انسان خود خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت سے انسان کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے بلکہ جو شخص تلاوت قرآن کو اپنا معمول بنائے گا کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دیدار کرائیں گے اور نبی پاک ﷺ کے جوار میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی تلاوت قرآن کو اپنا معمول بنائیں۔ تاکہ رحمت خداوندی کے مستحقین میں ہمارا شمار ہونے لگے۔ مگر افسوس آج کا مسلمان بجائے تلاوت قرآن کے فحش لٹریچر پڑھتا ہے فلمی گانے گاتا ہے اور وہ زبان جو اللہ تعالیٰ نے قال اللہ و قال الرسول کے لئے دی تھی اسے بے ہودہ باتوں سے ملوث کرتا ہے۔ بھائیو سوچو تو سہی کہ ہماری کتنی بدقسمتی ہے کہ ہم تلاوت قرآن کو فراموش کئے ہوئے ہیں آیئے ہم اس کی تلاوت کر کے اپنے اعمالنامہ میں نیکیوں کے انبار لگائیں۔ یاد رکھیں اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت کے بدلے اللہ تعالیٰ دس دس نیکیاں عطا فرماتا ہے کسی نے کیا خوب لکھا ہے۔

اک اک حرفوں دہ دہ نیکیاں بنے مل دیاں
ہندیاں نے دور جو سیاہیاں نے دل دیاں
جنت دیاں حوراں اگوں دیکھ کے کھل دیاں
مولا نے تیری قسمت چنگی بنائی آ
ایہہ چٹھی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ
الف تے ل م حرف ایہہ تین تے
پڑھدے نے جس وقت اس نوں صاحب یقین نے
آکھیا سانوں کملی والے امین نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں تری لکھ دا دفتر الٰہی آ
ایہ چٹھی آسمانوں سردر احمد نوں آئی آ

کیوں نہ بہتر ہو کہ میں یہاں اس عورت کا واقعہ پیش کرتا جاؤں۔ جو ہر بات کا جواب قرآن پاک کی آیت سے دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک" فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک بوڑھی عورت ایک درخت کے نیچے پریشان سی بیٹھی نظر آئی۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کی پریشانی کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگی۔

"مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔"

کہ جسے خدا راہ دکھاوے اسے کوئی بھی بھٹکا نہیں سکتا۔ اور جسے وہ راہ بھلا دے اسے کوئی راہ دکھا نہیں سکتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ عورت راستہ بھول گئی ہے میں نے پوچھا۔ اے اللہ کی بندی تو کہاں سے آئی ہے تو اس نے کہا۔

"سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔"

میں سمجھ گیا کہ یہ بیت المقدس سے آئی ہے میں نے پوچھا تم یہاں کیوں آئی ہو۔ تو کہنے لگے۔

"وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ"

میں نے سمجھ لیا کہ حج کے لئے آئی ہے میں نے پوچھا آپ یہاں کتنی دیر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑی ہیں۔ تو بولی "ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا" کہ تین دن سے میں نے پوچھا تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے تو کہنے لگی۔ "وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ" کہ خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے مطلب یہ تھا کہ کہیں نہ کہیں سے رزق آ ہی جاتا ہے میں نے پوچھا کیا وضو کا پانی موجود ہے تو کہنے لگی۔

"فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا O"

کہ اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ سمجھ گئے کہ تیمم کر لیتی ہے میں نے کہا کھانا کھا لیجئے تو کہنے لگی۔

"اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔"

میں روزے سے ہوں میں نے کہا یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے تو بولی۔

"وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ۔"

کہ میں نے نفلی روزہ رکھا ہے میں نے پوچھا آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں تو کہنے لگی۔

"وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔"

کہ جس چیز سے تجھ کو واسطہ نہیں ہے کہ اس کے متعلق سوال مت کرو۔ میں نے کہا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ معاف کر دیجئے تو کہنے لگی۔

"لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔"

میں نے کہا کیا آپ میرے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے قافلہ سے ملنا پسند کریں گی تو کہنے لگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ۔“

کہ اگر آپ میرے ساتھ یہ نیکی کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا۔

میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا وہ سوار ہونے لگی تو یہ آیت پڑھی۔

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔“

جس کا مطلب یہ تھا کہ اپنی نظر دوسری طرف کرلو چنانچہ میں نے نظر دوسری طرف کرلی وہ سوار ہونے لگی تو اونٹ بدکا اور اس کا کپڑا کجاوے میں اُلجھ کر پھٹ گیا۔ تو بولی۔

”وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔“

کہ جو مصیبت پہنچتی ہے کہ وہ اپنے ہی کیے سے پہنچتی ہے میں نے اونٹ کھڑا کیا اور چلنے لگا تو بولی۔

”سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔“

میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے تو بولی۔

”وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ۔“

میرا نام مریم ہے میں نے پوچھا کیا آپ کی اولاد ہے تو بولی۔

”وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ ۔“

میں سمجھ گیا کہ یہ کہہ رہی ہے کہ میری اولاد ہے میں نے پوچھا ان کے نام کیا ہیں تو بولی۔

” وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَلِيْلًاO يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةًO"

مطلب یہ تھا کہ ان کے نام موسیٰ ابراہیم اور داؤد ہیں۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے اونٹ کی رفتار تیز کر دی تو وہ بولی۔

"وَاقْصِدْ فِیْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ۔"

اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی تو بولی۔

"فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔"

حدی کی بجائے قرآن پڑھو میں نے قرآن کی آیات پڑھنی شروع کر دیں تو وہ خوش ہو کر کہنے لگی۔

"وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِO"

کہ عقل مند نصیحت قبول کر لیتے ہیں میں نے دوران سفر پوچھا کہ کیا آپ کے خاوند ہیں۔ تو کہنے لگی۔

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔"

ایسی چیزوں کے متعلق مت سوال کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بُری معلوم ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ میرے خاوند فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم چلتے چلتے ایک قافلے سے جا ملے۔ تو میں نے قافلہ والوں سے پوچھا کہ کیا تم میں موسیٰ، ابراہیم اور داؤد نامی کوئی شخص ہیں تو تین نوجوان میرے پاس آ گئے کہ ہم ہیں۔ انہوں نے جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی والدہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ پھر وہ اپنے بیٹوں سے کہنے لگی۔

"فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔"

مطلب یہ تھا کہ تم میں سے کوئی بازار جائے اور ان کے لئے اچھا سا کھانا لائے۔ چنانچہ کھانا لایا گیا تو میرے سامنے رکھ کر کہنے لگی۔

"كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔"

کہ ہنسی خوشی کھاؤ اور پیو اس کے بدلہ میں جو تم نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور ساتھ ہی کہنے لگی۔

"هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۝"

کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں کھانا کھا کر فارغ ہوا تو رات پڑ گئی تھی۔ میں بھی ان کے خیمہ میں ان کے ساتھ ہی سو گیا۔ اچانک میرے کان میں رونے کی آواز آئی۔ اٹھا تو دیکھا کہ تینوں لڑکے اپنی ماں کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے جا کر پوچھا کہ کیا بات ہے تو کہنے لگی۔

"جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔"

کہ موت کا وقت برحق ہے مطلب یہ تھا کہ میں فوت ہو رہی ہوں۔ چنانچہ وہ فوت ہو گئی۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔"

صبح کے ٹائم ہم اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو میں نے سوچا ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس ایک رات اور ٹھہرنا چاہیے۔ رات پڑی سویا تو وہ عورت مجھے خواب میں ملی میں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا ہے۔ تو کہنے لگی۔

"اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔"

کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں بڑا اچھا مقام عطا فرمایا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔ صبح کے ٹائم میں نے اس کے لڑکوں کو اپنا خواب سنایا تو وہ کہنے لگے کہ ہماری والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن پاک کے ذریعہ ہی گفتگو کر رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

میرے دوستو اور بزرگو! دیکھا آپ نے اس عورت کو کہ کس قدر قرآن پاک سے محبت تھی کہ ہر بات کا جواب قرآن پاک سے ہی دیتی تھی۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے کلام میں دنیاوی مثالیں تو بے شمار دیتے ہیں مگر قرآن پاک کو کبھی بھی یاد نہیں کیا بلکہ جو قرآن پاک پڑھے یا کوئی اسلامی بات کرے تو اسے رجعت پسند۔ ملا ٹائپ اور پرانے خیالات کا آدمی کہہ کر مذاق کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! قرآن پاک سے اپنا تعلق پیدا کرو اور اس کی تلاوت کو دین و دنیا کی کامیابیوں کا راز سمجھو۔ اگر تم مسلمان ہو تو پھر سمجھو کہ قرآن پاک کے بغیر میری زندگی نامکمل ہے۔

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

حضرت عثمانؓ نے اپنی تینوں خواہشات کا ذکر کیا تو حضرت علیؓ کہنے لگے میری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تین خواہشات ہیں اور وہ یہ ہیں۔ " اَلۡخِدۡمَةُ لِلضَّیۡفِ "مہمانوں کی خدمت کرنا "وَالصَّوۡمُ فِی الصَّیۡفِ" گرمی میں روزے رکھنا۔ "وَالضَّرۡبُ بِالسَّیۡفِ" تلوار سے جہاد کرنا پہلی خواہش کہ میں مہمانوں کی خدمت کیا کروں۔ ماشاءاللہ کتنی ہی پاکیزہ خواہش ہے۔ نبی پاک ﷺ کا بھی ارشاد ہے۔

"مَنۡ کَانَ یُومِنُ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَلۡیُکۡرِمۡ ضَیۡفَه۔"

کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت و خدمت کرے۔

میرے بھائیو! مہمان کوئی بھی ہو ہمیں اپنی حیثیت کے مطابق اس کی ضرور خدمت کرنی چاہئے۔ مہمان کی خدمت کرنا ہمارے ایمان کا جز ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے نبی پاک ﷺ نے خود عمل کر کے دکھایا۔ حضرت جہجاہ غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے چند ایسے لوگوں کے ساتھ جو اسلام قبول کرنا چاہتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کے پاس مغرب کے ٹائم حاضر ہوا۔ آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا کہ تم میں سے ہر آدمی ان آنے والے مہمانوں میں سے ایک ایک آدمی کو اپنے ساتھ لیجائے اور اس کو جا کر کھانا کھلائے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ سب کو لے گئے۔ مگر میں وہاں ہی رہ گیا کیونکہ میں لمبے قد والا اور جسیم آدمی تھا۔ مجھے لے جانا کسی نے بھی پسند نہ کیا۔ آخر نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایک بکری دوہی اور اس کا سارا دودھ لا کر میرے سامنے پیش کر دیا۔ میں نے وہ سارا پی لیا۔ پھر آپ دوسری بکری کا دودھ لائے وہ بھی میں نے پی لیا۔ یہاں تک کہ میں باری باری سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ حضرت ام ایمنؓ نے یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ اسے بھوکا ہی رکھے کیونکہ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک ﷺ کو آج کی رات بھوکا رکھا آپ نے فرمایا اے ام ایمنؓ خاموش رہو اس نے اپنا رزق کھایا ہے اور ہمارا رزق خدا کے ذمہ ہے۔ جب صبح ہوئی تو نبی پاک ﷺ اور آپ کے صحابہؓ اجمع اپنے مہمانوں کے مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہر مہمان نے جس چیز کے ساتھ اس کی تواضع کی گئی تھی بیان کرنا شروع کیا میں نے کہا میرے لئے سات بکریاں دوہی گئی تھی تو میں نے ساتوں بکریوں کا دودھ پی لیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ کئی ایک صحابیؓ اس وقت تک خود کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کسی مسافر کو اپنے ساتھ بٹھا کر نہیں کھلا لیتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

”يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُو السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُو الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ (والناس) نِيَامٌ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔“

اے لوگو! آپس میں سلام پھیلایا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو اور جب لوگ سو جائیں تو اس وقت اٹھ کر نماز پڑھا کرو۔ اگر یہ اوصاف تم اپنے اندر پیدا کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرما دے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس ارشاد مبارک پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے کو کھانا کھلایا کریں اور ایک دوسرے کی دعوتیں کیا کریں۔ آج سے کئی سال قبل ہم میں یہ عادت تھی۔ مگر آج دعوت کرنا تو درکنار ایک دوسرے سے سلام لینا اور کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میں مہمانوں کی خدمت کیا کروں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ روٹی کھانے کیلئے بیٹھے تو باہر دروازے پر کسی نے دستک دی پوچھا کون ہے تو آواز آئی جناب میں مسکین ہوں۔ خدا کے لئے مجھے کچھ دیجئے آپ نے اپنی روٹی اس کو دے دی۔ دوبارہ روٹی کھانے لگے تو پھر کسی نے آواز دی کہ میں یتیم ہوں۔ مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روٹی درکار ہے تو آپ نے اپنی روٹی اٹھا کر اس کو دے دی۔ پھر کھانے لگے تو باہر دروازے سے آواز آئی کہ جناب میں قیدی ہوں' جیل سے رہا ہو کر آیا ہوں۔ خدا کیلئے مجھے روٹی دیجئے۔ تو آپ نے اپنی روٹی اس کو دے دی اور خود بھوکے رہے پہلی روٹی مسکین لے گیا دوسری یتیم لے گیا اور تیسری قیدی لے گیا۔ خود بھوک کاٹ لی مگر اپنے دروازے سے کسی کو بھوکا نہ جانے دیا۔ یہ ہے "اَلْخِدْمَةُ لِلْضَّيْفِ" اللہ تعالیٰ کو حضرت علیؓ کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ آسمان سے ان کی شان میں آیات نازل فرمادیں۔

"وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا٥"

کہ وہ صرف میری محبت اور میری رضا چاہنے کیلئے ہی مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں میں بھی ان کو اس نیکی کا اپنے پاس سے بہترین صلہ عطا فرماؤں گا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے) آمین

دوسری خواہش حضرت علیؓ کی یہ ہے کہ

میں گرمیوں کے دنوں میں روزے رکھا کروں۔ سردیوں میں روزہ رکھنا تو آسان ہے مزہ تو یہ ہے کہ سخت دھوپ ہو شدت کی گرمی ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھا جائے۔ گرمیوں کا روزہ ہی اصل روزہ ہے۔ جس سے نفس کو کچھ پتہ چلتا ہے ہماری حالت یہ ہے کہ ہم گرمیوں کے روزے رکھنا تو درکنار سردیوں کے روزے بھی نہیں رکھتے۔ جانوروں کی طرح ہوٹلوں پر بیٹھ کر پردے لٹکا کر دن بھر کھاتے پیتے رہتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ بلا عذر شرعی روزہ چھوڑنے کی کیا سزا اور کتنا بڑا گناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

میرے بھائیو! یاد رکھو! نبی پاک ﷺ نے اس شخص کے حق میں بد دعا فرمائی ہے۔ جو تندرست ہونے کے باوجود روزہ نہیں رکھتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آپ کی بد دعا سے ہلاکت کے گڑھے میں جا گریں۔ ہم اپنے اسلاف کی تاریخ تو ذرا اٹھا کر دیکھیں کہ وہ سخت گرمیوں کے دنوں میں بھی روزہ افطار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ روزے رکھ کر تپتے ہوئے میدانوں میں کفار کے ساتھ معرکہ آرا ہوتے ہیں۔ غزوہ بدر کا نقشہ ملاحظہ کیجئے۔ ایک طرف کفار کا لشکر ہے اور دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی فوج ہے۔ کافروں کی تعداد ایک ہزار ہے اور مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ ہے۔ کافروں کے پاس کھانے پینے کا ہر قسم کا سامان موجود ہے اور مسلمان روزے سے ہیں کیونکہ وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

اندازہ لگائیں کہ مسلمان کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کیلئے آئے ہیں۔ کس حالت میں روزے رکھ کر اور مقابلہ بھی اپنے سے تین گناہ زیادہ فوج کے ساتھ ہے گھمسان کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم فتح سے ہمکنار فرمایا۔ وہ پاک باز لوگ گرمیوں میں بھی اور میدان جہاد میں بھی روزہ نہیں چھوڑتے تھے اور ہم گھر میں پنکھوں کے نیچے نرم نازک بستروں پر بیٹھ کر بھی روزہ نہیں رکھتے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس نفس کی چند روزہ آسائش کی خاطر اپنی آخرت ہمیشہ کیلئے خراب کر لیتے ہیں تو خیر۔ حضرت علیؓ فرما رہے ہیں کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں گرمیوں کے دنوں میں روزے رکھا کروں اور تیسری خواہش یہ ہے "وَالضَّرْبِ بِالسَّيْفِ" کہ کافروں سے تلوار کے ساتھ جہاد کرتا رہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوستو! اور بزرگو! حضرت علیؓ کی تیسری خواہش ایک ایسی خواہش ہے جو کہ ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا تو میں اسلام کی سربلندی کے لئے کفار کے ساتھ جہاد کروں گا۔ نبی پاک ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس کے دل میں جذبہ جہاد نہیں ہے۔ وہ نفاق کی موت مرتا ہے۔ مسلمان کے دل میں جب جذبہ جہاد موجود تھا اس وقت ہر میدان میں کامیاب ہوتا تھا۔ مگر جب اس نے جذبہ جہاد ختم کر دیا۔ تو یہ ہر میدان میں ذلیل و رسوا ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ سمجھا ہوا تھا کہ اگر زندہ رہنا ہے تو اسلام کی سربلندی کے لئے اور اگر مرنا ہے تو پھر بھی اسلام کی سربلندی کے لئے ہی۔ وہ شہادت کی موت کو زندگی پر ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عمروؓ بن جموح پاؤں سے لنگڑے تھے اور ان کے چار بیٹے تھے۔ جو اکثر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ غزوہ احد میں ان کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو۔ لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ لہذا نہ جاؤ تو کہنے لگے کہ کتنی بری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں نہ جاؤں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی ٹہل ٹہل کر جنت میں جاؤں۔ یہ کہہ کر تلوار پکڑی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ لَا تَرُدَّنِي اِلٰى اَهْلِيْ۔'' کہ اے اللہ مجھے واپس اپنے اہل کی طرف نہ لانا۔ پھر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور کیا تھا۔ اگر نہ بھی جاؤ گے تو تمہیں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ مگر اس نے پھر اپنی درخواست پیش کر دی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ عمرؓ میدان جنگ میں اکڑتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں۔ چنانچہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی کو پتہ چلا تو اپنے خاوند کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر دفن کے لئے مدینہ منورہ لانے لگی تو اونٹ بیٹھ گیا۔ بڑی مشکل سے اس کو اٹھایا اور گھر لانے کی کوشش کی مگر وہ پھر بیٹھ گیا۔ بیوی نے نبی پاک ﷺ سے ذکر کیا کہ میں اپنے خاوند کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر گھر لے جانے کی کوشش کرتی ہوں۔ مگر اونٹ چلتا نہیں ہے۔ بیٹھ جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا عمرؓ نے گھر سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔ بیوی نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ انہوں نے گھر سے آتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی تھی۔ ''اَللّٰھُمَّ لَا تُرَدَّنِی اِلٰی اَھْلِیْ'' آپ نے فرمایا اس کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اسی لئے اونٹ گھر کا رخ نہیں کرتا۔ چنانچہ ان کو اس جگہ دفن کر دیا گیا۔

میرے بھائیو! دیکھ لو کہ وہ لوگ جہاد میں شریک ہو کر شہادت کی موت کو اپنے لئے کتنا متبرک سمجھتے تھے۔ حضرت علیؓ کی بھی یہی خواہش ہے کہ میں خدا کے دشمنوں سے ہمیشہ جہاد کرتا رہوں۔ ۵ھ میں جنگ خندق کا واقعہ پیش آیا جس میں عرب کے تمام قبائل اور یہودیوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ نبی پاک ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی میٹنگ بلائی اور مشورہ طلب کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ میرا خیال ہے کہ دشمن کے حملہ کو روکنے کے لئے ہمیں خندق کھود لینی چاہیے۔ آپ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور دس دس صحابہؓ کی ٹولیاں بنا دیں اور مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف خندق کھودنے کا حکم فرما دیا۔ آپ خود بھی ایک مزدور کی طرح خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ خندق کھودنے پتھر توڑنے اور مٹی ہٹانے کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے آپ کے سینہ مبارک کے بال مٹی سے چھپ گئے تھے۔ آپ ﷺ زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعِیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ

کہ اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی ہی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین کی بخش دے۔ صحابہ کرامؓ ذوق وشوق سے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْاِسْلَامِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی ہے کبھی کہتے۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ کبھی آپ اور صحابہ کرام مل کر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار بلند آواز سے پڑھنے لگے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا

وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّیْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا

وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الْاَعْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

کہ یا اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم کو ہدایات نہ ملتی نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ اے اللہ اس مصیبت کے وقت ہمارے دلوں کو تسکین عطا فرما اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمارے قدموں کو مضبوط رکھنا۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ یہ لوگ ناحق ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہمیں دین سے پھیر دینے کا ہے۔ مگر تیرے فضل سے ہم ان کی تمام تدبیروں کو ٹھکرا دیں گے اور ان کے فتنہ میں شامل ہونے سے منکر ہیں۔ خندق کھودنے کے بعد نبی پاک ﷺ نے اپنی مختصری جماعت ترتیب دی اور ان کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر مختلف مقامات پر کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص خندق پار کرنے کی کوشش کرے تو تم اس پر پتھروں کی اور تیروں کی بارش کر کے اس کو پیچھے دھکیل دینا۔ آپ اس کام سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کفار کا لشکر نمودار ہو گیا۔ جس کی تعداد تقریباً چوبیس ہزار تھی۔ انہوں نے خندق کو دیکھا تو اپنی جگہ ہر کوئی حیران رہ گیا۔ کفار کی فوج کے بعض آدمیوں نے گھوڑے دوڑا کر خندق پار کرنے کی کوشش کی تو صحابہ کرامؓ نے پتھروں کی بوچھاڑ کر کے ان کو دور بھگا دیا۔ آخر کافروں نے سامنے کھلے میدان میں ڈیرے ڈال لئے۔ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ شہر اور خندق کے درمیان تھے اور سلع پہاڑی ان کے عقب میں تھی۔ ایک دن سرداران قریش نے فیصلہ کیا کہ خندق کی جگہ سے تنگ ہے۔ لہٰذا وہاں سے خندق پار کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی کمان میں ایک مضبوط رسالہ تیار ہوا۔ جس میں عرب کے نامی گرامی اور مشہور شہسوار شامل ہوئے۔ انہوں نے خندق کے کنارے ایک تنگ مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گھوڑا دوڑا کر خندق کو پار کرنے کی کوشش کی مگر سوائے چار آدمیوں کے اور کوئی کامیاب نہ ہوسکا۔ ان چاروں میں عمرو بن عبدود بھی تھا جو بدر میں زخمی ہوکر واپس گیا تھا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک سر میں تیل نہیں لگاؤں گا۔

عمرو بن عبدود آگے بڑھا اور اس نے بلند آواز سے مسلمانوں کو للکار کر کہا "هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ" کہ ہے کوئی جو میرا مقابلہ کرے۔ حضرت علیؓ نے فوراً جواب دیا کہ ہاں میں ہوں جو تیرا مقابلہ کروں گا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا علیؓ خاموش رہو یہ عمرو بن عبدود ہے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے۔ مگر عمروؓ کی آواز کا اور کسی طرف سے جواب نہ آیا۔ اس نے پھر للکارا۔ "هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ" حضرت علیؓ پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں تیرا مقابلہ کروں گا۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؓ کو پھر بٹھا دیا۔ اس نے پھر تیسری مرتبہ صدا لگائی "هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ" پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دشمن خدا بھاگ جائے اور مجھے ساری زندگی افسوس رہ جائے چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی تلوار حضرت علیؓ کو دے کر مقابلہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اجازت لے کر شیر اللہ کا میداں میں آیا
ہر سو زلزلہ کفر کے ایواں میں آیا
عجب خاموش گرمی تھی جلال شاہ مرداں میں
لرز کر رہ گئے شیروں کے دل بھی نیستاں میں

حضرت علیؓ کا مقابلہ کے لئے نکلنا ہی تھا کہ کفار کی فوجوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اے عمرو میں نے تیرے متعلق سنا ہے کہ جو شخص تیرے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہے تو ان میں سے ایک ضرور مان لیتا ہے۔ کیا یہ درست ہے اس نے کہا ہاں بالکل درست ہے تو حضرت علیؓ کہنے لگے اچھا پھر میں بھی تیرے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں۔

میری پہلی طلب یہ ہے کہ تو ایمان والا بن
جبیں اپنی در حق پر جھکا دے شان والا بن
کہا یہ بات تو ناممکن ہے ایسا ہو نہیں سکتا
میں اپنے قلب سنگین میں یہ دانہ بو نہیں سکتا
علیؓ بولے یہ نہیں تو پھر جا اس میداں سے ہٹ جا
چلا جا اپنے گھر کو ظالموں کی فوج سے کٹ جا
عمرو بولا یہ کام بھی ہے اندریں حالات ناممکن
قریشی عورتیں طعنہ دیں مجھ کو یہ بات ہے نا ممکن

پہلی بات تو یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آ۔ کہنے لگا کہ یہ ناممکن ہے۔ اچھا اگر ایمان نہیں لاتا تو پھر لڑائی سے واپس چلا جا۔ کہنے لگا یہ بھی نہیں ہو سکتا اگر میں واپس چلا گیا۔ تو مجھے قریشی عورتیں طعنہ دیں گی کہ ایک لڑکے سے ڈر کر آ گیا ہے۔ حضرت علیؓ کہنے لگے اگر واپس جانا بھی تجھے منظور نہیں ہے تو آ و پھر میرے ساتھ مقابلہ کرو۔

علیؓ کی تیسری خواہش پر سناٹا ہوا طاری
عمرو کی رگ مغرور پر یہ ضرب تھی کاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخ ناپاک پر شعلہ بھڑک اٹھا جہنم کا
غضب کے جوش میں بگڑا تو ازان طبع برہم کا
غرور پہلوانی چشم ابرو پر ابھر آیا
نکالی میاں سے تلوار اور گھوڑے سے اتر آیا

عمرو بن عبدود حضرت علیؓ کے تیسرے سوال پر ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے امید نہ تھی کہ اس آسمان کے نیچے کوئی شخص میرے مقابلہ میں آئے گا کہنے لگا جانتے ہو میں کون ہوں ہے

میں ابن عبدود استاد نامی پہلوانوں کا
میری ہیبت سے ہے روپوش رستم داستانوں کا
میں وہ ہوں. جس سے زہرہ آب ہے شیروں کا
شجاعوں کا کشندہ اور قاتل ہوں دلیروں کا
تیری ناتجربہ کاری ہے میرے سامنے اڑنا
پلٹ جا اے علیؓ میں نہیں چاہتا. تجھ سے لڑنا
ابھی کم عمر ہے تو بھولا بھالا سیدھا سادا ہے
تفاوت دیکھ میں اسوار ہوں اور تو پیادہ ہے
زرہ تن پر نہیں تیرے نہ سر پہ خود پہنا ہے
یہ کیا سوجھی تجھے زندہ نہیں کیا تجھے رہنا ہے
مجھ کو دیکھ سر پر خود تن پر زرہ بھی ہے
مبادا زخم کھا جاؤں میری اس پر نگاہ بھی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود کی یہ باتیں سُنی تو مسکرائے اور فرمایا۔

مجھے فرصت نہیں کوشش نہ کر باتیں بنانے کی
یہ میداں ہے ضرورت ہے یہاں جوہر دکھانے کی
بہت شیخی بگاڑی تو نے اب کچھ کام ہوجائے
ہنر ایسا دکھا جس سے جہاں میں نام ہو جائے

کہ اب زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے آؤ مقابلہ کرو۔ یہ سنتے ہی عمرو بن عبدود بڑے غصے میں شمشیر برہنہ لے کر حضرت علیؓ کی طرف حملہ آور ہوا۔

کیا کافر نے بڑھ کر جب ارادہ پیش دستی کا
ہوائیں دم بخود تھیں رک گیا تھا سانس ہستی کا
علیؓ نے ڈھال پر روکی یہ مہلک ضرب دشمن کی
مگر آہن میں نکلی ڈوب کر شمشیر آہن کی

حضرت علیؓ نے اس کے وار کو ڈھال سے روکا مگر پھر بھی پیشانی پر زخم آ گیا اور خون بہنے لگا۔ پھر حضرت علیؓ نے نعرہ تکبیر مار کر ایسی پھرتی سے اس پر وار کیا کہ عمرو کے جسم کے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے اور عمرو کا قتل ہونا ہی تھا کہ۔

صدا اللہ اکبر کی اٹھی کوہ و بیاباں سے
نظر ڈالی زمین پر آسمان نے چشم حیراں سے
اٹھیں خندق کے دونوں بازوؤں سے شور کی موجیں
ادھر تحسین ادھر گالیاں بکنے لگی فوجیں

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے جوش مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جو کہ فتح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کا اعلان تھا یہ عمرو بن عبدود وہی تھا جو کہہ رہا تھا کہ ہم مل کر مسلمانوں کو تہہ و تیغ کر دیں مگر بفضل خداوندی خود جہنم داصل ہوگیا۔ میرا یہ قصہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علیؓ فرمارہے ہیں کہ میری تیسری خواہش یہ ہے کہ دشمن سے جہاد کرتا رہوں۔ چنانچہ جو کہا تھا وہ کرکے بھی دکھایا۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ کی تین خواہشات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی پسندیدہ تین تین خواہشات آپ سن چکے ہیں۔ اب ہم اپنے دل میں ذرا سوچیں کہ ہمیں کون کون سی چیز محبوب ہے۔ آپ اپنے دل میں سوچیں اور میں اپنے دل میں سوچوں میری تو یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارزُقْ شَھَادَۃً فِی سَبِیْلِک
وَاجْعَلْ مَوْتِی فِی بَلَدِ رَسُوْلِک

گلستاں میں جاکر ہر گل دیکھوں نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بُو ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نبی پاک ﷺ کا تابعدار بنائے۔

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیسواں وعظ

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَ نَسۡتَعِيۡنُهٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ نَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ صلى الله عليه وسلم اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا بَيۡنَ يَدَیِ السَّاعَةِ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ رَشَدَ وَاهۡتَدٰی وَ مَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ ضَلَّ وَ غَوٰی فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفۡسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيۡئًا۔ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيۡرَ الۡهَدۡیِ هَدۡیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ" وَ كُلُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

”وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًاO ذٰلِكَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰی بِاللّٰهِ عَلِيۡمًا۔“(پ۵ سورۃ النساء)

ترجمہ:- جولوگ اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کئے۔ یعنی نبی صدیق اور شہید اور نیکوکار اور یہ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ مہربانی اللہ کی طرف سے ہوگی اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستو اور بزرگو!۔۔۔۔السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے: مقام صدیق اکبرؓ

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیقؓ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو بھی نہیں عطا کیا گیا۔ وہ اس لئے کہ آپ نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر تن من دھن وطن جانثاری اور وفاداری کا وہ عالیشان نمونہ پیش کیا۔ جس کی پوری تاریخ اسلامی میں مثال نہیں ملتی۔ آپ جس مقام پر بھی نبی ﷺ کو دیکھیں گے۔ وہاں ابوبکر صدیقؓ ضرور ساتھ نظر آئیں گے۔ قبول اسلام کے بعد سے لے کر تا حیات محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ مقام حاصل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کے بعد اس کائنات میں سب سے اعلیٰ اور ارفع قرار دے دیا اور نبی پاک ﷺ کی زبان اقدس نے صدیقؓ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کو جو تذکرہ کیا گیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے سے ہمیں ہر مقام پر ابوبکر صدیقؓ کا دوسرا نمبر ہی نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ شیعہ کتب میں بھی ابوبکر صدیقؓ کا دوسرا مقام ہے۔ اس کی تائید کے لئے پہلے قرآن پاک کو ہی لے لیجئے۔

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔" (پ ۲۴ سورۃ زمر)

کہ وہ شخص جو لایا صدق کو اور جس نے اس کی تصدیق کی۔ ایسے لوگ ہی متقی ہیں۔ "جَآءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں اور "صَدَّقَ بِہٖ" سے مراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ شیعہ کی معتبر تفسیر مجمع البیان' طبرسی میں بھی اس آیت کے تحت یہی لکھا ہوا ہے۔

" قِيلَ الَّذِىْ جَاءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ۔"

کہ جو شخص آیا ساتھ صدق کے وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور جس نے ان کی تصدیق کی وہ ابوبکرؓ ہیں۔ اسی طرح

"ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔" (پ۱۰ سورۃ توبہ)

کہ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھی کو کہا ابوبکرؓ غم نہ کیجئے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کو ثانی رسول اور صاحب رسول کہا گیا ہے۔ یہاں بھی ابوبکر صدیقؓ دوسرے نمبر پر نظر آ رہے ہیں۔ نماز پڑھانے کی باری آئی تو وہاں بھی نبی پاک ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ کا ہی نمبر آتا ہے۔ جنگ بدر میں بھی نبی علیہ السلام نے ابوبکر صدیقؓ کو دوسرے نمبر پر رکھا۔ پھر یہاں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے بعد خلافت کا تاج ابوبکر صدیقؓ کے سر پر ہی رکھا اور بعد وفات قبر میں بھی ابوبکر صدیق کو دوسرا نمبر ہی ملا۔ غرضیکہ ابوبکر صدیقؓ کی ذات ایک ایسی شخصیت ہے کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی رفاقت عطا فرمائی۔ قبر میں بھی رفاقت اور جنت میں بھی رفیق ہوں گے۔

یہ بلند مرتبہ مل گیا جسے مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بھائیو! میں اس شخصیت کی تعریف کن الفاظ کے ساتھ کروں۔ جس کی شان اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور نبی پاک ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی ہو۔ نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ دعا فرمائی۔

”اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مِسْكِيْنًا وَ اَمِتْنِي مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔“

کہ اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر موت دے اور قیامت کو مسکینوں کے ساتھ ہی اٹھا۔ آپ کی اس دعا کو صدیق اکبرؓ نے سنا تو کہنے لگے۔ اے ابوبکرؓ تیرا نبی تو مسکینوں والی زندگی پسند کرتا ہے اور تو مسکین نہیں ہے۔ کیوں کہ مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس کبھی کھانے کو ہو اور کبھی نہ ہو۔ تیرے پاس تو اس وقت کافی دولت موجود ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا اور تیرے نبی کا ساتھ ٹوٹ جائے۔ یہ سوچ کر گھر آئے گھر میں اس وقت ہزاروں درہم موجود تھے۔ سارے کے سارے پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ دن کو کچھ رات کو کچھ اعلانیہ اور کچھ پوشیدہ خرچ کر دیئے۔ دامن خالی کر کے کہنے لگے۔ یا اللہ مجھے بھی اب اپنے نبی کی دعا میں شریک کر لینا۔ ابوبکر صدیقؓ کا اس طرح صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر آیت نازل فرما دی۔

”اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔“

کہ اے میرے پیغمبر ﷺ وہ لوگ جو میرے راستے میں اپنے مال کو رات دن پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں۔ ان کو کہہ دیجئے کہ کسی قسم کا غم نہ کریں۔ میرے ہاں ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ میں نے ان کے لئے جنت میں بڑے بڑے اعلیٰ محل تیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررکھے ہیں۔

مقام غور ہے۔ خدا تعالیٰ تو ابوبکر صدیقؓ کو جنت کی بشارت دے اور ہم ان کے ایمان کے متعلق چہ مگوئیاں کریں۔ وہ پاک باز شخصیت جس نے اپنی زندگی کا مقصد خدا اور رسول کی خوشنودی سمجھ رکھا تھا۔ اس کو تو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں اور ہم جو رات دن خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسلام کے ٹھیکیدار بن جائیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب "مَنْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا" آیت اتری تو یہودی کہنے لگے کہ مسلمانوں کا رب فقیر اور محتاج ہو گیا ہے۔ تبھی ہم سے قرضہ مانگ رہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک دن یہودیوں کے مدرسہ میں گئے اور ان کو جا کر دعوت اسلام پیش کی اور کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں' تورات انجیل میں تم انکے اوصاف پڑھ بھی چکے ہو' خدا سے ڈرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ اس پر یہودیوں کے ایک بڑے عالم نے کہا۔ ابوبکرؓ تو ہمیں اس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے جو فقیر اور محتاج ہے اور ہم سے قرضہ مانگ رہا ہے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتا ہے' ہم تو کبھی بھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ کو غصہ آ گیا اور اس عالم کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا اور فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم یہودیوں سے ہمارا معاہدہ نہ ہوتا تو میں آج تیرا سر قلم کر دیتا۔ یہودی عالم نے نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر ابوبکر صدیقؓ کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا کہ اس نے مجھے ہمارے مدرسہ میں جا کر مارا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مجھے بدلہ دلایا جائے۔ نبی پاک ﷺ نے ابوبکرؓ کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس کو کیوں مارا ہے۔ ابوبکرؓ کہنے لگے' یارسول اللہ ﷺ اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تھے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ یہودی عالم کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ ابوبکرؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ اس نے کہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ابوبکرؓ تیرا کوئی گواہ ہے۔ جس کے سامنے اس نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ اب گواہی یہاں کون دے سارے کے سارے تو کافر ہیں اور اس یہودی کے طرف دار ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آسمان سے وحی آ جاتی ہے کہ اے میرے نبی ﷺ دنیا میں ابوبکرؓ کا اگر کوئی گواہ نہیں ہے تو آسمانوں پر میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ابوبکرؓ سچا ہے اور یہ یہودی جھوٹا ہے۔

"لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ" وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ۔"

اس نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ خدا فقیر ہے۔ اور ہم غنی ہیں۔

سبحان اللہ کیا شان ہے' صدیق اکبرؓ کی۔ بلکہ یوں کہیے کہ کیا ہی شان ہے۔

اس مقدس گھرانے کی بیٹی پر الزام لگا تو اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ عائشہ سچی ہے اور یہاں ابوبکرؓ کی شہادت دینا پڑی تو پھر بھی خود شہادت دی کہ ابوبکرؓ سچا ہے۔ باپ صدیقؓ اور بیٹی صدیقہؓ۔ اللہ اور رسول کے اس دیوانے کو صدیق کا لقب ایسے ہی تو نہیں مل گیا آخر کوئی وجہ تھی وہ یہ کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی باتوں پر بلا سوچے سمجھے لبیک کہہ دیا اور زبان نبوت نے صدیق کا لقب عطا فرما دیا۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آتا ہے کہ آپ جب شب معراج مقام ذی طویٰ پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام سے کہنے لگے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میں اپنے معراج کا قصہ لوگوں کو سناؤں گا۔تو لوگ انکار کر دیں گے کیونکہ یہ واقعہ حیران کن ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کے معراج کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔آپ کے معراج کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی وہ صدیق اکبرؓ ہی تھے۔تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳ میں حافظ سیوطیؒ نے بحوالہ طبرانی حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ہم کو حضرت ابوبکرؓ کے بارہ میں کچھ بتایئے۔تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی شخصیت ایسی محترم شخصیت ہے۔جس کا نام اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے صدیق رکھا اور نماز میں بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ شیعہ کی مستند کتاب تفسیر قمی بھی اس بات کی شاہد ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو نبی پاک ﷺ نے صدیق کا لقب عطا فرمایا ہے۔سورت توبہ میں ”اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔“ کے تحت بروایت حضرت امام جعفرؒ لکھا ہے۔

”لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْغَارِ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ وَالٰى سَفِيْنَةِ جَعْفَرٍ فِىْ اَصْحَابِهٖ تَقُوْمُ فِى الْبَحْرِ وَانْظُرُ اِلَى الْاَنْصَارِ مُخْبِتِيْنَ فِىْ اَفْنِيَتِهِمْ“

کہ جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا کہ میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کیا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔
حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے مجھے بھی دکھلائیں۔ ''فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَرَاهُمْ'' تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو حضرت ابو بکرؓ کو بھی وہ سب نظر آ گئے۔

''فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الصِّدِّيْقُ۔''

تو آپ نے فرمایا تو صدیق ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ جس شخصیت کو قرآن پاک صدیق کہہ رہا ہو۔ احادیث صدیق کہہ رہی ہیں اور شیعہ کتب بھی صدیق کہہ رہی ہوں اس کا کتنا اعلیٰ اور ارفع مقام ہوگا۔

میرے بھائیو! نبوت کے بعد کسی کا مقام ہے تو وہ صدیق اکبر کا ہے۔ پوری کائنات بھی اگر اکٹھی ہو جائے تو وہ مل کر بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نبی ﷺ کے پاس لیٹی ہوئی تھی۔ چاند ستارے چمک رہے تھے۔ میں نے آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

''هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔''

آسمان کے ستاروں جتنی بھی کسی کی نیکیاں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عمرؓ کی نیکیاں اتنی ہیں۔ حضرت عائشہ کہنے لگی۔ ''اَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ'' میرے ابا جان کی نیکیوں کا کیا حال ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔''

عمرؓ کی ساری زندگی کی نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اسی لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ کی مجلس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر ہوا تو آپ رونے لگے اور فرمانے لگے۔

"وُدِدْتُ اَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ، مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ اَيَامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لِيَالِيْهِ."

کہ کاش میری پوری زندگی کے عمل حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات اور ایک دن کے برابر ہو جائیں۔ فرمانے لگے رات تو وہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری تھی۔ جب آپ غار کے قریب گئے اور داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ابھی داخل نہ ہوں۔ پہلے میں غار میں جاتا ہوں۔ کیونکہ

"فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَئٌى" اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ."

اگر نقصان پہنچانے والی کوئی چیز اندر ہوئی تو وہ مجھے ہی نقصان پہنچائے اور آپ محفوظ رہ جائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور اس میں جھاڑو دیا۔ پھر انہوں نے غار میں کچھ سوراخ دیکھے جن کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے۔ ان کے بند کرنے کی کوئی چیز نہ تھی۔ وہاں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑھیاں رکھ دیں اور نبی ﷺ کو اندر تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی زہریلی چیز نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایڑھی کو ڈس لیا۔ باوجود سخت تکلیف پہنچنے کے صبر کر کے بے حس و حرکت بیٹھے رہے تاکہ نبی پاک ﷺ کے آرام میں کوئی خلل نہ واقع ہو جائے۔ مگر شدت تکلیف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو آ گئے۔ جو نبی پاک ﷺ کے چہرہ مبارک پر جا گرے۔ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو ابوبکرؓ رو رہے تھے۔ پوچھا ابوبکرؓ کیا ہو گیا۔ عرضکیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپ نے اپنا لعاب دہن سانپ کے ڈسنے کی جگہ پر لگایا تو درد اسی وقت ختم ہو گیا جیسے کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔

اور دن وہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ تو عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ زکوٰۃ کے اونٹ کی ایک رسی بھی روکیں گے تو میں ان سے بھی جہاد کروں گا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے اے خلیفہ رسول لوگوں سے الفت و موافقت کرو اور نرمی سے کام لو تو ابوبکرؓ کہنے لگے۔

"اَجَبَّار" فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَخَوَّار" فِی الْاِسْلَامِ."

اے عمرؓ زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے سخت تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر ذلیل ہو گئے ہو۔

مطلب یہ تھا کہ پست ہمت ہو گئے ہو۔ یاد رکھو! وحی منقطع ہو گئی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ ایسا کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا۔

حضرات! حضرت عمر فاروق کی اس بات سے اندازہ لگالیں کہ وہ اپنی زندگی کی ساری نیکیاں دے کر حضرت ابوبکرؓ کی صرف ایک دن اور ایک رات کی نیکیاں حاصل کرنے کی خواہش کر رہے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جو مقام اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو عطا فرمایا ہے کہ وہ مجھے مل جائے۔ احادیث اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی علیہ السلام کے ساتھ نظر آئیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ کئی ایسے پیچیدہ مسائل جن میں صحابہ کرامؓ الجھ جایا کرتے تھے۔ تو ابوبکر صدیقؓ ان کو حل فرما دیا کرتے تھے۔ مثلاً نبی ﷺ کی وفات کی خبر سن کر جب صحابہ کرامؓ کے ہوش و حواس اڑ گئے تھے اور عقلیں جواب دے گئی تھیں اور حضرت عمر فاروقؓ نے کہنا شروع کر دیا تھا۔

"وَاللّٰهِ لَا اَسْمَعُ اَحَدًا يَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ اِلَّا ضَرَبْتُه، بِسَيْفِىْ هٰذَا۔"

کہ جو شخص یہ کہے گا کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ مطلب یہ تھا کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے ہی حالات پر کنٹرول کیا۔ نہایت عقل مندی سے خطبہ ارشاد فرمانا شروع کر دیا۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ لوگو!

"مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَىٌّ لَايَمُوْتُ۔"

تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتا تھا۔ وہ سمجھ لے کہ محمد رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر قرآن پاک کی آیت تلاوت کی۔

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔"

کہ محمد ﷺ بھی خدا کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزر چکے ہیں۔کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں۔تو تم دین سے پھر جاؤ گے اور جو شخص دین سے پھر گیا وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

مطلب یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی ایسی ذات ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔گویا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اس آیت کو پڑھ کر ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔صحابہ کرامؓ اس آیت کو سن کر چونک پڑے اور ایسے معلوم ہوا جیسے کہ یہ آیت پہلے نازل ہی نہیں ہوئی۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ سے یہ آیت سن کر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔کھڑے رہنے کی طاقت ہی نہ رہی اور میں زمین پر گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی آپ فوت ہو گئے ہیں۔آج بھی کئی اس قسم کے لوگ ہیں۔جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ فوت نہیں ہوئے۔میں انکی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس خطبہ پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا ہمارا عقیدہ صحیح ہے؟

میرے بھائیو! تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔اگر کوئی صحابیؓ بھی اس عقیدے کے خلاف ہوتا تو وہ فوراً اٹھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر اعتراض کر دیتا تمام صحابہ کرامؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ پر خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔یاد رکھئے ہمارا یہ عقیدہ تمام صحابہ کرامؓ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔لہذا ہمیں توبہ کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم غیر سبیل المومنین کے تحت قیامت والے دن خدا تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہو جائیں۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خداداد صلاحیت سے خطبہ ارشاد فرما کر حالات پر کنٹرول کر لیا۔اس کے بعد صحابہ کرامؓ میں آپ کے دفن کے بارہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے۔

"لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِهٖ۔"

کسی نے کہا آپ ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ کسی نے مسجد نبوی میں دفن کرنے کا مشورہ دیا اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے۔ کسی رائے پر اتفاق نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمانے لگے اختلاف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا تھا۔

"مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ۔"

کہ اللہ تعالیٰ نبی کی روح کو اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ لہذا آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے۔ جہاں آپ فوت ہوئے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی) چنانچہ صحابہ کرامؓ کا یہ اختلاف بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وجہ سے ختم ہوا۔ خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ انصار نے کہا کہ خلیفہ ہم میں سے ہونا چاہئے۔ مہاجرین نے کہا ہم میں سے ہونا چاہئے۔ اس اختلاف کو بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی دور کیا۔ فرمانے لگے کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْشِ۔"

کہ خلیفہ قریشیوں میں سے ہوگا۔ چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ نے اپنے اختلاف کو پس پشت ڈالتے ہوئے حدیث رسول کے سامنے سر تسلیم خم کر کے قریشیوں میں سے ابوبکر صدیقؓ کو اپنے میں سے سب سے بہتر سمجھتے ہوئے خلیفہ منتخب کر کے بیعت کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوستو اور بزرگو! میرا ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے نازک سے نازک مرحلے کو بھی بڑے احسن طریق سے سمیٹ لیا اور کسی قسم کا جھگڑا نہیں پیدا ہونے دیا۔ اس قسم کے اور بھی بے شمار مسائل ہیں کہ جن کا صحابہ کرامؓ کو پتہ نہیں ہوتا تھا۔ تو ابوبکر صدیقؓ اسی بارہ میں حدیث رسول پیش کر دیتے حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ بیان کرتے ہیں کہ

''اِنَّ رِجَالاً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ حَزِنُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ۔''

نبی پاک ﷺ کی وفات پر صحابہ کرامؓ اتنے گھبرائے کہ بعض کے دلوں میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان غم زدہ لوگوں میں سے تھا۔ ایک دن نہایت پریشان مغموم بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ میرے پاس سے گزرے اور سلام کہا مگر میں نے نہ سنا۔ میرے سلام کا جواب نہ دینے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جا کر میری شکایت کر دی کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو سلام کہا تو اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے عمرؓ فکر نہ کرو، چلو ہم دونوں جا کر اس کو پوچھتے ہیں کہ تم نے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ چنانچہ وہ دونوں آئے اور آ کر السلام علیکم کہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے، اے عثمان:

''مَاحَمَلَكَ اَنْ لَاتَرُدَّ عَلٰى اَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهُ۔''

تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ میں نے کہا انہوں نے مجھے سلام کہا ہی نہیں ہے۔ تو جواب کیسے دیتا حضرت عمرؓ کہنے لگے اللہ کی قسم میں نے سلام کہا ہے۔ مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ حضرت عثمانؓ کہنے لگے مجھے تمہارے گزرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سلام کہنے کا علم ہی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! دیکھ لو ان لوگوں میں کتنی محبت اور اخوت تھی۔ اتنی بات بھی گوارہ نہیں کی کہ ہمارے سلام کا کوئی جواب نہ دے۔ ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کہتا چلو اس طرح تو اس طرح سہی۔ نہیں بولتا تو نہ سہی۔ میں بھی اس کو کبھی سلام نہیں کہوں گا۔ مگر یہ نہیں بلکہ جا کر خلیفہ وقت کو شکایت کر دی کہ میں نے سلام کہا تو اس نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ آج کل کا کوئی بادشاہ ہوتا تو کہتا چلو دفعہ کرو تم بھی سلام نہ کہنا یا کہتا لاؤ اس کو میرے پاس پکڑ کر۔ مگر ایسے نہیں کیا۔ بلکہ دونوں چل آئے اور پوچھا کہ تم نے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ حضرت عثمان غنی انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے مجھے سلام کہا ہی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ میں نے سلام کہا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے۔ عثمانؓ تم سچ کہتے ہو۔ تم کسی فکر میں بیٹھے ہو گے کہ تمہارے پاس سے یہ سلام کہہ کر گزرے تو تمہیں اس کا علم نہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ کہنے لگے۔ ہاں واقعی بات تو یہی تھی میں ایک فکر لئے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے۔ وہ کیا فکر تھی جس نے تمہیں اتنا مشغول کر دیا۔ کہنے لگے کہ:

"تُوُفِّی اللّٰهُ تَعَالٰی نَبِیَّه، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَه، عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ۔"

نبی ﷺ فوت ہو گئے اور ہم یہ نہ پوچھ سکے کہ کس امر سے نجات ہو گی۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے عثمان فکر نہ کرو اس بارہ میں میں نبی ﷺ سے پوچھ چکا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے "بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی اَحَقُّ بِهَا" کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ہی یہ سوال پوچھنے کے زیادہ حق دار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے میں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون سا کلمہ ہے جس سے نجات ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا وہ جو میں نے اپنے چچا ابوطالب کے سامنے پیش کیا تھا۔ تو اس نے اسے رد کر دیا۔ مطلب یہ تھا کہ وہ کلمہ توحید ہے۔ دیکھ لیجئے حضرت عثمان غنیؓ کتنے پریشان تھے مگر ابوبکر صدیقؓ نے حدیث سنا کر مطمئن کر دیا۔

میرے بھائیو! ہم نے بھی اپنی نجات کے بارہ میں کبھی سوچا ہے۔ وہ پاک باز شخصیتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیئے تھے۔ ان کو اتنی فکر ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ آیئے ہم بھی اس قسم کے اعمال کریں جن سے کل قیامت والے دن ہماری بھی نجات ہو جائے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ میں سے جو مقام ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہوا ہے وہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ "اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ" آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ سے میں نے پوچھا مردوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ۔

حضرت محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ حضرت علیؓ سے پوچھا۔

"اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ" بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہ نبی پاک ﷺ کے بعد کون شخص سب سے بہتر ہے۔ تو انہوں نے کہا ابوبکرؓ۔ میں نے پوچھا ابوبکرؓ کے بعد کون شخص بہتر ہے تو فرمایا عمرؓ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے ابوبکرؓ کو فرمایا۔

"اَنْتَ صَاحِبِی فِی الْغَارِ وَصَاحِبِی عَلَی الْحَوْضِ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر بھی ساتھی ہو گے۔

میرے بھائیو! قرآن پاک بھی ابوبکر صدیقؓ کے فضائل بیان کرے۔ حدیث رسول بھی ابوبکر صدیقؓ کے فضائل بیان کرے اور شیعہ کتب بھی ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کی شہادت دیں۔ تو پھر کون سا ایسا امر مانع ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اپنے دل سے بغض صحابہؓ نہیں نکالتے۔ آیئے دو چار اور احادیث آپ کے سامنے پیش کروں۔ جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل ذرا اچھی طرح اجاگر ہو سکیں۔ نبی پاک ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرامؓ کیا تم میں سے آج کسی نے روزہ رکھا ہے۔ سب صحابہؓ خاموش رہے۔ ابوبکر صدیقؓ بولے اللہ کے رسول میرا روزہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے۔ تو ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے۔ ہاں میں نے کی ہے۔ معلوم ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بیمار ہیں۔ تو میں مسجد میں آتے ہوئے ان کی عیادت کر کے آیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ سب صحابہؓ خاموش تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے کہ میں نے کھلایا ہے۔ صبح جب میں مسجد میں آ رہا تھا۔ تو میرے بیٹے عبدالرحمٰن کے ہاتھ ایک روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر نے سوال کیا تو میں نے وہ روٹی لے کر اس سائل کو دے دی۔ میرے بھائیوں نیکی کے جس میدان میں آپ نظر ماریں گے۔ صف اول میں ابوبکر صدیقؓ ہی نظر آئیں گے۔ روزہ کس نے رکھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے مریض کی کس نے عیادت کی۔ ابوبکر صدیقؓ نے مسکین کو کھانا کس نے کھلایا۔ ابوبکر صدیقؓ نے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں۔ وہ یقیناً جنتی ہے۔ ایک دفعہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا۔ تو اس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اے خدا کے بندے مجھ میں سے گزر کر جنت میں جا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کہنے لگے وہ کتنا خوش نصیب آدمی ہوگا۔ جس کو جنت کے دروازے پکاریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ تم ان لوگوں میں سے ہی ہو جن کو جنت کے آٹھوں دروازں سے گزر کر جنت میں داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔ سبحان اللہ کیا ہی شان ہے صدیق اکبرؓ کی۔ نبی پاک ﷺ کا غمگسار اور جانثار صحابیؓ زندگی میں بھی کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوا اور موت کے بعد بھی آپ سے جدا نہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی جدائی کا صدمہ ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ ہر روز لاغر اور نحیف ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ اس دار فانی سے عالم بقاء کی طرف روانہ ہو گئے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کے پاس کسی نے بطور تحفہ گوشت بھیجا جس کو آپ اور حارث بن کلدہ کھانے لگے۔ یکایک حارث نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کھانے سے رک گئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین اسے مت کھائیں کیونکہ مجھے اس میں زہر کی ملاوٹ کا شبہ ہو رہا ہے اور زہر بھی وہ ہے جس کا اثر ایک سال میں نمایاں ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اور آپ ایک سال کے اندر اندر ایک ہی دن فوت ہو جائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے بھی ہاتھ روک لیا۔ مگر اسی دن سے نڈھال رہنے لگے۔

۷ جمادی الاخری دوشنبہ کے دن آپ نے غسل فرمایا۔ سردی بہت تھی للہذا بخار ہو گیا اور طبیعت بہت کمزور ہوگئی۔ یہاں تک کہ مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے بھی نہ جا سکے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میری عدم موجودگی میں آپؓ نماز پڑھایا کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض صحابہ کرامؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھا دیں۔ کہنے لگے کہ طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے۔ فرمانے لگے وہ کہتا ہے:

''اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔''

میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ انتقال سے کچھ دن پہلے ارشاد فرمایا کہ بیت المال سے جو وظیفہ آج تک میں نے وصول کیا ہے۔ اس کا حساب لگایا جائے۔ حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کل رقم چھ ہزار درہم بنتی ہے۔ فرمانے لگے میری زمین فروخت کر کے یہ تمام رقم ادا کر دی جائے۔ چنانچہ اسی وقت زمین فروخت کر دی گئی اور چھ ہزار درہم بیت المال میں جمع کروا دیا گیا۔ جب ادائیگی ہو چکی تو فرمایا کہ تحقیق کرو کہ خلافت قبول کرنے کے بعد میرے مال میں کچھ اضافہ ہوا ہے؟ معلوم ہوا کہ تین چیزوں کا اضافہ ہے۔ ایک حبشی غلام جو بچوں کو کھلاتا ہے اور مسلمانوں کی تلواروں کو صقیل بھی کرتا ہے۔ ایک اونٹنی جس پر پانی لایا جاتا ہے اور ایک سوا روپیہ کی چادر ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں چیزیں خلیفہ وقت کے پاس پہنچا دینا۔

میرے بھائیو! ذرا اندازہ لگاؤ کہ یہ کون سی شخصیت ہے جو سوچ رہی ہے کہ موت سے پہلے پہلے سارا حساب بے باک کر دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ میں فوت ہو جاؤں اور میرے ذمہ رعایا کے کچھ حقوق یا مسلمانوں کے بیت المال کا کوئی پیسہ رہ جائے۔ آج ہے کوئی ایسا آدمی جو اس قسم کی مثال پیش کر سکے یا ہے کوئی بادشاہ جو قوم کا روپیہ قوم کی امانت سمجھ کر خرچ کرے۔ آج تو قوم کا لاکھوں اور کروڑوں روپیہ میلوں پر نمائشوں پر اور کلبوں پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ دل میں ذرا جتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہمیں اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن حساب دینا پڑے گا۔ تو خیر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انتقال کے دن آپ نے دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے۔ لوگوں نے عرض کیا دوشنبہ (پیر کا دن) فرمانے لگے۔ نبی پاک ﷺ نے کس دن رحلت فرمائی تھی۔ کہا گیا کہ دوشنبہ کے دن ہی فرمانے لگے کہ میری آرزو بھی یہی ہے کہ اسی دن رخصت ہو جاؤں۔ فرمایا اے عائشہؓ اگر میں آج رات تک فوت ہو جاؤں تو میرے دفن میں کل تک تاخیر نہ کرنا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جلدی سے جلدی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاؤں۔ فرمایا کہ میری قبر نبی پاک ﷺ کی قبر کے ساتھ بنائی جائے۔ پھر پوچھا کہ نبی پاک ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ کہا گیا کہ تین کپڑوں میں۔ فرمایا میرے کفن میں بھی تین کپڑے ہوں' دو یہ چادریں جو میرے بدن پر ہیں ان کو دھولیا جائے اور ایک چادر اور لے لی جائے۔ حضرت عائشہؓ نے دردمندانہ الفاظ میں عرض کیا کہ ابا جان ہم اتنے غریب نہیں ہیں کہ نیا کفن بھی نہ خرید سکیں۔ ارشاد فرمایا کہ بیٹی نئے کپڑوں کی مُردوں کی نسبت زندوں کو زیادہ ضرورت ہے۔ اگر میں خدا کی نگاہ میں نیک ہوں گا۔ تو پھر ان چادروں میں ہی میری عزت کی جائے گی اور گنہگار رہا تو یہ نئی چادریں مجھے خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکیں۔ موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ حضرت عائشہؓ اپنے اباجی کے سرہانے بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں۔ غم آلودہ اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر یہ شعر پڑھا ۔

وَ اَبيَضَ يَستَسقِي الغَمَامُ بِوَجهِهِ
ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصمَةٌ لِلاَرَامِلِ

کہ بہت سی نورانی صورتیں ایسی ہیں جن سے بادل بھی پانی مانگتے ہیں وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت پناہ تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نے اس شعر کو سنا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں کھول دیں اور فرمایا میری بیٹی یہ شان صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی تھی۔

حضرت عائشہؓ نے دوسرا شعر پڑھا:

بِعُمْرِكَ مَا يُغْنِي الشَّرَاءُ مِنَ الْفَتٰى

إِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا الصَّدْرِ

کہ قسم ہے تیری عمر کی جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔ تو زر و مال کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ فرمانے لگے اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہو۔

"وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔"

کہ موت کی بے ہوشی برحق ہے اور اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نزع کے وقت میں نے یہ شعر پڑھا:

وَكُلُّ ذِي اَبِلٍ يَوْمًا سَبُوْرُوْهَا

وَكُلُّ ذِيْ سَلَبٍ لَابُدَّ مَسْلُوْبُ

ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے۔ ہر ایک پہننے والے کو ایک کپڑا دیا جاتا ہے۔ فرمایا بیٹی اس طرح نہیں بلکہ حق بات تو وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

"وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔"

کہ موت کے بے ہوشی کا وقت آ گیا ہے یہ وہی ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

فرمانے لگے:

"... فَنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے اللہ مجھے مسلمان کر کے موت دینا اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ شامل کرنا۔ انہی الفاظ پر آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ ؓ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے غسل دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر جسم اطہر پر پانی ڈال رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کے ساتھ قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ ؓ کا سر مبارک نبی پاک ﷺ کے کندھے مبارک کے برابر ہو۔ پھر حضرت عمر ؓ حضرت طلحہ ؓ حضرت عثمان ؓ اور حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عوف نے میت پاک کو آغوش لحد میں اتارا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چشم جہاں سے اوجھل کر دیا۔

میرے بھائیو! یوں تو فضائل ابوبکر صدیق ؓ کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ وہ پاک باز شخصیت جس کی مدح قرآن پاک اور احادیث رسول کر رہی ہوں۔ میری کیا مجال ہے کہ میں ان کو کما حقہ ادا کر سکوں۔ بس ان کے مقام کو اس طرح سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر جگہ نبی ﷺ کے ساتھ ہی رکھا دنیا ہو یا آخرت۔ دیکھئے۔

اسلام لانے میں دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا
ہجرت میں دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا
غار ثور میں دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا
میدان بدر میں دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا
جبل اُحد پر دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا
امامت میں دوسرا نمبر صدیق اکبر ؓ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت میں دوسرا نمبر صدیق اکبرؓ کا

مزار میں دوسرا نمبر صدیق اکبرؓ کا

نبی پاک ﷺ دوشنبہ کو فوت ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ بھی دوشنبہ کو فوت ہوئے۔

نبی پاک ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہوئی۔ ابوبکر صدیقؓ کی عمر بھی تریسٹھ سال ہوئی۔

حوض کوثر پر بھی دوسرا نمبر صدیق اکبرؓ کا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مقام صدیق اکبرؓ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

”واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قرآن پاک کے آئینہ میں

وہ آیات جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔

۱۔ ''اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔'' (پ۳ سورۃ بقرہ رکوع ۵)

ترجمہ:- جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو رات دن پوشیدہ اور ظاہر ان کیلئے بدلہ ہے ان کے رب کے پاس نہ ان کو خوف ہے اور نہ غم ناک ہوں گے۔

سبب شان نزول:- ابوبکر صدیقؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو انہوں نے سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں رات دن پوشیدہ اور ظاہر صدقہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ ان کی شان میں یہ آیات نازل فرمادی۔

۲۔ ''لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ۔'' (پ۴ سورۃ آل عمران)

ترجمہ:- یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ ان کے اس قول کو ہم لکھ لیں گے اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم ان سے کہیں گے جلنے والا عذاب چکھو۔

سبب شان نزول:- ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک دفعہ یہودیوں کے مدرسہ میں گئے۔ وہاں ان کا بڑا عالم لوگوں کے مجمع میں تقریر کر رہا تھا۔ آپؓ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے فرمایا اللہ سے ڈر اور مسلمان ہو جا۔ خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ نبی پاک ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں اور اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں اور ان کی صفتیں تورایت و انجیل میں تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اس پر یہودی عالم نے جواب دیا ابوبکرؓ خدا کی قسم خدا ہمارا احتاج ہے۔ ہم اس کے محتاج نہیں ہیں ہم اس کی طرف اس طرح عاجزی نہیں کرتے۔ جس طرح وہ ہماری طرف کرتا ہے۔ بلکہ ہم تو اس سے بے پرواہ ہیں ہم غنی ہیں اور وہ فقیر ہے۔ اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ طلب کرتا۔ (ومن یقرض اللہ قرضا حسنا کی طرف اشارہ تھا) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہودی کی یہ باتیں سن کر بڑا غصہ آیا اور اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا اور کہنے لگے خدا کی قسم اگر تم یہودیوں سے ہمارا معاہدہ نہ ہوتا تو میں آج تیرا سر قلم کر دیتا۔ اس یہودی نے نبی پاک ﷺ کے پاس جا کر ابوبکرؓ کی شکایت کر دی۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے۔ تو کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ خدا فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ اگر ان سے ہمارا معاہدہ نہ ہوتا تو میں نے اسے قتل کر دینا تھا۔ آپ نے یہودی سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ وہ کہنے لگا جناب میں نے نہیں کہے۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا ابوبکرؓ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے۔ جس کے سامنے اس نے یہ بات کہی ہو۔ ابوبکرؓ کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ میں اس وقت اکیلا تھا۔ باقی سارے یہودی ہی تھے۔ جو کہ کسی طرح بھی میری گواہی نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ ابوبکرؓ کا اگر دنیا میں کوئی گواہ نہیں ہے تو میں آسمانوں میں اس کو گواہ موجود ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ سچا ہے اور یہ یہودی جھوٹا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ”اَلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَاللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِى الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔“(پ۱۰سورۃ توبہ)

ترجمہ:۔ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے۔(تو کیا بگڑ جائے گا) خدا نے اس کی ایسے وقت مدد کی تھی۔ جب کافروں نے اس کو صرف ایک آدمی کے ساتھ نکال دیا تھا۔ جب دونوں وہ غار میں تھے۔ جس وقت وہ کہہ رہے تھے اپنے ساتھی کو کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس پر تسلی نازل کی۔

سبب شان نزول:۔ نبی پاک ﷺ ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ جب رات کی تاریکی میں اپنے محبوب مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے تھے۔ تو راستے میں تین دن غار ثور میں ٹھہرے تھے۔ کافر تلاش کرتے کرتے۔ جب غار کے منہ پر پہنچے تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کافر آ گئے ہیں۔ اگر انہوں نے غار میں جھانکا تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ تیرا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے۔ جن کا تیسرا خود خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ آیت نازل فرما دی۔

نوٹ:۔ اس آیت میں ثانی اثنین دو میں سے دوسرا وہ کون تھے باتفاق شیعہ سنی وہ ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔ ” اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ“ جب وہ اپنے صحابی کو کہہ رہا تھا۔ صاحب کون تھا وہ بھی ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔ ” لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا“ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ کس کو کہا گیا۔ یہ بھی ابوبکر صدیقؓ ہی کو کہا گیا۔ پھر ”فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ“ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔ کس پر ابوبکر صدیقؓ پر کیونکہ نبی ﷺ تو پرسکون ہی تھے۔

مطلب یہ ہے کہ کافروں کو جس قدر عداوت رسول ﷺ سے تھی اسی قدر ابوبکرؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی تھی اور وہ ان دونوں کو یکساں اپنا دشمن سمجھتے تھے اور ان دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ہر وقت یہ دونوں اکٹھے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بحفاظت ان کو مکہ مکرمہ سے نکالا اور صحیح سلامت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

۴۔ ”وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا۔ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ الرَّحِيمٌ“۔“ (پ ۱۸ سورت نور)

ترجمہ:- تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو راہ اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہیے۔ بلکہ معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے! کہ اللہ تمہارے قصور معاف فرما دے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سببِ شانِ نزول:- حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خالہ زاد بھائی مسطح بن اثاثہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگایا تھا یہ نہایت غریب تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کو وظیفہ دیا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھالی کہ آئندہ سے میں اس کو وظیفہ نہیں دوں گا۔ میں تو اس کی خیر خواہی کروں اور یہ ہمارے ساتھ دشمنی کرے۔ چنانچہ ادھر وظیفہ بند کرنے کی قسم کھائی ادھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی کہ صاحب فضل اور صاحب ثروت کو اپنے قرابت داروں مسکینوں اور مہاجروں کو راہ اللہ دینے سے قسم نہیں کھانی چاہیے بلکہ معاف کر دینا چاہیے۔ ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت سنی تو فوراً اپنی قسم واپس لے لی اور عہد کیا کہ جس طرح پہلے وظیفہ دیا کرتا تھا اسی طرح اب بھی دیتا رہوں گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ”هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔“(سورۃ احزاب)

ترجمہ:- وہ تم اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعا رحمت کرتے ہیں تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

سبب شان نزول:- عبداللہ بن ابی حمید اپنی تفسیر میں مجاہد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ“ آیت اتری تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ایسی کوئی نیک بات آپ کے لئے نازل نہیں ہوئی۔ جس میں ہم کو شامل نہ کیا گیا ہو۔ مگر اس آیت میں ایسا نہیں ہے۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

۶۔ ”وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔“(پ ۲۴ سورۃ زمر شروع)

ترجمہ:- وہ شخص جو لایا سچائی کو اور جس نے اس کی تصدیق کی۔ یہی لوگ متقی ہیں۔

سبب شان نزول:- اس آیت میں جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ شیعہ کی تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

”قِیْلَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَدَّقَ بِهٖ اَبُوْبَکْرٍ۔“

کہ جو شخص آیا ساتھ صدق کے وہ رسول خدا ہیں اور جس نے ان کی تصدیق کی اس سے مراد ابوبکرؓ ہیں۔ بزار اور ابن عساکر نے ابن اسید بن صفوان سے روایت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے نبی پاک ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور ابو بکرؓ سے اس کی رسالت کی تصدیق کروائی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔"

(پ ۲۶ سورۃ احقاف)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کی تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال قوت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کر میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

شان نزول:۔ مقاتل اور عطاء الکلبی نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اٹھارہ سال کی عمر میں ہی نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہنا شروع کر دیا تھا۔ نبی پاک ﷺ جب مال تجارت لے کر علاقہ شام کی طرف گئے تو ابو بکر صدیقؓ بھی آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ تھے۔ پھر جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی اور نبوت ملی تو ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا۔ پھر بارگاہ خداوندی میں دعا کی اے اللہ مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تو نے مجھے اور میرے والدین کو اسلام کی نعمت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔

"اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا" کے تحت حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نو مسلمانوں کو خرید کر غلامی سے آزاد کرا دیا۔ جنہیں ان کے مالک بوجہ قبول اسلام تکلیف دیا کرتے تھے۔ آپ نے جس بات کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ پورا کر دیا۔ آپ کی اولاد بھی مسلمان ہوگئی۔

نوٹ:- یہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا اور کسی صحابیؓ کو نصیب نہیں ہوئی کہ اس کے والدین اور اس کی اولاد حلقہ گوش اسلام ہوئے ہوں۔

۸۔ "لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔" (پ ۲۷ سورۃ حدید)

ترجمہ:- تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔ وہ بہت بڑے درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ نیک وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس چیز سے جو تم عمل کرتے ہو۔

کلبی نے بروایت محمد بن فضل بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی اسلام کی سربلندی کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کیا اور راہ خدا میں مال خرچ کیا۔

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی ﷺ کے پاس ایک پھٹی ہوئے عبا پہنے ہوئے حاضر ہوئے کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوگئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک پھٹی ہوئی عبا پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل فتح مکہ سے قبل انہوں نے سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سلام کہہ دیں اور پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابوبکر صدیقؓ اس حالت فقر میں تم مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف التفات فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس حالت فقر میں تم مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہوسکتا ہوں؟ میں تو اس سے ہر حالت میں خوش ہی خوش ہوں۔

نوٹ:۔ احادیث اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی وہ شخص ہیں۔ جنہوں نے اپنے گھر کا سارے کا سارا مال نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا اور ابوبکر صدیقؓ ہی وہ شخص ہیں جن کے گھر سے غار ثور میں نبی پاک ﷺ کے لئے نان ونفقہ پہنچتا رہا۔

۹۔ ”لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ“ (پ سورۃ مجادلہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو تو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائے گا۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی تائید اپنی روح سے کی ہے۔

سبب شان نزول:- ابن جریج کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ نے ایک دفعہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کے کچھ کلمات کہے تو ابوبکر صدیقؓ نے اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گر گیا۔ پھر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آ کر اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے ایسا کیا ہے۔ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ اگر اس وقت میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو میں اس کی گردن اتار دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ آیت نازل اتار دی۔

نوٹ:- اس آیت کے مصداق دوسرے صحابہؓ بھی ہیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن قتل کر ڈالا۔ حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نے اپنے چچازاد بھائیوں عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر ڈالا۔ حضرت عبیدہؓ بن جراح نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کر دیا۔ حضرت معصبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو احد کے دن قتل کر دیا۔ غرضیکہ ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں نہ باپ کا لحاظ کیا نہ بیٹے کا نہ بھائی کا اور نہ کنبہ والوں کا۔

۱۰۔ ”وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىO وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰىO وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰىO اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰىO فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰىO وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰىO فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰىO وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاسْتَغْنٰی ○ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ○ وَمَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗ اِذَا تَرَدّٰی۔" (پ۳۰ سورۃ واللیل)

ترجمہ:۔ قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوتا ہے اور قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کی مشکلات میں آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز جانے اور سچی تعلیم کی تکذیب کرے تو ہم اس کو مشکلات میں پھنسائیں گے اور جب وہ مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا۔

سبب شان نزول:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکہ میں دستور تھا کہ ضعیف مردوں اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام قبول کر لیتے تو خرید کر آزاد فرما دیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے والد نے کہا (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہ بیٹا تم کمزور لوگوں کو خرید کر غلامی سے آزاد کرتے ہو۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر تم جوان طاقت والوں کو خرید کر آزاد کرو تاکہ بوقت ضرورت وہ تمہارے کام بھی آسکیں اور تمہاری مدد کر سکیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا ابا جان میرا ان کو خرید کر آزاد کرنا کسی دنیاوی فائدے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ میرا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

۱۱۔ "وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی۔" (پ۳۰ سورۃ واللیل)

ترجمہ:۔ عنقریب دور رکھا جائے گا جہنم سے ایسا شخص جو پرہیزگار ہوگا جو پاکیزگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لئے اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہوگا۔ کسی پر اس کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا وہ بدلہ دے رہا ہو۔ بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و برتر کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ عنقریب وہ بھی راضی ہو جائے گا۔

سبب شانِ نزول :۔ مفسرین نے لکھا ہے۔

”اَلْاٰیَۃ نَزَلَتْ فِیْ حَقِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حِیْنَ اشْتَرٰی بِلَالًا۔“

کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جب کہ انہوں نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا تھا۔

حضرت بلالؓ مکہ کے ایک بڑے کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی زبان اقدس سے جب دعوت توحید کو سنا تو وہ مسلمان ہو گئے۔ امیہ کو پتہ چلا تو وہ ان سخت سے سخت ایذائیں دینے اور آپ کو ننگے بدن دوپہر کے وقت گرم گرم ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ ان کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے سپرد کر دیتا کہ ان کو گلیوں میں گھسیٹتے پھرو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ پر اتنے ظلم ہوتے دیکھے تو امیہ کو کہنے لگے کہ اس بے چارے نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے۔ جو تم رات دن اس پر ظلم کرتے رہتے ہو۔ امیہ کہنے لگا کہ تمہیں اگر اس کا اتنا خیال ہے تو خرید لو۔ آپؓ نے فرمایا اچھا بتاؤ اس کا کیا لیتے ہو۔ امیہ نے قیمت بتائی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہ ادا کر کے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ کفار کو اس پر حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا ابو بکرؓ نے بلالؓ کو خرید کر اس لئے آزاد کیا ہے کہ اس نے پہلے کوئی احسان کیا ہوگا۔ کافروں کی باتوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آیات نازل فرما دیں کہ ابو بکر صدیقؓ کا حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کرنا محض رضائے الٰہی کیلئے ہے۔ کسی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے نہیں ہے۔ فرمایا جس طرح ابوبکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی ہے۔ اسی طرح کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی صدیق اکبرؓ کو راضی کرے گا۔

نوٹ:- شیعہ کی تفسیر "مجمع البیان" میں لکھا ہے۔

"عَنْ ابْنِ زُبَیْرٍ قَالَ اِنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ لِاَنَّهٗ اشْتَرٰی الْمَمَالِیْکَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِثْلَ بَلَالٍ وَعَامِرِیْنَ فُهَیْرَةَ وَغَیْرِهِمَا وَاَعْتَقَهُمْ۔"

کہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس نے غلاموں کو جو اسلام لائے تھے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ جیسے کہ حضرت بلالؓ حضرت عامرؓ بن فہیرہ وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیسواں وعظ

فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤمِنُ بِه وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ و مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰى فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

" فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔"(پ۵)

ترجمہ:- پس قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ نہیں ایمان دار ہو سکتے۔ جب تک اپنے تمام اختلافات میں تجھ کو اپنا حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ تو ان میں کر دے اس کے متعلق اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کریں۔

دوستو اور بزرگو!۔۔۔۔۔السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے: فضائل عمر فاروقؓ

اسلامی دنیا کے درخشندہ ستاروں میں دوسرا نمبر حضرت عمر فاروقؓ کا ہے۔ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے ان کو جو مقام عطا فرمایا ہے۔ وہ پورے صحابہ کرامؓ میں کسی کو بھی عطا نہیں ہوا۔ یہ وہ پاک باز شخصیت ہے جس کو نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اسلام کے غلبہ کے لئے دامن پھیلا کر طلب کیا کہ:

"اَللّٰهُمَّ اَعِزَّا الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ۔"

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب بحار الانوار کتاب السماء والعالم میں ملا باقر مجلسی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔

"رُوِیَ الْعِیَاشِیُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرِ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ۔"

کہ یا اللہ اسلام کو عزت دینے کے لئے ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کو مسلمان کر دے۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمرؓ اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں تلوار پکڑ کر گھر سے نکلا ہی تھا کہ بنو زہرہ کا ایک شخص ملا۔ کہنے لگا آج کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا اگر تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا تو بنی ہاشم اور بنو زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے وہ اس کا بدلہ لے لیں گے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی اس کے دین میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے تو ایک طرف رہنے دو۔ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی بھی اپنا ابائی دین ترک کر کے محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر مجھے سخت غصہ آ گیا۔ میں سیدھا اپنی بہن کے گھر پہنچا اس وقت حضرت خباب بھی گھر میں موجود تھے اور وہ آہستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی خاموش ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے۔ میری بہن اور بہنوئی نے کہا کچھ نہیں بس آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔ کہنے لگے ہاں ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کا دین قبول کر لیا ہے۔ میں نے غصے میں اپنے بہنوئی کو زور سے طمانچہ مارا میری بہن اس کو بچانے کے لئے آگے بڑھی۔ تو میں نے اس کو بھی مارا جس سے وہ زخمی ہو گئی اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ میری بہن نے کہا اے عمر تمہارا دین سچا نہیں ہے اس لئے تو ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کر لیا ہے اب تو ہمیں مار یا چھوڑ اس دین کو ہم کسی صورت بھی ترک نہیں کر سکتے ہیں میں نے کچھ دیر توقف کے بعد کہا اچھا چلو مجھے پھر وہ کتاب دکھاؤ جو تمہارے پاس ہے اور جسے تم پڑھ رہے تھے۔ میری بہن نے کہا :

ایہ پاک کتاب کھلی پاک رحمان نے\
پڑھن بھی اوہو جیہڑے پاک زبان نے\
اوہ نہیں پڑھ دے جیہڑے مشرک انسان نے\
عمرؓ نوں بہن اک دیکا چا مار دی

تم نجس اور ناپاک ہو اور یہ کتاب پاک ہے۔ نجس آدمی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اگر تم نے اسے پڑھنا ہے تو پہلے غسل کرو یا کم از کم وضو کرو۔ چنانچہ میں نے وضو کیا اور کتاب لیکر پڑھنا شروع کی پہلے بسم اللہ پڑھی بسم اللہ پڑھتے ہی میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی پھر سورۃ طہٰ کی تلاوت شروع کی۔

”طٰهٰ ۝ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔" پڑھتا گیا۔ جب اس آیت پر پہنچا:

"اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ۔"

کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اسلئے تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد میں نماز پڑھو۔ تو بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا۔

"اَشْهَدُ اَن لاالٰه الااللّٰه واشهدان محمد الرسول اللّٰه۔"

میری زبان سے کلمہ نکلنا ہی تھا کہ حضرت خبابؓ فوراً اندر سے نکل آئے (جو مجھے دیکھ کر چھپ گئے تھے) اور مجھے کہا اے عمرؓ تمہیں بشارت ہو۔ تیرے سلام کیلئے نبی پاک ﷺ نے دعا کی تھی اور تیرا اسلام قبول کرنا اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ میں نے کہا مجھے نبی پاک ﷺ کے پاس لے چلو آپ اس وقت کوہ صفا کے قریب ایک مکان میں تشریف فرما تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اسی دوران نبی پاک ﷺ پر تمام حالات کے بارہ میں وحی نازل ہو چکی تھی آپ مکان سے باہر تشریف لائے اور میرا دامن پکڑ کر فرمایا۔

اے عمرؓ! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے۔ جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جو ولید بن مغیرہ پر ہوئی۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ ﷺ اس کے سچے رسول ہیں۔

میرا دل چاہتا ہے کہ میں شیعہ حضرات کی کتاب جملہ حیدری سے بھی حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ پیش کرتا جاؤں۔ انہوں نے تو فارسی اشعار میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے۔ مگر میں اس کو اپنی زبان میں بطور ترجمہ پیش کرتا ہوں کہ ابو جہل نبی پاک ﷺ کا سخت دشمن ہو گیا۔ اس کو آپ کے قتل کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہ تھا۔ ایک دن کہنے لگا اگر کوئی شخص محمد ﷺ کا سر کاٹ کر لائے تو میں اس کو ہزار اونٹ ایسے انعام دوں گا جو دو کوہان رکھتے ہوں اور رنگ بھی انکا سرخ ہو گا۔ مصری ریشمی شال اور یمنی چادر کے علاوہ بہت سا سونا بھی دوں گا۔ عمرؓ نے جب اس کی یہ بات سنی اور سیم وزر کی حرص نے جوش مارا تو ابو جہل کو کہا اگر تو قسم کھائے اور اپنی بات پر قائم رہے تو میں آج ہی یہ کام کر آتا ہوں۔ ابو جہل سے پہلے قسم لی اور پھر آپ کے قتل پر آمادہ ہوا۔ جب قتل کرنے کے لئے روانہ ہوا تو کسی نے کہا کہ کیا تجھے خبر نہیں ہے کہ تیری ہمشیرہ مسلمان ہو گئی ہے۔ یہ سن کر آپ ہمیشرہ کے گھر روانہ ہوئے۔ جب گھر کے قریب پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے آواز آ رہی تھی۔ چپکے سے دروازے کو کان لگا کر آواز کو سننے لگے۔ سنا کہ اس کو بہنوئی ایک کلام پڑھا رہا تھا۔ جس کی مثل آپ نے پہلے کلام نہ سنی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے دستک دی ہمشیرہ نے دروازہ کھولا۔ تو حضرت عمرؓ نے داخل ہوتے ہی شور برپا کر دیا اور اپنے بہنوئی سے لڑنے لگے اور اسے گلے سے پکڑ کر اتنا جھنجھوڑا کہ اس کا گلہ گھونٹ کر جان نکلنے لگی۔ ہمشیرہ چلاتی ہوئی دوڑ کر آئی اور کہا اے عمرؓ ہم سے کیا چاہتا ہے خواہ تو خوش ہو یا ناراض ہم نے دین محمدی ﷺ قبول کر لیا ہے۔ اب اگر تو ہمیں جان سے مار بھی ڈالے تو ہم پھر بھی یہ دین نہیں چھوڑیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنی ہمشیرہ سے یہ باتیں سنی کہ اب ہم اس دین سے پھریں گے نہیں تو کہا کہ تم نے محمد ﷺ سے کیا کچھ دیکھا ہے جو اس کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ ہمشیرہ نے کہا خدا کا کلام سنا ہے۔ جو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس لائے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ سچا کلام ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ کلام معجز نما اگر کچھ یاد ہو تو پڑھو۔ ہمشیرہ نے چند آیتیں پڑھیں۔ جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سن کر حضرت عمرؓ حیران ہو گئے اور موم ہو گئے اور اسلام کی محبت میں سرگرم ہو گئے۔ بعد ازاں سب مل کر نبی ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ کے در دولت پر پہنچے تو دروازہ بند تھا' کھڑے ہو گئے ایک مسلمان نے دروازے سے باہر جھانکا تو حضرت عمرؓ تلوار لئے کھڑے نظر آئے۔ اس نے نبی پاک ﷺ کو بتایا اصحاب رسولؐ سن کر بہت متعجب ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ نے کہا ڈرو نہیں دروازہ کھول دو۔ اگر صدق نیت سے آیا تو مبارک اور اگر دل میں کچھ اور خیال ہوا تو اسی تلوار سے جو اس کے پاس ہے' عمرؓ کا سر قلم کر دوں گا۔ جب دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ معذرت کرتے ہوتے قدم بوس ہو گئے۔ حضرت عمرؓ سے آپ ﷺ بغل گیر ہوئے اور ان کو عزت سے بٹھایا تمام اصحابؓ نے مبارک دی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے اسلام سے دین کو مزید قوت حاصل ہو گئی تھی۔

شیعہ کی ایک دوسری کتاب تاریخ تاریخ التواریخ صفحہ ۶۱۶ میں لکھا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی حضور ﷺ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مذہب اسلام قبول کروں یہ کہہ کر کلمہ توحید پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ نبی پاک ﷺ اتنے خوش ہوئے کہ بلند آواز سے تکبیر کہی صحابہؓ نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اور عمرؓ کے استقبال کو باہر نکلے۔ نماز کا وقت آیا تو حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کافر تو لات و عزیٰ کی پرستش ظاہر ہو کر کریں اور ہم خدائے قدوس کی عبادت چھپ کر کریں۔ پھر انہوں نے کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی پاک ﷺ کے دائیں بائیں تھے۔ حضرت علیؓ سامنے اور دوسرے صحابہؓ پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ دوسری طرف کفار قریش منتظر تھے کہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ کو تکلیف دے کر واپس آ رہے ہوں گے۔ جب قریشیوں نے دیکھا کہ وہ تو محمد ﷺ کی حفاظت میں تلوار حمائل کئے ہوئے آ رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو کہنے لگے عمر تمہاری کیا حالت ہے۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے میں رسول خدا پر ایمان لا چکا ہوں اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی نالائقی سے بے جا حرکت کرے گا تو اسی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ پھر یہ شعر پڑھے۔

مَالِی اَرَاکُمْ کُلُّکُمْ قِیَامًا
اَلْکُهْلَ وَالشُّبَّانَ وَالْغُلَامَا
قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ لَنَا إمَامًا
مُحَمَّدًا قَدْ شَرَعَ الْاِسْلَامَا
حَقًّا وَقَدْ یَکْسِرُ الْاَصْنَامَا
نَذُبُّ عَنْهُ الْخَالَ وَالْاَعْمَامَا

کہ کیا وجہ ہے کہ میں تم سب بوڑھوں جوانوں اور بچوں کو یہاں کھڑے دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق خدا نے ہمارے لئے ایک امام مبعوث کیا ہے۔ جس کا نام محمد ﷺ ہے اور اس نے ہمارے لئے سچا دین جاری کیا ہے۔ وہ بتوں کو توڑیں گے اور ہم ان سے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کو دور ہٹا دیں گے۔

کافر یہ اشعار سن کر نہایت غضب ناک ہوئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے بامداد علیؓ ان سے مقابلہ کرکے ان کو کعبہ سے دور ہٹا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے ساتھ مل کر کعبہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔

میرے بھائیو! یہ ہے واقعہ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا جو میں نے آپ کے سامنے شیعہ سنی دونوں حضرات کی کتب سے پیش کیا ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ حضرت عمرؓ کا کیا مقام ہے۔ باقی جتنے بھی صحابہؓ ہیں وہ مسلمان ہوئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ کی دعا کیساتھ آپ نے ان کے اسلام کے بعد ان کو فاروق کا لقب عطا فرمادیا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَهُوَ الْفَارُوْقُ فَرَقَ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔"

(تہذیب الاسما امام نووی ص ٦)

کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمرؓ کے دل و زبان پر رکھ دیا ہے اور وہ فاروق ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ حق و باطل میں اللہ تعالیٰ نے فرق کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ کو اپنا وزیر بنالیا۔ ارشاد فرمایا:

"وَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ جِبْرَائِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَاَمَّا وَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔"

کہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو زمین والوں میں سے ہیں۔ آسمانوں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور زمین والوں میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

میرے بھائیو! حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو دربار رسالت میں کیا مقام اور مرتبہ ملا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ اگر یہ دونوں شخصیتیں بااعتماد نہیں تھیں تو آپ نے ان کو اپنا وزیر کیوں بنایا۔ بھلا کوئی شخص اپنے دشمنوں کو بھی وزارت دیتا ہے۔ وزارت دینا تو درکنار اپنے نزدیک بھی نہیں آنے دیتا۔ نبی پاک ﷺ کو اپنے دونوں ساتھیوں اور وزیروں پر اتنا اعتماد ہے کہ آپ ان کی عدم موجودگی میں انکی طرف سے خود گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی گائے کو ہانک کر لے جارہا تھا کہ وہ چلتے چلتے تھک گیا۔ پھر وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گائے پر سوار ہو گیا۔ تو گائے نے اس شخص کو کہا۔

"اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَةِ الْاَرْضِ۔"

کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے سواری کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوگوں نے یہ بات سنی تو تعجب کیا اور کہنے لگے سبحان اللہ گائے انسانوں کی طرح بول رہی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بھی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اٹھا کر چلتا بنا۔ بکریوں والے کو پتہ چلا تو اس نے دوڑ کر چھڑا لیا تو بھیڑیے نے کہا کل قیامت کے دن ان کا کون محافظ ہوگا۔ جبکہ میرے سوا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اور ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ بھیڑیا باتیں کر سکتا ہے اس واقعہ کے وقت بھی ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ نبی پاک ﷺ کے پاس موجود نہیں تھے۔

دیکھ لیجئے نبی پاک ﷺ کو ان پر کتنا یقین ہے کہ جس پر میرا ایمان ہوگا اس پر ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ کا بھی ایمان ہوگا۔ گویا کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ایمان کو نبی پاک ﷺ نے اپنا ایمان قرار دیا۔ اس حدیث کو سننے کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ایمان دار نہیں تھے تو اس کو پھر اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہئے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس کی شان نزول بھی بیان کروں۔ ایک یہودی اور ایک برائے نام مسلمان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودی کہنے لگا کہ ہم اپنے جھگڑے کا فیصلہ عدالت نبوی سے کروائیں اور برائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام مسلمان نے کہنے لگا نہیں نہیں بلکہ ہم اپنا فیصلہ کعب بن اشرف یہودی سے کروائیں۔ چنانچہ یہودی کے اصرار پر مقدمہ نبی پاک ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ نے دونوں کے بیانات سنے اور محسوس کیا کہ یہودی حق پر ہے۔ یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا مگر وہ مسلمان اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ عدالت نبوی سے باہر آئے تو مسلمان نے کہا چلو اس فیصلہ کی حضرت عمر فاروقؓ سے نظر ثانی کراتے جائیں۔ دونوں حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آئے اور آ کر اپنا مقدمہ پیش کر دیا۔ یہودی نے کہا اے عمرؓ ہم عدالت نبوی سے ہو کر آئے ہیں اور وہاں سے فیصلہ میرے حق میں ہو چکا ہے۔ اب ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو فرمانے لگے کہ تیرے حق میں نبی ﷺ نے فیصلہ کر دیا ہے تو پھر میرے پاس کیا لینے آئے ہو مسلمان کہنے لگا نظر ثانی کے لئے۔ فرمانے لگے اچھا ذرا ٹھہرو میں ابھی نظر ثانی کرتا ہوں اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمانے لگے۔

"هٰذَا قَضَائِي لِمَنْ لَمْ يَرْضَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

کہ جو شخص نبی پاک ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا اس کا فیصلہ عمرؓ کی تلوار ہے۔ مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے نافرمان کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں دینا چاہیئے۔ ادھر حضرت عمرؓ کا اس کو قتل کرنا تھا کہ شور برپا ہو گیا کہ حضرت عمرؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ مقتول کے وارث نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں قصاص دلایئے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا ہے۔ کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ اس نے آپ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا تھا لہٰذا میں نے اسے قتل کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نہایت پریشان ہوئے۔ ہوتے بھی کیوں ناں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ آج قصاص میں وہ عمرؓ دینا پڑ رہا ہے جس کو دعائیں مانگ مانگ کر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔ فوراً آسمان سے وحی آجاتی ہے کہ اے میرے نبی پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عمرؓ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ بالکل ٹھیک کیا ہے میرا بھی آسمانوں پر یہی فیصلہ تھا:

"فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔"

کہ قسم ہے تیرے رب کی اس وقت تک کوئی شخص بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنی ہر لڑائی اور جھگڑے میں تجھے اپنا منصف قاضی اور جج نہ بنا لے۔ پھر زبانی کلامی نہیں بلکہ دل سے تیرے فیصلے کو تسلیم نہ کرے۔

سبحان اللہ کیا ہی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید میں آسمان سے آیت نازل فرما کر بری کر دیا۔

میرے دوستو اور بزرگو! جس کی تائید میں خدا آیتیں نازل فرمائے اور جس کی مرضی کو خدا اپنی مرضی قرار دے۔ مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس کے ایمان کے متعلق زبان درازی کروں۔

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ خود بیان کرتے ہیں کہ تین مقامات پر میرے رب نے میری موافقت کی ہے۔ پہلی اس وقت جب کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم مقام ابراہیم کی جگہ مقرر کرلیں تو کتنا ہی اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی۔

"وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے میرے نبی ﷺ تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرلو۔

دوسری اس وقت تک جب کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کی مجلس میں ہر قسم کے اچھے اور بُرے آدمی آتے رہتے ہیں اور وہاں ازواج مطہرات بھی بیٹھی ہوتی ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ انہیں پردے کا حکم فرمادیں تو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیات نازل فرمادیں۔

اور تیسری اس وقت جب کہ نبی پاک ﷺ کی بیویوں نے نان ونفقہ کے بارہ میں آپ کو پریشان کیا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ اگر ان کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بہتر بیویاں آپ کو عطا فرمادے گا تو اللہ تعالیٰ نے میری گزارش کے مطابق آسمان سے آیت نازل فرمادی۔

"عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ۔"

ایک حدیث میں بدری قیدیوں کے بارہ میں بھی آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا کہ بتاؤ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے میری رائے یہ ہے کہ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ شاید ان میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو اسلام کی دولت سے بھی مالا مال کر دے۔ حضرت عمر فاروقؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میری رائے یہ ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے بلکہ جس مسلمان کا جو رشتہ دار ہے وہ اس کے حوالے کیا جائے اور حکم دیا جائے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔ میرے رشتہ دار مجھے سونپ دیں حضرت علیؓ کو اس کا بھائی عقیل دے دیں اور حضرت حمزہؓ کو اس کے رشتہ دار دے دیں۔ ہم ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں کافروں کی کوئی محبت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواحہؓ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جس جنگل میں لکڑیاں بہت ہوں۔ وہاں ان کو داخل کر کے آگ لگا دی جائے۔

نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی رائے سنی تو خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ بعض کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نرم کر دیتا ہے۔

حتیٰ کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔

اے ابوبکرؓ تمہاری مثال فرشتوں میں میکائیل جیسی ہے جو رحمت کیساتھ نازل ہوتا ہے اور انبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے۔ جنہوں نے کہا تھا:

"وَمَنْ تَبِعَنِي فَاِنَّهٗ مِنِّي وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْم۔"

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا:

"اَنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم۔"

اور اے عمرؓ تمہاری مثال فرشتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسی ہے جو شدت اور عذاب کے ساتھ نازل ہوتا ہے اور انبیاء میں حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے۔ جنہوں نے کہا تھا:

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔"

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے۔ جنہوں نے کہا تھا:

"رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْم۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنو تمہیں اس وقت احتیاج ہے اس لئے ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ ادھر نبی پاک ﷺ نے قیدیوں کو چھوڑا ادھر اللہ پاک نے آیت نازل فرمادی:

”مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔“

کہ میرے نبی پاک ﷺ جو مشورہ عمرؓ نے دیا تھا میرا بھی وہی ارادہ تھا:

”اللّٰه اکبر کبیرا والحمد للّٰه کثیرا۔“

کیا ہی شان ہے عمر فاروقؓ کی جو مشورہ دیں اسی طرح آسمان سے اللہ پاک وحی نازل فرمادے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ ابْنُ الْخَطَّابِ۔“

کہ اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو وہ عمر فاروقؓ ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَااَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ۔“

کہ مجھے پتہ نہیں کہ میں کتنی دیر تم میں زندہ رہوں۔

”فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ۔“

پس تم میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا۔ ایک مقام پر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھیں ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جس طرح انسان کا جسم کان اور آنکھوں سے مزین ہوتا ہے اسی طرح میں ان دونوں سے مزین ہوں۔

اب میں اپنے بھائیوں سے سوال کرتا ہوں جو ان کو ہدف تنقید بناتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر حضرت عمرؓ سچے مخلص مومن نہیں تھے تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میرے بعد اگر کسی کو نبوت ملنی ہوتی تو عمرؓ کو ملتی اگر یہ سچے مومن نہیں تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے کانوں اور آنکھوں کے ساتھ تشبیہ کیوں دی اور اگر یہ سچے مومن نہیں تھے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے بعد ان کی اقتداء کرنے کا حکم کیوں دیا۔

میرے بھائیو! آپ کو ان صحابہ کے متعلق پوری طرح علم ہو چکا تھا کہ یہ میرے مخلص ساتھی ہیں اور میرے فرمان پر عمل کرنے والے ہیں۔ تبھی تو آپ نے ان کو اپنے مقام پر کھڑا کر دیا۔ میں ان کی تعریف کہاں تک کروں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور نبی پاک ﷺ نے اپنے فرامین میں کی ہو۔ حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق اپنے تو اپنے رہے غیر مسلموں نے بھی تعریفی کلمات کہے ہیں۔ ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ اگر دنیا میں حضرت عمر فاروقؓ جیسا ایک اور آدمی پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جاتا۔ آپ عدل وانصاف میں زہد وتقویٰ میں اخلاق حسنہ میں شجاعت بہادری میں اپنی مثال آپ تھے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں وہ سب محاسن اور خوبیاں جمع کر دی تھیں جو کہ ایک صحیح مسلمان میں ہونی چاہئیں۔ باوجود اتنے متقی اور پرہیز گار ہونے کے پھر آخرت کا ڈر سر پر سوار رہتا۔ ساری رات نماز پڑھتے رہتے اور اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ آنسوؤں کی روانی سے چہرہ اقدس پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب قرأت پڑھتے ہوئے۔ ”اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّي وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ“ تک پہنچے تو اتنا روئے کہ لوگ مضطرب ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نماز کی قرأت کرتے ہوئے۔ جب اس آیت پر پہنچے:

”اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس قدر روئے کہ آنکھیں سوج گئیں۔ بعض دفعہ تو لوگوں کو شبہ ہو جاتا کہ اب آپ بچیں گے ہی نہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو اس بات کو غنیمت سمجھتا ہوں کہ آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا دنیا کے تمام لوگ بخش دیئے گئے ہیں۔ تب بھی میرا خوف زائل نہیں ہوگا۔ میں سمجھوں گا شاید وہ بدقسمت انسان میں ہی ہوں گا۔ ان خیالات نے آپ کی معاشی زندگی کو یکسر تبدیل کر دیا تھا۔ باوجود روم اور ایران کے بادشاہ بننے کے پھر بھی فقر وفاقہ کی زندگی کو ہی ترجیح دی۔ لوگ تو محسوس کرتے مگر آپ نے کبھی نہ محسوس کیا۔ قیصرو کسریٰ کے سفیر ملاقات کے لئے آتے تو آپ پیوند لگے لباس کے ساتھ ہی ان کے سامنے جا کر گفتگو فرماتے۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے مل کر کہا کہ اے امیر المومنین! خدا نے آپ کو بہت زیادہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ بادشاہوں کے سفیر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ کم از کم اب ہی آپ اپنی معاشرت تبدیل کرلیں۔ کوئی اچھا سا لباس بنالیں۔ جسے پہن کر آنے والے سفیروں سے ملاقات کیا کریں۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے تم پر تم دونوں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہو کر مجھے دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو۔ اے عائشہؓ تم رسول اللہ ﷺ کی حالت کو بھول گئی ہو۔ جبکہ گھر میں صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا۔ اسی کو آپ دن کے وقت اوپر لیا کرتے تھے اور رات کو نیچے بچھایا کرتے تھے۔ اے حفصہؓ کیا تمہیں یاد نہیں جبکہ ایک رات تم نے آپ کے نیچے بستر دوہرا کر کے بچھا دیا تھا۔ تو آپ رات بھر سوئے رہے۔ صبح اٹھتے ہی فرمایا۔ حفصہؓ یہ تم نے کیا کیا کہ میرے بستر کو دوہرا کر دیا اور میں صبح تک سوتا رہا۔ یاد رکھو! مجھے دنیاوی آسائش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب خلافت کی ذمہ داری قبول فرما چکے تو مسلمانوں کو مسجد نبوی میں اکٹھا کر کے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے مال میں صرف اتنا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جتنا یتیم کے سرپرست کو یتیم کے مال میں ہوتا ہے۔ اگر میں دولت مند ہوا تو کوئی معاوضہ نہیں لوں گا اور اگر تہی دست ہو گیا تو صرف کھانے کا خرچ لوں گا۔

میرے عزیزو! یہ باتیں کون کہہ رہا ہے۔ وہ خلیفہ جس کا نام سن کر قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ آج تو قوم کا خزانہ اور لوگوں کے خون پسینے کی کمائی پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے۔ مگر وہ لوگ بیت المال کا ایک پیسہ بھی ناجائز خرچ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ عمرؓ کے لئے بیت المال سے پہننے کے لئے دو کپڑے حج کے لئے سواری اور اہل عیال کے لئے قریش کے ایک اوسط درجہ کے آدمی کے برابر خرچ کے سوا اور کچھ بھی حلال نہیں ہے۔ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو علاج کے لئے شہد کا استعمال تجویز کیا گیا۔ مسجد نبوی میں سب کو اکٹھا کر کے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔ لوگوں کے حالات معلوم کرتے پھرتے ہیں کہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ جو لوگ محاذ جنگ پر ہوتے تو ان کے گھروں میں جاتے اور ضروریات کی چیزیں مہیا فرماتے۔ اہل فوج کے خطوط آتے تو خود گھروں میں جا جا کر تقسیم کرتے۔ جس گھر میں کوئی پڑھا لکھا نہ ہوتا۔ وہاں خود ہی چوکھٹ پر بیٹھ کر گھر والے جو کچھ لکھواتے لکھ دیتے۔ حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح سویرے مجھے شک گزرا کہ سامنے کے جھونپڑے میں حضرت عمرؓ تشریف فرما ہیں۔ پھر خیال آیا کہ امیر المومنین کا یہاں کیا کام ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں ایک نابینی ضعیف عورت رہتی ہے اور حضرت عمرؓ روزانہ اس کی خبر گیری کے لئے آتے ہیں۔ رات کو لوگ سو جاتے تو بھیس بدل کر بازاروں میں گشت لگا کر لوگوں کے حالات معلوم کرتے۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو حتی الامکان اس کو رفع کرنے کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں چند تاجر آئے اور عید گاہ میں قیام کیا۔ جب کچھ رات کا حصہ گزر گیا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ساتھ لے کر خیموں کے پاس چلے گئے تاکہ رات کو ان کی حفاظت کریں۔ اسی دوران حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی آپ نے اس کی ماں کو کہا کہ بچے کو چپ کراؤ۔ یہ کہہ کر واپس ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بچے نے پھر رونا شروع کر دیا۔ آپ نے پھر آ کر بچے کی ماں کو کہا کچھ خدا کا خوف کر و اس کو چپ کرواؤ۔ تیسری دفعہ جب بچے کی رونے کی آواز سنی تو فرمانے لگے۔ بڑا افسوس ہے تجھ پر تو بچے کو کیوں رلا رہی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے یہ چپ کیوں نہیں ہوتا۔ اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے تیرا کیا مطلب ہے تو جا اور اپنا کام کر تو نے تو مجھے رات گزارنی مشکل کر دی ہے۔ میں اپنے بچے کے دودھ چھڑانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپ نے پوچھا کیوں۔ کہنے لگی جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑے اس وقت تک امیر المومنین وظیفہ نہیں مقرر کرتے۔ آپ نے پوچھا ابھی اس کے دودھ کی مدت کتنے مہینے باقی ہیں۔ عورت نے بتایا کہ اتنے مہینے فرمانے لگے کہ جلدی نہ کرو اور اسے دودھ پینے دے۔

جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو نہایت آبدیدہ ہو کر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے عمرؓ تو نے مسلمانوں کے بچوں کا دودھ قبل از وقت چھڑا کر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ فوراً تمام شہروں میں اعلان کروا دیا کہ کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرے۔ اب سے ہر ایک دودھ پیتے بچے کا بھی وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ علاقہ شام سے واپس آئے تو تنہا ہو کر لوگوں سے حالات دریافت کرنے لگے۔ آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس گئے اور اس سے اس کا حال پوچھا کہ بڑھیا نے کہا اے شخص عمرؓ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ابھی علاقہ شام سے واپس آئے ہیں۔ بڑھیا نے کہا اللہ اس کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے کیونکہ جب سے وہ خلیفہ بنے ہیں۔ آج تک اس نے میری خبر نہیں لی اور ایک پیسہ بھی مجھے نہیں دیا۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا اے بڑھیا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے۔ تجھے چاہئے تھا کہ اس کو اپنے حالات سے آگاہ کرتی۔ بڑھیا نے کہا۔ سبحان اللہ میں یہ نہیں سمجھ سکتی کہ ایک شخص خلیفہ ہو اور اسے یہ خبر نہ ہو کہ میری حکومت میں مشرق سے مغرب تک کیا ہو رہا ہے۔ حضرت عمرؓ بڑھیا کی باتیں سن کر رونے لگے اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر اے عمرؓ تیری رعایا تجھ سے کیسے جھگڑتی ہے۔ آپ نے بڑھیا سے کہا۔ اماں جان تم اپنی دادخواہی کتنے میں فروخت کر کے اپنے دعوئ سے دستبردار ہو سکتی ہے۔ میں عمرؓ کو اس پر راضی کر لوں گا۔ بڑھیا نے کہا اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ فرمانے لگے میں مذاق نہیں کر رہا آخر آپ نے بیس درہم میں اس کی دادخواہی خرید لی۔ اس بڑھیا سے رخصت ہونے والے ہی تھے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ السلام علیکم یا امیر المومنین کہتے ہوئے آموجود ہوئے۔ بڑھیا نے جب امیر المومنین کا لفظ سنا تو بہت پریشانی ہوئی کہ میں نے ان کے سامنے ان کو برا کہا۔ فرمان لگے اماں جان! افسوس نہ کرو تو نے جو کچھ کہا ہے بالکل بجا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوستین کے ایک ٹکڑے پر یہ عبارت لکھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ تحریر اس امر کے متعلق ہے کہ عمرؓ نے فلاں بڑھیا سے اپنی ابتدائے خلافت سے لے کر اب تک اس کی دادخواہی بیس درہم میں خرید لی ہے۔ اب اگر وہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی کے سامنے دعوئ کرے تو میں اس سے بری ہوں۔ علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اس پر گواہ ہیں۔

میرے بھائیو! اسلام کے ان سچے شیدائیوں اور آج کل کے بادشاہوں کا موازنہ کر کے دیکھو تو آپ کو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ آج دعوئ تو یہ ہوتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم غریبوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ مگر کبھی کسی غریب کی خبر نہیں لی کہ وہ اپنے زندگی کے ایام کیسے بسر کر رہا ہے۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ ہمیں بھی کوئی ایسا بادشاہ عطا فرما جو متقی اور پرہیزگار ہونے کے علاوہ تیرا خوف رکھنے والا ہو اور رعایا کا سچا ہمدرد ہو اپنی رعایا کے دکھ کو اپنا دکھ اور رعایا کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے والا ہو۔

خیر میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ راتوں کو گشت لگا کر حالات کا جائزہ لیا کرتے تھے کہ کون کن حالات میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ روضۃ الاحباب میں آپ کا غلام اسلم بیان کرتا ہے کہ ایک رات مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے کہ ایک مکان کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر کان لگا کر کچھ سننے لگے۔ اندر سے ایک عورت اپنی لڑکی کو کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دو تو لڑکی نے کہا تمہیں معلوم نہیں امیر المومنین نے اعلان کروایا ہے کہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ڈالے بڑھیا نے کہا اعلان تو ٹھیک ہوا ہے۔ مگر امیر المومنین اس وقت کہاں ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے کہا امی جان یہ بات ہمارے لئے لائق نہیں ہے کہ ہم ظاہر میں تو ان کی اطاعت کریں اور باطن میں نافرمانی کریں۔ اگر ہمارے اس فعل کو حضرت عمرؓ نہیں دیکھ رہے تو اس کا خدا تو دیکھ رہا ہے؟ حضرت عمرؓ اس لڑکی کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے اسلم اس مکان پر نشان لگا دو۔ چنانچہ صبح ہونے پر آپ نے اس مکان پر آدمی بھیج کر بڑھیا اور اس کی لڑکی کو اپنے دربار میں طلب کیا اور رات والے واقعہ کے بارہ میں دریافت کیا۔ پھر فرمانے لگے اے بڑھیا اگر تو اجازت دے تو میں تیری اس لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے سے نہ کر دوں۔ کیونکہ میں اس کی امانت اور دیانت پر بہت خوش ہوا ہوں۔ چنانچہ اجازت ملنے پر حضرت عمرؓ نے اپنے ایک بڑے بیٹے کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس لڑکی کے بطن سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے کون عمر بن عبدالعزیز؟ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے دور حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے۔

میرے دوستو اور بزرگو! ہم بھی اپنے آپ کو ان کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ دیانت امانت اور خدا خوفی کو اپنائیں۔ تاکہ ہمارا معاشرہ بھی درست ہو سکے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے عدل و انصاف کا ایک واقعہ تاریخ کی مستند کتاب اسد الغابہ سے پیش کروں۔ جس سے آپ کے فضائل اور بھی اچھی طرح اجاگر ہو سکیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مسجد نبوی ہی ایوان حکومت تھا اور اسی میں بیٹھ کر خلیفہ وقت ہر قسم کے صلاح مشورے اور فیصلے کیا کرتے تھے۔ آج تو مساجد کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ اگر مسجد میں ملکی حالات کے متعلق کوئی بات ہو بھی جائے تو کہا جاتا ہے کہ مسجد کا سیاست سے کیا تعلق یہ تو صرف عبادت کیلئے ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ مبارک میں سیاست مسجد سے ہی نکلتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیاست سیکھی تو مسجد سے ہی۔ عمر فاروقؓ نے سیاست سیکھی تو مسجد سے ہی۔ عثمان غنیؓ نے سیاست سیکھی تو مسجد سے ہی۔ علی المرتضیٰؓ نے سیاست سیکھی تو مسجد سے ہی۔ بلکہ فوجی ٹریننگ صحابہ کو دی جاتی تھی تو وہ بھی مسجد میں ہی اور اگر کسی کو گرفتار کر کے لایا جاتا تو اس کیلئے جیل بھی مسجد ہی تھی۔ علیحدہ بات ہے کہ آج لوگوں کی نظروں میں مسجد کی اہمیت گر گئی ہے۔ مگر اسلام نے تو اس کو بڑا اونچا مقام دیا ہے۔ عبادت کے لئے بھی یہ اور سیاست کے لئے بھی یہ۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مسجد نبوی ہی اسمبلی ہاؤس کا کام دیتی تھی اور اسی میں ہر قسم کے صلاح مشورے ہوا کرتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز بھی خلیفہ وقت اسی مسجد میں پڑھایا کرتے تھے۔ غرضیکہ مسجد ہر وقت آنے جانے والوں سے بھری رہتی تھی۔ نبی پاک ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کا مکان مسجد سے متصل واقع تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا پرنالہ مسجد میں گرتا تھا۔ بعض اوقات اس میں سے پانی آتا تو نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد کے احترام اور نمازیوں کے آرام کی خاطر اس پرنالے کو اکھڑوا دیا۔ حضرت عباسؓ مالک مکان اتفاق سے اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت عباسؓ گھر آئے تو یہ دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور فوراً قاضی شہر حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس خلیفہ وقت پر دعویٰ دائر کر دیا۔ اس پر سید الانصار حضرت ابی بن کعبؓ نے دنیا کے سب سے بڑے حکمران کے نام فرمان جاری کر دیا کہ آپ کے خلاف حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہٰذا عدالت میں حاضر ہو کر مقدمے کی پیروی کریں۔

آج کل کوئی بادشاہ ہوتا تو اسی طلبی کو اپنی سخت توہین سمجھتا۔ مگر عرب و عجم کا بادشاہ امیر المومنین نہایت سادگی سے تاریخ مقررہ پر حضرت ابی بن کعب کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ اندر جانے کی اجازت بہت دیر کے بعد ملی۔ کیونکہ حضرت ابی بن کعب نہایت مصروف تھے۔ اتنی دیر حضرات امیر المومنین باہر کھڑے انتظار کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عباسؓ بھی پہنچ گئے۔ مقدمہ پیش ہوا تو حضرت عمرؓ خلیفہ وقت نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر فاضل جج نے روک دیا اور فرمایا کہ مدعی کا حق ہے کہ وہ پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے مہربانی فرما کر آپ خاموش رہیں۔ بات اصولی تھی۔ اس لئے امیر المومنین خاموش ہو گئے اور مقدمے کی کاروائی شروع ہوئی۔

حضرت عباسؓ نے بیان دیا کہ جناب میرے مکان کا پرنالہ شروع سے ہی مسجد نبوی کی طرف تھا۔ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں بھی یہیں رہا اور خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں بھی اسی جگہ رہا۔ مگر اب حضرت عمرؓ نے اسے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ جس سے میرا نقصان ہوا ہے اور تکلیف بھی پہنچی ہے۔ لہٰذا مجھ سے انصاف کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا۔ گھبرائیں نہ آپ کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے امیر المومنین! آپ صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اب فرمائیں حضرت عمرؓ نے کہا پرنالہ میں نے اکھڑوایا ہے۔ اس لئے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا آپ کو دوسرے کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر مداخلت کرنے کا کیا حق تھا۔ آپ نے ایسے کیوں کیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ محترم قاضی صاحب! پرنالہ میں سے بعض اوقات پانی آتا تو چھینٹیں اڑ کر نمازیوں پر جا پڑیں اور کپڑے خراب ہو جاتے۔ اس لئے میں نے ان کی سہولت کی خاطر پرنالہ اکھڑوا دیا اور اس معاملہ میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں کوئی برا کام نہیں کیا۔

حضرت ابی کعب نے حضرت عباسؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا فرمایئے آپ ان کے جواب میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے کہا جناب نبی پاک ﷺ نے میرے لئے خود اپنی مبارک چھڑی سے زمین پر نشان لگائے اور میں نے انہی نشانات پر اپنا مکان بنوایا۔ جب مکان بن چکا تو یہ پرنالہ آپ نے اپنے حکم سے اس جگہ رکھوایا۔ فرمایا کہ میرے کندھوں پر کھڑے ہو جاؤ اور پرنالہ یہاں لگا دو۔ میں نے ادباً انکار کیا۔ مگر آپ نے بہت اصرار فرمایا۔ چنانچہ آپ نیچے کھڑے ہو گئے اور میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ یہاں لگا دیا تھا جہاں سے امیر المومنین نے اکھاڑ پھینکا ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عباسؓ کو کہا کیا آپ اس واقعہ کا کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے کہا ایک دو نہیں بلکہ کئی گواہ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت ابی کعب نے کہا اچھا پھر پیش کیجئے تا کہ ابھی فیصلہ کر دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عباسؓ باہر گئے اور چند انصار صحابہؓ کے ساتھ واپس آئے۔ جنہوں نے شہادت دی کہ ہمارے سامنے نبی پاک ﷺ نے حضرت عباسؓ کو اپنے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ گواہی ختم ہوتے ہی دنیا کا ایک عظیم حکمران (جواب تک آنکھیں نیچے کئے سامنے کھڑا تھا) آگے بڑھا اور حضرت عباسؓ سے کہنے لگا۔ اے ابوالفضل (حضرت عباسؓ کی کنیت تھی) خدا کیلئے میرا قصور معاف کر دیجئے۔ مجھے ہرگز علم نہ تھا کہ نبی پاک ﷺ نے خود یہ پرنالہ لگوایا تھا ورنہ بھول کر بھی مجھ سے یہ فعل سرزد نہ ہوتا۔ بھلا میری کیا مجال تھی کہ آپ کے لگوائے ہوئے پرنالہ کو اکھڑواتا۔ یہ جو کچھ ہوا لاعلمی سے ہوا اور اب اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر پرنالے کو اسی جگہ لگا دیں۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا یا امیر المومنین انصاف کا یہی تقاضا ہے۔ آپ کو اسی طرح ہی کرنا چاہئے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کو شکست دینے والا جرنیل نہایت مسکینی سے دیوار کے ساتھ کھڑا ہے اور حضرت عباسؓ اس کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ نصب کر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! دنیا بھر کی تاریخ ٹٹول مارو۔ کوئی شخص قیامت تک اس قسم کی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ اپنے مطاع کی اطاعت و محبت عدل و انصاف اور مساوات کا حیران کن واقعہ پیش کر سکے۔

جب پرنالہ نصب ہو چکا تو حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کے کندھوں سے نیچے کود پڑے اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ جو کچھ ہوا ہے۔ اس حق کے لئے ہوا ہے جو واقعی میرا تھا۔ اب جبکہ آپ کے انصاف کی وجہ سے وہ حق مجھے مل چکا ہے تو میں اس بے ادبی کی معافی چاہتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے مکان کو خدا کی راہ میں وقف کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ اسے گرا کر مسجد نبوی میں شامل کر لیں تا کہ تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو جو تکلیف ہوتی ہے۔ کسی حد تک دور ہو جائے اور میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ نیکی قبول فرمائے آمین۔

آپ اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کس طرح عدل و انصاف سے کام لیا۔ خود نیچے کھڑے ہوئے اور حضرت عباسؓ کو اپنے اوپر چڑھا کر پرنالہ نصب کروا کے دنیا کے سامنے ایک مثال قائم کر دی۔

یہ سارا کام کس چیز کا نتیجہ تھا۔ صرف اور صرف تقویٰ پرہیز گاری اور خدا خوفی کا۔ آج شیعہ حضرات اس متقی پرہیز گار شخصیت کے بارہ میں غلط قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی نہیں تھا۔ (نعوذ باللہ)

میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر حضرت عمرؓ ایمان دار نہیں تھے تو پھر قیامت تک کوئی شخص بھی ایمان دار نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا ایمان دار کہے اور فرمائے۔ ”اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا“ کہ یہی پکے سچے مومن تھے۔ ان کو تو تم دائرہ اسلام سے خارج قرار دو اور تم جو رات دن خدا رسول کی مخالفت کرو اپنے آپ کو مومن کہلواؤ۔ یہ عجیب منطق ہے۔ میں پوری شیعہ دنیا سے سوال کرتا ہوں کہ اگر حضرت عمرؓ ایمان دار نہیں تھے۔ تو حضرت علیؓ نے اپنی لخت جگر حضرت ام کلثومؓ کا نکاح انؓ سے کیوں کیا؟ اور حضرت عمرؓ ایمان دار نہیں تھے تو نبی پاک ﷺ نے ان کی لڑکی حضرت حفصہؓ سے نکاح کیوں کیا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صریح حکم ہے۔ ”لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ“ کہ مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو۔

نبی پاک ﷺ کا حضرت حفصہؓ سے نکاح کرنا اور حضرت عمرؓ کو اپنا خسر بنانا اور حضرت علیؓ نے اپنی لڑکی حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ کیساتھ نکاح کرنا اور حضرت عمرؓ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا داماد بنانا۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ ان کو پکا سچا مومن سمجھتے تھے۔

میرے بھائیو! ذرا انصاف کرو۔ خسر قائمقام باپ کے ہوتا ہے۔ جیسے باپ واجب التعظیم ہوتا ہے ایسے خسر بھی واجب التعظیم ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ حضرت عمرؓ کو بُرا کہتے ہیں۔ وہ گویا رسول اللہ ﷺ کے باپ کو برا کہتے ہیں۔ اب خود ہی سوچ لیں کہ نبی پاک ﷺ کے باپ کو بُرا کہنے والوں کا قیامت کو کیا حال ہوگا اور وہ نبی ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔

اس سے ایک قدم آگے ذرا چلئے کہ اگر حضرت عمرؓ ایمان دار نہیں تھے تو ان کے فتح کئے ہوئے ملک ایران کے شاہ ایران کی بیٹی جو کہ مال غنیمت میں آئی تھی۔ وہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسینؓ کے لئے کیوں قبول کی۔ کیونکہ ایک کافر یا منافق کی فتوحات کا مال غنیمت ایک متقی اور پرہیز گار مسلمان کے لئے کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ پھر شاہ ایران کی بیٹی شہر بانو کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے ہوا اور ان کے بطن سے حضرت زین العابدین پیدا ہوئے۔ اگر حضرت عمرؓ شہر بانو حضرت امام حسینؓ کو نہ دیتے تو حضرت زین العابدین کا وجود کبھی بھی ظہور پذیر نہ ہوتا اور نہ ہی ان کی پشت سے سادات پیدا ہوتے خدا کی قسم قیامت تک پیدا ہونے والے سید حضرت عمرؓ کے مرہون منت ہیں اور قیامت تک اس احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے۔

یاد رکھو! چاند کی طرف تھوکنے سے تھوک اپنے منہ کی طرف ہی آتا ہے۔ تم لوگ حضرت عمرؓ کو جتنا مرضی برا کہہ لو تمہارے کہنے سے وہ برُے نہیں ہو چلے۔ جب کہ خداتعالیٰ نے ان کو بلند مراتب سے نوازا ہے اور خبر دی ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَاللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفَائِزُوْنَہ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ۔"

کہ ان کا میرے ہاں بڑا اونچا مقام ہے اور یہ لوگ اپنی مراد کو پہنچے والے ہیں اور میں ان کو اپنی رحمت اور رضا مندی کا سرٹیفکیٹ دیتا ہوں کہ یہ لوگ بہشتوں میں ابدی عیش حاصل کریں گے۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں نے جنت میں ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا "لمن هذا" کہ یہ محل کس کا ہے۔ تو مجھے کہا گیا۔ "لعمر ابن الخطاب" کہ یہ حضرت عمر فاروقؓ کا ہے۔ "فَارَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ" میں نے ارادہ کیا کہ اندر داخل ہو کر محل کو دیکھوں تو مجھے اس میں ایک لڑکی نظر آ گئی جس پر مجھے تیری غیرت یاد آ گئی اور میں اندر نہ گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں نے آپ سے بھی غیرت کرنی تھی۔ ہمیں جو بھی مقام ملا ہے صرف آپ کی وجہ سے ہی ملا ہے۔ آپ اندر جا کر ضرور محل کو دیکھ لیتے۔

میرے بھائیو! حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نبی پاک ﷺ کے ایسے ساتھی تھے جو زندگی بھر بھی آپ سے جدا نہ ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی دعا تھی :

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔"

کہ یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرمانا اور اپنے نبی کے شہر میں ہی موت دینا۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہو گئی اور آپ پر عین حالت نماز میں ابولؤلؤ مجوسی نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ جس سے آپ شہید ہو گئے اور پھر با اجازت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پہلو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سلا دیئے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آخر میں میں ایک بات کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ شیعہ حضرات حضرت علیؓ کو افضل و برتر ثابت کرنے کیلئے ایک دلیل یہ دیا کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں شہید ہوئے۔ مگر ان کو یہ علم نہیں کہ صہر نبی ﷺ اور داماد علیؓ حضرت عمرؓ کو یہ سعادت شہادت بدرجہ اولیٰ حاصل ہے کیونکہ حضرت علیؓ نماز پڑھنے کیلئے جا رہے تھے کہ مسجد کے دروازہ پر ان پر قاتلانہ حملہ ہوا اور حضرت عمرؓ پر عین حالت نماز میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ حضرت علیؓ کوفہ میں شہید ہوئے اور حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ کو کافر نے للکار کر تلوار ماری اور حضرت عمر فاروقؓ پر چپکے سے بزدلانہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس وقت حملہ کیا گیا جبکہ آپ محو نماز تھے۔ حضرت علیؓ کو ابن ملجم جس نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس نے شہید کیا اور حضرت عمر فاروقؓ کو ایک آتش پرست مجوسی نے شہید کیا۔ جو کافر پیدا ہوا کافر ہی رہا اور کافر ہی مرا۔ حضرت علیؓ کو ظالم نے اس لئے قتل کیا کہ اس کے زعم میں آپ کے قتل سے مسلمانوں میں خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور حضرت عمرؓ کو اس لئے شہید کیا گیا کہ ان کی شہادت سے فتوحات اسلام اور اشاعت اسلام رک جائے گی۔ حضرت علیؓ خوارج کی بے ادبی کے خوف سے چپکے سے کہیں دفن کر دیئے گئے اور حضرت عمر فاروقؓ کو خاص حجرہ مقدسہ میں نبی پاک ﷺ کے پہلو میں جگہ ملی۔

پہلو مصطفےٰ ﷺ میں بنا آپ کا مزار
یار نبی ﷺ مر کر بھی دم بھر جدا نہ ہوا

اب آپ خود ہی ایک دوسرے کے مقام کا اندازہ لگائیں کہ کس کا مقام کس سے اعلیٰ ہے۔ یہاں میرے کسی بھائی کو کوئی غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ حضرت علیؓ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) ہم حضرت علیؓ کو ان کے مقام سے گراتے نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے آدمی کو کافر سمجھتے ہیں جو ان کی توہین کرتا ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھو۔ کسی کی تعریف اس طرح نہ کرو کہ دوسرے کی توہین ہو۔ ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ علی المرتضیٰؓ سب اپنی اپنی جگہ صاحب رسول اور بامرتبہ شخصیتیں ہیں۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ

با مرتبہ ہیں یاران نبی ہے فرق مراتب چاروں میں

ان میں سے ہر ایک کی عزت کرنا اور جنتی سمجھنا ہمارے ایمان کا جز ہے اور ان میں سے کسی ایک کی توہین کرنا اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے۔

بس اس طرح سمجھئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ آپ ﷺ کے خسر ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کے داماد ہیں۔ جس طرح داماد نبی ﷺ صاحب مرتبہ ہیں۔ اسی طرح خسر نبی بھی صاحب مرتبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

"واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قرآن کی روشنی میں

وہ آیات جو حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔

۱۔ ''مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔'' (پ اسورۃ بقرۃ)

ترجمہ:- جو شخص خدا کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

سبب شان نزول:- ابن حاتم نے بروایت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلی بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہنے لگا کہ جبرائیل علیہ السلام فرشتہ جس کا ذکر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا:

''مَنْ كَانَ عَدُوٌّ اللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔''

کہ جو شخص خدا کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ پس انہی الفاظ میں نبی پاک ﷺ پر آیت نازل ہوگئی۔

ایک دوسری روایت میں اس آیت کا شان نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں یہودیوں کے مجمع میں کبھی کبھی چلا جایا کرتا تھا اور دیکھتا رہتا تھا کہ کس طرح تورات قرآن کی اور قرآن تورات کی تصدیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ یہودی بھی مجھ سے محبت ظاہر کرنے لگے۔ ایک دن میں نے ان کو خدا وحدہ لاشریک کی قسم دے کر پوچھا کہ تم نبی پاک ﷺ کو رسول مانتے ہو یا نہیں تو سب خاموش ہو گئے۔ اس پر ان کے سب سے بڑے عالم نے کہا کہ جب تمہیں اتنی بڑی قسم دے کر پوچھا ہے تو ہم بتلاتے کیوں نہیں۔ یہودیوں نے کہا آپ ہمارے بڑے ہیں اس لئے آپ ہی جواب دیں۔ چنانچہ یہودیوں کے عالم نے کہا۔ جناب ہم دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے پاس وحی لے کر جو فرشتہ آتا ہے وہ جبرائیل علیہ السلام ہے اور وہ تنگی سختی اور عذاب کا فرشتہ ہے۔ ہم اس کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں ہاں اگر وحی لے کر حضرت میکائیل علیہ السلام آتے تو ہم ضرور تسلیم کر لیتے۔ کیونکہ وہ رحمت اور شفقت کا فرشتہ ہے۔ میں نے کہا مجھے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جو ان میں سے کسی کا دشمن ہوگا۔ خدا بھی اس کا دشمن ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کے دشمن سے میکائیل علیہ السلام دوستی نہیں رکھ سکتے اور میکائیل علیہ السلام کا دشمن جبرائیل علیہ السلام کا دوست نہیں ہو سکتا۔ سنو جو شخص خدا کا دشمن ہو اس کے فرشتوں اس کے رسولوں اور جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا خدا بھی دشمن ہے یہ کہہ کر میں چلا آیا۔ نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ اے ابن خطاب مجھ پر ابھی یہ وحی آئی ہے:

”مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔“

تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ بعینہ یہی باتیں میں یہودیوں سے کہہ کر آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں اس کو پیش کرنے آیا ہوں۔ مگر میرے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی خبر پہنچا دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

۲۔ "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔" (پ اسورۃ بقرہ)

ترجمہ:- اور مقام ابراہیم کو تم اپنی نماز کی جگہ مقرر کرلو۔

سبب شان نزول:- حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے جب بیت اللہ شریف کا طواف کرلیا تو میں نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کرکے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہی ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تو میں نے کہا پھر ہم اس کو اپنی نماز کی جگہ کیوں نہ مقرر کرلیں۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا۔

"وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔"

نوٹ:- مقام ابراہیم علیہ السلام وہ پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف تعمیر کررہے تھے۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات ابھی تک موجود ہیں اور ہر حاجی اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرکے آتا ہے۔

۳۔ "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔" (پ۲ سورۃ بقرہ)

ترجمہ:- حلال کردی گئی واسطے تمہارے راتیں روزوں کی رغبت کرنا طرف اپنی عورتوں کی وہ لباس ہیں تمہارا اور تم لباس ہو ان کے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے۔ اپنی جانوں سے پس معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے پس اب مباشرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو ان سے اور طلب کرو اسکو جو لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے۔

سبب شان نزول: رمضان شریف کی ابتداء میں کھانا پینا اور عورتوں سے جماع کرنا سونے سے پہلے پہلے جائز تھا۔ سو گیا تو پھر خواہ رات کو جاگ ہی پڑے۔ مگر کھانا پینا اور جماع کرنا ناجائز ہو جاتا تھا۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے سو جانے کے بعد اپنی بیوی صاحبہ سے مجامعت کر لی۔ پھر حسرت و ندامت کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آ کر اپنے اس قصور کا اقرار کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مغرب کے بعد سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رمضان شریف کی راتوں میں کھانے پینے اور جماع کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔

۴۔ "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔" (پ۲ سورۃ بقرہ)

ترجمہ:- سوال کرتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے۔ لوگوں کو اس سے دنیوی فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

سبب شان نزول:- شراب کی حرمت کی آیت جب نازل ہوئی۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا یا اللہ تو اس کو واضح طور پر بیان فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ" نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ دونوں چیزیں ہم پر حرام نہیں کی گئیں۔ بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ ان میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فوائد بھی ہیں۔ چنانچہ شراب پیتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دعا کی کہ یا اللہ اس کو اور بھی واضح کر کے بیان فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی۔" (پ۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نازل فرمادی۔ یہ آیت پہلی آیت سے ذرا زیادہ سخت تھی۔ پھر ہر نماز کے وقت پکارا جانے لگا کہ نشے والے لوگ نماز کے قریب نہ آئیں۔ چنانچہ لوگوں نے نمازوں کے ٹائم تو شراب پینا چھوڑ دی۔ مگر آگے پیچھے پیتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دعا کی کہ الٰہی شراب کی حرمت اس سے بھی واضح طور پر بیان فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دفعہ صریح حکم نازل فرمادیا:

”يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔“ (پ سورۃ مائدہ)

کہ اے مسلمانوں شراب اور جوئے کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ شراب خوری جوئے بازی بت پرستی اور فال کے تیر شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے بچتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو جائے۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب خوری اور جوئے بازی کی وجہ سے تم میں عداوت اور بغض ڈال دے اور یاد الٰہی اور نماز سے غافل کر دے۔ تو کیا اب بھی تم باز نہیں آؤ گے؟

اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے اے ہمارے رب ہم اس سے رک گئے۔ ہم اس سے رک گئے۔

۵۔ ”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔“ (پ۵ سورۃ النساء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:۔ پس قسم ہے تیرے رب کی یہ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں تجھے اپنا منصف نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ تو ان میں کر دے اسکے متعلق اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ محسوس کریں اور راضی خوشی اسے تسلیم کر لیں۔

سبب شان نزول:۔ ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک نام نہاد مسلمان کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ ہم اپنے جھگڑے کا فیصلہ محمد رسول اللہ ﷺ سے کروا لیں مگر مسلمان راضی نہ ہوا۔ کہنے لگا آپ سے نہیں بلکہ کعب بن اشرف یہودی سے کروائیں۔ چنانچہ یہودی کے اصرار پر نبی پاک ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ نے دونوں کے بیانات سن کر یہودی کو حق پر سمجھتے ہوئے فیصلہ اس کے حق میں دے دیا۔ آپ سے جب علیحدہ ہوئے تو مسلمان کہنے لگا مجھے آپ کا فیصلہ منظور نہیں ہے چلو حضرت عمر فاروقؓ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمرؓ میری حمایت کریں گے کیونکہ میں مسلمان ہوں اور اس یہودی کے خلاف ڈگری دے دیں گے کیونکہ یہ کافر ہے۔ چنانچہ دونوں ہی حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آ گئے اور اپنا مقدمہ پیش کر دیا۔ ساتھ ہی یہودی نے یہ بتا دیا کہ جناب ہم پہلے عدالت نبوی سے ہو آئے ہیں اور وہاں سے فیصلہ میرے حق میں ہو چکا ہے۔ مگر اس نے تسلیم نہیں کیا۔ اب مجھے آپ کے پاس لایا ہے تاکہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے اچھا نبی پاک ﷺ کے فیصلہ کے بعد اب تم مجھ سے فیصلہ کروانے آئے ہو؟ اٹھے اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کا سر قلم کر دیا اور فرمانے لگے۔

”هٰذَا قَضَائِیْ لِمَنْ لَّمْ يَرْضَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

کہ جو شخص نبی پاک ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی گردن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تن سے جدا کر دی جائے۔ جب اس قتل کی اطلاع اس کے رشتہ داروں کو ہوئی تو وہ نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ عمرؓ نے ہمارے آدمی کو ناحق قتل کر دیا ہے لہٰذا ہمیں قصاص دلائیے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے ایک مسلمان کو ناحق کیوں قتل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ مسلمان نہیں تھا۔ بلکہ منافق تھا کیونکہ اس نے آپ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اب نبی ﷺ کو بہت فکر لاحق ہوئی۔ کیونکہ قصاص میں حضرت عمرؓ کو قتل کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً آسمان سے یہ آیت نازل فرمادی کہ اے میرے نبی عمرؓ نے جو فیصلہ کیا ہے میرا بھی وہی فیصلہ ہے۔ جو شخص آپ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا اس کو قتل ہی کر دینا چاہئے۔

۶۔ "كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ۔" (پ ۹ انفال)

ترجمہ:۔ جیسے کہ نکالا تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے ساتھ حق کے اور بیشک ایک جماعت مومنوں کی اسے ناپسند کرتی تھی۔

سبب شان نزول:۔ جس وقت نبی ﷺ نے جنگ بدر کے سلسلہ میں مشورہ لیا تو حضرت عمرؓ نے نکلنے کا ہی مشورہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی آیت نازل فرمادی۔

۷۔ "مَاكَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔" (پ ۱۰ سورۃ انفال)

ترجمہ:۔ نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں قیدی رکھے جب تک اچھی طرح خون ریزی نہ کرلے ملک میں تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب شان نزول :- بدر کے قیدیوں کے بارہ میں نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے۔ بتلاؤ ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری رائے یہ ہے کہ ان سے درگزر کر لی جائے اور فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ جس جنگل میں درخت کثرت سے ہوں وہاں ان کو داخل کر کے آگ لگا دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا مشورہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے فدیہ لے کر سارے قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ جیسے حضرت عمر فاروقؓ کہہ رہے تھے۔ ویسے ہی آپ کو کرنا چاہئے تھا۔

۸۔ "وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ كَافِرُوْنَ۔" (پ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ :- اور ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کیساتھ کفر کیا ہے اور مرتے دم تک فاسق ہی رہے ہیں۔

سبب شان نزول :- عبداللہ بن ابی کے فوت ہوتے پر اس کا بیٹا حضرت عبداللہؓ (جو کہ مخلص مومن تھا) نبی ﷺ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے باپ کے کفن کیلئے آپ اپنا پہنا ہوا قمیض عنایت فرما دیجئے آپ نے دے دیا۔ پھر اس نے جنازہ پڑھانے کی بھی درخواست کی۔ تو آپ نے اپنی رحیمانہ عادت کے پیش نظر قبول فرمائی جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھانے کیلئے نکلے۔تو حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ شخص منافق اور دشمن اسلام تھا اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بات کو منظور نہ فرمایا اور اپنی رحم دلی سے جنازہ پڑھادیا۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

۹۔ "سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ۔"

(پ ۲۸ سورۃ منافقون)

ترجمہ:۔ ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔بے شک اللہ تعالیٰ فاسق نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

سبب شان نزول:۔ طبرانی میں بروایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمانے لگے۔تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا۔

"سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ۔"

یارسول اللہ ﷺ ان کیلئے بخشش مانگنا نہ مانگنا برابر ہے۔اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے یہی الفاظ بصورت آیت نازل فرمادیئے۔

۱۰۔ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔"

(پ ۱۸ سورۃ مومنون)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:- البتہ تحقیق ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہم نے ہڈیاں بنا دیا پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر ایک اور ہی پیدائش میں پیدا کر دیا' برکتوں والا ہے وہ خدا جو سب سے اچھی پیدائش کرنے والا ہے۔

سبب شان نزول:- حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تخلیق انسان کے بارہ میں آیات اتریں تو میری زبان سے بے ساختہ "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔" کے الفاظ نکل پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی یہی الفاظ نازل فرما دیئے۔

۱۱۔ "سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔"

ترجمہ:- خدایا تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

سبب شان نزول:- حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کے سلسلہ میں نبی پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تو آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے ساتھ آپ کا نکاح کس نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو حضرت عمرؓ کہنے لگے اگر حضرت عائشہ میں کوئی عیب ہوتا تو کیا خیال آپ کا رب آپ کو اس سے آگاہ نہ کرتا۔ خدا کی قسم یہ تو سب کچھ حضرت عائشہ پر ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے یہی الفاظ نازل فرما دیئے۔

۱۲۔ "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ" مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔" (پ۲۲ سورۃ احزاب)

ترجمہ:- اور جب تم نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب شان نزول :- نبی ﷺ کے پاس آپ کے گھر میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے اور آپ کی ازواج مطہرات پاس بیٹھی ہوتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں کوئی کیسا ہوتا ہے اور کوئی کیسا ہے۔ اس لئے یہ میرا خیال ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم فرمادیں۔ حضرت عمرؓ کا یہ مشورہ دینا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پردے کا حکم نازل فرمادیا۔

۱۳۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔" (پ ۱۸ سورۃ نور)

ترجمہ :- اے ایمان والوں اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سبب شان نزول :- حضرت عمرؓ ایک دن سوئے ہوئے تھے کہ آپ کا غلام بے دھڑک بغیر اجازت اندر چلا آیا۔ آپ کو بہت برا محسوس ہوا اور دعا کی کہ یا اللہ بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا حرام فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی دعا کو شرف قبولیت فرماتے ہوئے آیت استیذان نازل فرمادی۔

۱۴۔ "عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ۔" (پ ۲۸ سورۃ تحریم)

ترجمہ :- اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمادے گا۔

سبب شان نزول :- ازواج مطہرات نے ایک دفعہ متحد ہو کر آپ سے نان ونفقہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگی کی شکایت کی اور اپنے کچھ مطالبات پیش کیے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے مطالبات کہاں سے پورے کروں۔ آپ ان سے ناراض ہو گئے اور ایک ماہ کیلئے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو پتہ چلا تو گئے اور جا کر کہنے لگے:

"عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ۔"

اگر تم باز نہ آؤ گی تو نبی ﷺ تم کو طلاق دے دیں گے اور خدا ان کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت عمرؓ کے کہے ہوئے الفاظ اتنے پسند آئے کہ انہی الفاظ پر آیت نازل فرما دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیئسواں وعظ

فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔" (پ ۲۶ سورۃ فتح)

ترجمہ:- یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا۔ جب کہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لیا۔ اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس ان پر تسلی نازل فرمائی اور ان کو فتح قریب عطا فرمائی۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے کہ فضائل حضرت عثمان غنیؓ

حضرات! خلفاء راشدین جن کی سنت کو نبی پاک ﷺ نے اپنی سنت قرار دیا ہے۔ ان میں حضرت عثمان غنیؓ کا تیسرا نمبر ہے۔ ان کا شمار بھی ان پاک باز شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ جن کو احادیث میں عشرہ مبشرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ بنوامیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور یہ خاندان بنی ہاشم خاندان سے انتہائی زیادہ رقابت رکھتا تھا۔ چونکہ نبی پاک ﷺ بھی ہاشمی خاندان سے تھے۔ اس لئے بنوامیہ رقابت کی وجہ سے آپ کی بھی مخالفت کرتے رہے۔ نبی پاک ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت عثمان غنیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت پر اپنے سارے خاندان کو چھوڑ کر دائرہ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہو گئے۔ اگر سوچا جائے تو اس وقت ان کا اپنے خاندان کو چھوڑ کر تن تنہا اپنے مخالف کیمپ بنی ہاشم میں چلے آنا انتہائی جرأت کا کام تھا۔ مگر انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت عثمان غنیؓ کا واقعہ قبول اسلام اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عثمان غنیؓ اپنے گھر آئے تو ان کی خالہ سعدیٰ بنت کریز ان کے گھر بیٹھی ہوئی تھی۔ (جو کہ ایک مشہور کاہنہ تھی) اس نے حضرت عثمان غنیؓ کو آتے ہی کہا اے عثمان تجھے خوش ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ تیرے مقدر میں کئی خوشیاں لکھی جا چکی ہیں۔ جن کو تو عنقریب حاصل کرنے والا ہے۔ تجھے بھلائی سے نوازا جائے گا اور برائی سے بچایا جائے گا۔ خدا کی قسم تیرے نکاح میں ایک ایسی خوبصورت پاک باز عورت آئے گی۔ جو اس شخص کی بیٹی ہوگی۔ جو دنیا کا عظیم ترین انسان ہوگا اور ایسے شخص سے تیرا رشتہ استوار ہوگا۔ جس کے ساتھ تیرا تذکرہ باعث افتخار ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ کہنے لگے مجھے اپنی خالہ کی باتوں پر بہت تعجب ہوا تو وہ کہنے لگی۔

”یاعثمان لک الجمال ولک اللسان ھذا النبی معہ البرھان ارسلہ بحقہ الدیان وجاءہ التنزیل والفرقان فاتبعہ لاتغتالک الاوثان۔“

اے عثمانؓ تو ایک خوبصورت نوجوان ہے اور اچھی گفتگو کرنے والا ہے۔ اس نبی محمد ﷺ کی رسالت پر دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سچا دین دے کر مبعوث کیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حق و باطل میں فرق کرنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ لہذا اس کی پیروی کر اور بت پرستی کو چھوڑ دے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے کہا خالہ جان تو مجھے ایسے شخص کی پیروی کے متعلق کہہ رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جو یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تھا اور حضرت عثمان غنیؓ کو اس کا علم نہیں ہوا تھا تو خالہ نے کہا۔

"مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ رَسُوْل" مِنْ عِنْدِاللّٰهِ جَآءَ بِتَنْزِيْلِ اللّٰهِ يَدْعُوْا بِه اِلَى اللّٰهِ۔"

محمد رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو چکے ہیں اور لوگوں کو اس کے دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ پھر کہنے لگی۔

"مِصْبَاحُه' مِصْبَاح' وَدِيْنُه' فَلَاح' وَقَرْنُه' قِطَاح' ذَلَّث لَه' الْبِطَاحُ مَايَنْفَعُ الصِّيَاحُ لَوْ وَقَعَ الذِّبَاحُ وَسُلَّتِ الصِّفَاحُ وَمُدَّتِ الرِّمَاحُ۔"

کہ اس رسول کا ستارہ مقدر درخشندہ ہے۔ اس کے دین میں عوام کے لئے نجات ہے اور اگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا اور ایک زبردست قوت کا مالک بنے گا۔ اس کے سامنے بڑی بڑی حکومتیں سرنگوں ہوں گی اور اس کے دشمنوں کو سوائے ناکامی کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا۔ اگرچہ وہ کتنی ہی قربانیاں دیں اور کتنے ہی مسلح ہو کر آئیں۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ گفتگو سن کر حیرانی کے عالم میں گھر سے نکلا تو اچانک مجھے حضرت ابوبکر صدیقؓ مل گئے۔ میں نے تمام واقعہ ان سے بیان کیا۔ تو وہ مجھے کہنے لگے۔ اے عثمانؓ تو عقلمند آدمی ہو کر حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ بزرگوں کے مجسمے جن کی عبادت ہماری قوم کر رہی ہے۔ سوائے بے حس پتھروں کے اور ہیں ہی کیا؟ نہ وہ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تمہاری خالہ نے جو کچھ کہا ہے۔ بالکل ٹھیک کہا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کو دنیا کی رہنمائی کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرما دیا ہے۔ اگر تو ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو چل میرے ساتھ چنانچہ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے عثمانؓ فرمان الٰہی کو قبول کرو اور یقین رکھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کو ہدایت سکھانے کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضرت عثمان غنی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن کر بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے قبول اسلام کا علم جب ان کے چچا حکم بن ابی العاص کو ہوا تو اس نے ان کی مشکیں باندھ کر ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے نیا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس لئے جب تک اس نئے مذہب کو چھوڑو گے نہیں اس وقت تک میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا۔ چچا خدا کی قسم میں مذہب اسلام کو کبھی بھی ترک نہیں کروں گا۔ خواہ میری جان کیوں نہ چلی جائے۔ چنانچہ ان کے چچا نے جب آپ کو اسلام پر مستحکم اور مستقل پایا تو مجبور ہو کر قید سے آزاد کر دیا۔ بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ ان کا چچا ان کو کھجور کی بنی ہوئی چٹائی میں لپیٹ کر اوندھے منہ درخت سے باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دے کر اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتا۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے رضا الٰہی کی خاطر یہ تکلیف برداشت کر لیتے۔ مگر اسلام کو چھوڑنا گوارہ نہ کرتے۔

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی پاک ﷺ کے ہاں اتنا مقام حاصل کیا کہ آپ نے اپنی لخت جگر حضرت رقیہؓ کا ان سے نکاح کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ لیجئے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا خاندان چھوڑا اور نبی پاکؐ نے شرف دامادی بخش دیا۔ کیا یہ تھوڑی خوش قسمتی ہے؟ جو لوگ حضرت عثمان غنیؓ میں عیب نکالتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر حضرت عثمان غنیؓ برے ہوتے یا ان کے ایمان میں کوئی شک ہوتا تو محمد رسول اللہ ﷺ اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کیوں کرتے؟

آج ہم اپنی لڑکی کا نکاح کرنے کیلئے تو دین دار لڑکا تلاش کریں۔ تو کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے بغیر سوچے سمجھے ان سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ کیا آپ نے ان کی شرافت اور دین نہ دیکھا؟ خدارا کچھ تو عقل و ہوش سے کام لو۔

یاد رکھئے! نبی پاک ﷺ کا حضرت عثمان غنیؓ سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا حضرت عثمان غنیؓ کے صاحب مرتبہ ہونے کیلئے یہی ایک دلیل کافی ہے۔ تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے تکلیفیں تو برداشت کر لیں۔ مگر اسلام کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا۔ پھر نبی پاک ﷺ کی اجازت سے اپنے جان و ایمان کی حفاظت کے لئے دوسرے مسلمان صحابہؓ کے ساتھ اپنی بیوی سمیت ہجرت فرما کر حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان غنیؓ وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے رضائے الٰہی کے لئے ہجرت کی ہے۔ چنانچہ ملک حبشہ میں رہتے ہوئے انہوں نے ایک دن یہ افواہ سنی کہ نبی پاک ﷺ نے کفار مکہ سے کچھ شرائط پر سمجھوتہ کر لیا ہے۔ تو یہ پھر مکہ مکرمہ آ گئے۔ یہاں آنے پر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ بلکہ مسلمانوں کو پہلے سے بھی زیادہ پریشان کیا جا رہا ہے۔ پھر انہوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ چلے آئے۔

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کا خدا تعالیٰ کے راستہ میں دین اسلام کی خاطر دو دفعہ ہجرت کرنا۔ یہ بھی ان کے ایمان کی ایک بین دلیل ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر ان کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ جنگ بدر میں شریک تو نہیں ہو سکے۔ مگر ان کو اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدر میں شمار کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب معرکہ بدر پیش آیا تھا اس وقت ان کی بیوی حضرت رقیہؓ بیمار تھی اور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم گھر رہ کر اپنی بیوی کی تیمارداری کرو۔ میرے حکم سے تمہارا گھر رہ کر اپنی بیوی کی تیمارداری کرنا ایسے ہی ہے۔ جیسے کہ تم نے غزوہ بدر میں شرکت کر لی ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے ادھر جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ادھر حضرت عثمان غنیؓ کی بیوی اس دنیا فانی سے انتقال فرما گئی۔ جب حضرت رقیہؓ کو دفن کیا جا رہا تھا۔ اس وقت قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ حضرت عثمان غنیؓ کو دوہرا غم پہنچا۔ ایک بیوی کے فوت ہو جانے کا اور دوسرا پہلی اسلامی جنگ میں شمولیت کی اجازت نہ ملنے کا۔ نبی پاک ﷺ جنگ سے واپس لوٹے تو جہاں دوسرے مجاہدین کو مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ وہاں حضرت عثمان غنیؓ کو بھی عطا فرمایا۔ پھر آپ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی ان سے کر دیا۔ تاکہ مال غنیمت کے ملنے سے جنگ میں شمولیت نہ کرنے کا غم اور دوسری بیٹی کے نکاح سے پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کا غم دور ہو جائے۔

میرے دوستو اور بزرگو! اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ نبی پاک ﷺ کے ہاں حضرت عثمان غنیؓ کا کتنا مقام ہے۔ آج اگر حضرت علیؓ کو داماد رسول ہونے کی وجہ سے صاحب فضیلت سمجھا جاتا ہے۔ تو اس کو صاحب فضیلت کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ جس کو داماد رسول اللہ ﷺ ہونے کا دوہرا شرف حاصل ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے سوا اور کسی شخص کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے نکاح میں کسی نبی کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آئی ہوں۔ (اسی مناسبت کی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمان کی دوسری بیوی حضرت ام کلثوم کا بھی انتقال ہوگیا۔ تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عثمانؓ میری اگر چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تیرے ساتھ کر دیتا۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں ایک غلط فہمی کا بھی ازالہ کرتا جاؤں۔ بعض دوست یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی۔ جس کا نام حضرت فاطمہؓ ہے اور اس کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا ہے۔

یادرکھئے! نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ اس بات کی شہادت شیعہ کتب سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ان کی مستند کتاب حیات القلوب صفحہ ۷۱۸ باب ۱۵ جلد دوم مطبع نول کشور میں لکھا جاتا ہے۔ بسند معتبر از حضرت صادقؒ **روایت کردہ است** کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہؓ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہؓ وام کلثومؓ ورقیہؓ و زینبؓ فاطمہؓ زوجہ علیؓ و زینبؓ زوجہ ابوالعاص وام کلثوم ورقیہؓ زوجہ عثمانؓ۔

کہ معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی وہ طاہرؓ قاسمؓ فاطمہؓ ام کلثومؓ رقیہؓ اور زینبؓ ہیں۔ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے نکاح میں حضرت زینبؓ ابوالعاص کے نکاح میں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں تھیں۔

تو ہاں میری گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے۔ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ یہ بھی مقام عثمان غنیؓ کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہے۔ وہ اس طرح کہ ۶ھ میں نبی پاک ﷺ نے ذوالقعدہ کے مہینہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو چودہ سو صحابہ کرامؓ بھی آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ عمرہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ مدینہ منورہ تقریباً چار میل باہر ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر احرام باندھا اور عصر کی نماز قصر سے ادا کی اور پھر چل پڑے جب مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو اہل مکہ کو بھی آپ کی آمد کا علم ہو گیا۔ انہوں نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ آپ نے اسی جگہ قیام فرمالیا۔ اتنے میں قریش مکہ کی جانب سے بدیل بن ورقہ خزاعی اپنے چند ساتھیوں سمیت نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کی آمد کا مقصد دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور تم دیکھ بھی رہے ہو کہ ہم احرام میں ہیں اور قربانی کے اونٹ ہمارے ساتھ ہیں۔ لہذا تم سے لڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بدیل یہ سن کر واپس ہو گیا اور قریشیوں سے کہنے لگا کہ تم ناحق بدظنی میں مبتلا ہو۔ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی لڑنے کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف زیارت بیت اللہ کے لئے آئے ہیں۔ مگر چند فتنہ پسند لوگوں نے کہا کہ ہم انہیں زیارت کیلئے بھی مکہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دیں گے۔ نبی پاک ﷺ نے کافی سوچ بچار کے بعد ارادہ کیا کہ حضرت عمرؓ کو قریشیوں کے پاس بھیجا جائے۔ تاکہ وہ ان کو یقین دلائے کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اہل مکہ کے پاس جانے کا کوئی انکار نہیں ہے۔ مگر بطور مشورہ گزارش ہے کہ آپ حضرت عثمان غنیؓ کو بھیج دیں۔ کیونکہ میرے قبیلہ کا وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ جو کہ اس سلسلہ میں میری حمایت کرے اور حضرت عثمان غنیؓ کے قبیلہ کے کئی آدمی ہیں۔ جو بااثر بھی ہیں اور حضرت عثمان کی اس سلسلہ میں حمایت بھی کریں گے۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان غنیؓ کو بطور قاصد ابوسفیان کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی سب سے پہلے ابان بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید سے ملاقات ہوئی ابان نہیں فوراً اپنی امان میں لے کر ابوسفیان اور دوسرے قریشی سرداروں کے پاس پہنچا اور نبی پاک ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ سردار کہنے لگے عثمانؓ تمہیں اجازت ہے۔ تم خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو ہم طواف کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا کہ اگر میرے نبی ﷺ کو طواف کی اجازت نہیں ہے تو پھر عثمان بھی طواف نہیں کرے گا۔ یہ سن کر اہل مکہ بڑے غضب ناک ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ میں ہی روک لیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے روکے جانے کی وجہ سے یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ خبر سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ جب تک ہم عثمانؓ کا بدلہ نہ لے لیں گے۔ اس وقت تک ہم واپس نہیں جائیں گے۔ آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرامؓ نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں مر مٹنے کی بیعت کر لی۔ ادھر بیعت ہوئی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ آیت نازل فرما دی۔

”لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَا يِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔“

کہ اے میرے نبی ﷺ جن لوگوں نے درخت کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں ان سب سے راضی ہوگیا ہوں۔ یہ آیت اترنے کے بعد نبی پاک ﷺ نے سوچا کہ جن صحابہؓ نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ ان سے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا ہے۔ اب کیوں نہ حضرت عثمان غنیؓ کو بھی اس بیعت میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو کھڑا کر کے فرمایا میرے صحابہؓ یہ میرا دایاں ہاتھ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے اس دائیں ہاتھ پر اپنا بایاں ہاتھ رکھ کر حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منسوب کر کے خود بیعت کی اور کہا یا اللہ جس طرح تو ان بیعت کرنے والوں سے راضی ہوا ہے۔ اس طرح حضرت عثمان سے بھی راضی ہو جا۔

شیعہ کتب میں بھی اس واقعہ کی تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۵۱ میں لکھا ہے۔

"فَلَمَّا انْطَلَقَ عُثْمَانُ لَقِيَ اَبَانُ ابْنُ سَعِيْدٍ فَتَاَخَّرَ عَنِ السَّرجِ فَتَحَمَّلَ عُثْمَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَدَخَلَ عُثْمَانُ فَاَعْلَمَهُمْ وَكَانَتِ الْمُنَاقَشَةُ فَجَلَسَ سَهْلُ ابْنُ عَمْرٍو وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَبَسَ عُثْمَانَ فِي عَسْكَرِ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمسلمين وَضَرَبَ صَلْعَم بِاَحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى لِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰى لِعُثْمَانَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَاَحَلَّ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاكَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ اَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَاكُنْتُ لَاَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ بِهٖ۔"

اس عبارت میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود بیعت کی۔ تو مسلمانوں نے کہا۔ "طُوْبٰى لِعُثْمَانَ" کہ عثمان کتنا خوش قسمت ہے کہ اس کا طواف کعبہ بھی ہو گیا اور سعی صفا مروہ بھی۔ نبی پاک ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سن کر فرمایا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ عثمانؓ ہمارے بغیر طواف کر لے۔ چنانچہ جب حضرت عثمانؓ آئے۔ تو آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے کعبہ کا طواف کیا ہے تو حضرت عثمانؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ میں آپ ﷺ کے بغیر طواف کعبہ کر لیتا۔

میرے بھائیو! آپ اس عبارت سے اندازہ لگائیں کہ نبی پاک ﷺ نے کتنے اعتماد سے اس بات کی شہادت دی کہ عثمان غنیؓ ہمارے بغیر طواف نہیں کرے گا۔ آپ کی یہ شہادت کیا حضرت عثمان کے پختہ ایمان دار ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ پھر ہوا بھی اسی طرح جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کے بغیر طواف ہی نہیں کیا۔

میں صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے درخواست کروں گا کہ اگر تم اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر اس آیت کو بغور پڑھو تو تمہارے دل سے غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔

میرے عزیزو! اس آیت کا تو ایک ایک لفظ صحابہ کرامؓ کے فضائل کو روز روشن کی طرح واضح کر رہا ہے۔ دیکھئے "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ" کہہ کر سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان دار ہونے کی گواہی دی۔ پھر "فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ" سے اس کی تاکید فرمادی کہ میں نے ان کے دلوں کو جان لیا کہ وہ پکے سچے اور مخلص مومن تھے۔ اگر وہ منافق ہوتے تو کبھی بھی اس سفر میں ساتھ نہ آتے اور کبھی بھی بیعت نہ کرتے۔ پھر "فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ" فرما کر ان کے دلوں کو تسلی دی۔ تاکہ بلا خوف وخطر دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ مقام غور ہے کہ جن کے دلوں کو جانتے ہوئے خدا تعالیٰ مومنین کے لقب سے نوازے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتو ہم مومن نہ سمجھیں اور رات دن خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے اپنے آپ کو مومن سمجھیں یہ عجیب انصاف ہے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ کا خدا اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جنگ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو چندہ کی ترغیب دی تو حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں ایک سو اونٹ بمع ساز و سامان پیش کرتا ہوں۔ آپ نے پھر اپیل کی تو حضرت عثمان نے دو سو اونٹ بمع ساز و سامان کی پیش کش کر دی۔ آپ نے تیسری دفعہ اپیل کی تو حضرت عثمان غنیؓ نے تین سو اونٹ بمع ساز و سامان دینے کا وعدہ فرمایا۔ نبی ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور فرمایا اے عثمانؓ آج کے عمل کے بعد اگر تو دوسرا کوئی عمل بھی نہ کرے گا۔ تو یہی تجھے جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ“۔

یا اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

ایک دفعہ خلافت صدیقی میں قحط پڑ گیا۔ غلہ کہیں سے بھی دستیاب نہ ہوتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آ گئے۔ تاجروں نے کئی گنا نفع دے کر مال خرید لینا چاہا۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ نے انکار کر دیا اور سارے کا سارا غلہ مدینہ منورہ کے فقراء اور مساکین میں فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس خدا نے مجھے دولت عطا فرمائی ہے۔ کیوں نہ میں اس کے راستے میں دل کھول کر خرچ کروں۔ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لئے ساری زمین آپ نے ہی خرید کر دی اور وہ کنواں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے قبضہ میں تھا اور وہ مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتے تھے، خرید کر وقف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے گھروں میں اکثر اوقات ضروری اشیاء بھجوا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ میں کچھ اوصاف ہی اس قسم کے پیدا فرما دیئے تھے کہ صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بعد ان کو ہی سب سے افضل قرار دیا کرتے تھے۔

احادیث کے مطالعہ سے بھی آپ کو حضرت عثمان غنیؓ کا تیسرا نمبر ہی نظر آئے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ پر راضی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جب بھی ان کا ذکر کیا جاتا تو اکٹھا ہی کیا جاتا اور اسی ترتیب سے کیا جاتا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر صدیقؓ ہیں اور سب سے زیادہ خدا کے دین پر سختی سے عمل کرنے اور کروانے والے عمر فاروقؓ ہیں اور سب سے زیادہ حیا والے عثمان غنیؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میں نے ایک میزان دیکھا ہے۔ اس کے ایک پلے میں مجھے بٹھایا گیا اور دوسرے پلے میں میری ساری امت کو بٹھایا گیا۔ تو میرا پلہ بھاری رہا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ کا وزن کیا گیا۔ تو وہ میرے بعد ساری امت سے وزنی ہوئے۔ پھر عمر فاروقؓ کا وزن کیا گیا۔ تو وہ ابوبکر صدیقؓ کے بعد ساری امت سے وزنی ہوئے۔ پھر عثمان غنیؓ کا وزن کیا گیا۔ تو وہ عمر فاروقؓ کے بعد ساری امت سے وزنی ہوئے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی تو پہلے نبی پاک ﷺ پتھر اٹھا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے اور بنیاد میں رکھا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ لائے۔ پھر عمر فاروقؓ لائے اور پھر عثمان غنیؓ لائے اور بنیاد رکھ دیا۔ ایک دن نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ جوش مسرت سے حرکت کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا۔

"اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ" وَصِدِّیْقٌ" وَشَهِیْدَانِ۔"

کہ اے احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

تو خیر اس قسم کی بے شمار روایات ہیں۔ جن میں حضرت عثمان غنیؓ کا تیسرا مقام ہی نظر آتا ہے۔ حتی کہ خلافت میں بھی آپ تیسرے نمبر پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کا ہر مقام پر تیسرا نمبر یہ کوئی اپنی طرف سے نہیں تھا۔ بلکہ من جانب اللہ تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ پر ابولولو مجوسی نے نماز میں حملہ کر کے جب زخمی کر دیا۔ صحابہ کرامؓ نے درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی جانشین مقرر فرما دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ بوجھ اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ ہاں میں ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دیتا ہوں۔ ان میں سے جسے چاہو تین دن کے اندر اندر اپنا خلیفہ منتخب کر لینا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان چھ آدمیوں کی کمیٹی مقرر کر دی اور خود جام شہادت نوش فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) صحابہ کرامؓ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے۔ تو مجلس مشاورت کا اجلاس بلایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی اپنے سے بہتر آدمی کے حق میں دستبردار ہو جائے۔ تاکہ چھ کی بحث تین میں محدود ہو جائے۔ اس پر اتفاق کیا گیا۔ حضرت زبیرؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کے حق میں حضرت طلحہؓ حضرت عثمانؓ کے حق میں اور حضرت سعدؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بھی اپنا نام واپس لے لیا اور مشورہ دیا کہ تم دونوں میں سے بھی ایک آدمی اپنا حق دوسرے کو دیتے ہوئے اس کے حق میں دستبردار ہو جائے اور اسے خلیفہ تسلیم کر لے۔ تاکہ معاملہ خود بخود ہی ختم ہو جائے۔ مگر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خاموش رہے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو کہنے لگے کہ ہم یہ فیصلہ آپ پر ہی ڈالتے ہیں اور اپنا حکم تسلیم کرتے ہیں۔ آپ جس کے حق میں فیصلہ دیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دونوں سے علیحدہ علیحدہ اقرار لیا کہ اگر تمہیں خلیفہ بنایا جائے تو عدل و انصاف سے کام لو گے؟ دونوں نے اقرار کیا۔ پھر یہ مجلس برخاست ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرداً فرداً تمام مقتدر صحابہ کرامؓ سے ان کی رائے معلوم کی پھر حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اگر تمہارے علاوہ کوئی اور خلیفہ ہو تو وہ کون ہونا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ اگر تمہارے سوا کوئی اور خلیفہ ہو تو وہ کس کو ہونا چاہیے تو حضرت عثمانؓ نے کہا حضرت علیؓ کو۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

”ثُمَّ نَهَضَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَسْتَبْشِرُالنَّاسَ فِیْهِمَا وَیَجْمَعُ رَاْیَ الْمُسْلِمِیْنَ بِرَاْیِ رُؤُسِ النَّاسِ وَاَقْیَادِهِمْ جَمِیْعًا وَاَشْتَاتًا مَثْنٰی وَفُرَادٰی وَمُجْتَمِعِیْنَ سِرًّا وَّجَهْرًا حَتّٰی خَلَصَ اِلَی النِّسَآءِ الْمُخَدَّرَاتِ فِیْ حِجَابِهِنَّ وَحَتّٰی سَاَلَ الْوِلْدَانَ فِی الْمَكَاتِبِ وَحَتّٰی سَاَلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّرِدُ مِنَ الرُّكْبَانِ وَالْاَعْرَابِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فِىْ مُدَّةِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا فَلَمْ يَجِدِ اثْنَيْنِ يَخْتَلِفَيْنَ فِىْ تَقَدُّمِ عُثْمَانَ اِلَّا مَايُنْقَلُ عَنْ عَمَّارٍ وَالْمِقْدَادِ اِنَّهُمَا اَشَارَبِعَلِّيْ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔"

کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے لوگوں سے مشورہ لینا شروع کیا۔ عوام الناس اور سرداروں کی رائے بھی لی۔ ان کو اکٹھا کر کے اور علیحدگی میں بھی ان سے دریافت کیا۔ عوام سے فرداً فرداً بھی اور جہاں وہ اکٹھے ہوئے وہاں بھی پوچھا۔ حتیٰ کہ پردہ نشین عورتوں سے سکول کے طلبہ سے اور دیہات سے آنے والے سواروں سے بھی مشورہ لیا۔ متواتر تین دن اور تین راتیں یہ سلسلہ جاری رکھا۔ مگر ایک دو آدمیوں نے بھی حضرت عثمان غنیؓ سے اختلاف نہ کیا۔ البتہ حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کا مشورہ دیا۔

چنانچہ جب چوتھا دن طلوع ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تمام لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور منبر نبوی ﷺ پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے اور کافی دیر تک کھڑے دعا کرتے رہے۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ میں نے خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں تم سب لوگوں کی رائے معلوم کی ہے۔ وہ رائے یا تو حضرت عثمانؓ کے حق میں ہے یا حضرت علیؓ کے حق میں۔ پھر حضرت علیؓ کو اپنے پاس منبر کے قریب بلایا اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر دریافت کیا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو کہ اگر تمہیں خلیفہ بنایا جائے تو تم کتاب و سنت کے مطابق اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے طریقہ کے مطابق حکومت کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں اپنی کوشش کے مطابق جتنا ہو سکا عمل کروں گا۔ پھر حضرت علیؓ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے بھی یہی کلمات پیش کیئے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی یہی جواب دیا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر ممکن کتاب و سنت اور طریقہ شیخین پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آسمان کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ الفاظ کہے کہ اے اللہ تو گواہ رہ جو بوجھ میری گردن پر تھا۔ وہ میں نے حضرت عثمانؓ کی گردن پر ڈال دیا ہے۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت علیؓ نے اور پھر تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ ابن سعدؓ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ہمارا موجودہ امیر دیگر تمام لوگوں سے بہتر ہے۔ ہم آپ کی پیروی اور حکم کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے بارہ سال خلافت کی۔ پہلے چھ سال تو بڑے امن سے گزرے لوگوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ کچھ اس قسم کا تھا کہ کسی کو شکایت کا موقعہ ہی نہ ملا۔ بلکہ وہ حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ لوگوں کی نظروں میں محبوب و مقبول ہو گئے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے مزاج میں ذرا سختی تھی اور حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں سختی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ حضرت عثمانؓ خلافت پر فائز ہوتے ہی اپنی رعایا پر مہربانیاں کرنے لگے۔ نرمی کا برتاؤ کرتے اور کسی کو سزا دینے میں بھی عجلت سے کام نہ لیتے۔ چھ سال کے بعد پھر آپ نے اپنے رشتہ داروں کو حکومت میں شریک کر لیا اور ان کو گورنری کے ممتاز عہدوں پر فائز کر دیا اور اپنے قریبوں کو مال و دولت سے خوب نوازا۔ جب اس بات کا اعتراض کیا گیا تو کہنے لگے کہ بحکم خداوندی میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بڑی ترقی عطا فرمائی۔ بے شمار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک فتح ہوئے میں چاہتا ہوں کہ ان فتوحات کا بھی اشارتاً ذکر کرتا جاؤں۔

۲۴ھ یکم محرم کو ان کو حکومت ملی اور یہ سال انتظامی امور کی دیکھ بھال میں ہی گزر گیا۔

۲۵ھ میں روم اور اس کے گرد و نواح کے سب علاقے فتح ہو گئے۔

۲۶ھ میں افریقہ اندلس جزیرہ قبرص اور روڈوس فتح ہوئے۔

۲۹ھ میں فارس فتح ہوا۔

۳۰ھ میں طبرستان کا علاقہ اسلام کے زیر اقتدار آیا۔

۳۱ھ میں شاہ کسریٰ یزدگرد کے مارے جانے سے حکومت کسریٰ کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔

۳۲ھ میں چینی روسی ترکستان کے چھوٹے چھوٹے شہروں کے علاوہ مرو طالقان فاریاب جوزجان طخرستان بلخ اور بخارا جیسے اہم مرکزی شہر اسلامی حکومت کے زیر اقتدار آ گئے۔ ان عظیم فتوحات کے علاوہ اپنے دور خلافت میں بیت اللہ شریف کی مسجد کو وسعت دی۔ مسجد نبوی ﷺ کی بھی توسیع کی اور اس کی عمارت کو پتھر اور مضبوط چونے سے تعمیر کرایا لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کیا اور مصحف نبوی ﷺ جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع کروایا تھا اس کی نقلیں تیار کروا کے سارے ملکوں میں پھیلا دیں۔ جمعہ کی دوسری اذان کا بھی اضافہ کیا۔ کیونکہ مدینہ منورہ کی آبادی کافی حد تک بڑھ گئی تھی اور لوگوں کو صحیح وقت کا علم نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے خطبہ سے کچھ دیر پہلے زوراء کے مقام پر اذان دینے کا حکم فرمایا۔

۳۳ھ میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ جو کہ یہودیوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔ انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسلمانوں کے ہاتھوں اسلام کی ترقی دیکھی تو بڑا اسٹپٹائے اور سوچا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں میں افراق وانتشار پیدا کیا جائے۔تاکہ اسلامی فتوحات ختم ہو جائیں۔ چنانچہ یہودیوں کا سرغنہ عبداللہ بن سبا اپنے اس مشن کی تکمیل کیلئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مدینہ منورہ آیا اور مسلمانوں میں رہنے سہنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کے اندرونی حالات کا جائزہ لینے لگا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد پھر یہ بصریٰ چلا گیا اور اپنے آپ کو محبت آل رسول ﷺ ظاہر کر کے لوگوں کے دلوں میں فاسد خیالات اور غلط عقائد پیدا کرنے لگا۔ کیونکہ اس نے سمجھا کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مقابلہ فوجوں سے نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کے مقابلہ کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جن عقائد اسلامیہ کی وجہ سے مسلمانوں میں اتحاد اور قوت جہاد پیدا ہوتی ہے۔ ان کو مسخ کر دیا جائے اور ذہنی غلط فہمیوں میں مبتلا کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑوا کر ان کی طاقت کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے امتحاناً لوگوں کے سامنے یہ عقیدہ پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ کہنے لگا حیرانگی کی بات ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے تو قائل ہیں۔ مگر ان سے افضل نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دوبارہ آنے کے قائل نہیں ہیں! رسول اللہ ﷺ دراصل فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ روپوش ہو گئے ہیں۔ آپ دوبارہ دنیا میں آ کر اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں گے۔ چنانچہ اس کے اس نئے عقیدے کو چند عجمی مسلمانوں نے جہالت کی وجہ سے قبول کر لیا۔ تو ایک اور عقیدہ ان کے سامنے پیش کر دیا کہ جس طرح نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس طرح امامت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ جس طرح نبی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اسی طرح امام بھی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ گویا کہ نبوت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت میں صرف نام کا ہی فرق ہے۔ کہنے لگا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور وصی یوشع بن نون تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے وزیر اور وصی حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔ بعض اوقات تو امامت کو نبوت سے بھی اونچا مقام دے کر رازدارانہ طور پر لوگوں کے سامنے حضرت علیؓ کی کرامت پیش کر کے کہتا کہ دراصل وہ انسانی شکل میں خدا ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے رفتہ رفتہ یہ کہنا شروع کر دیا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کے سوا دوسروں کو خلیفہ بنا کر بڑی سخت غلطی اور حق تلفی کی ہے۔ عوام کو اپنے کئے کی تلافی اب اس طرح کرنی چاہیے کہ موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کر کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنا دیا جائے۔ (یہ عبارات غنیۃ الطالبین اور البدایہ والنہایہ سے اخذ کی گئی ہیں)

چنانچہ عبداللہ بن سبا جن سیاسی منصوبوں کو لے کر نکلا تھا۔ نہایت حزم و احتیاط سے ان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے رات دن کوشش کرتا رہا اور کافی حد تک وہ اپنے اس پروگرام میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اس کے کامیاب ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مقتدر صحابہ کرامؓ اس دنیا فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جن میں حضرت ابی بن حارثؓ حضرت عبداللہ بن کعبؓ حضرت عبداللہ بن مظعونؓ حضرت عباس بن ظہیرؓ حضرت مسعود بن ربیعہؓ حضرت معمر بن ابی السرحؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت سراقہ بن مالکؓ حضرت ابواسید ساعدیؓ حضرت اوس صامتؓ حضرت حرث بن نوفلؓ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ حضرت زید بن حارثہؓ حضرت معاذ بن عمرو بن جموعؓ حضرت معیقیب بن ابی فاطمہؓ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ اور حضرت نعیم بن مسعودؓ اشجعی قابل ذکر ہیں۔

تو خیر عبداللہ بن سبا کے اس فتنہ کا علم جب حاکم بصرہ عبداللہ بن عامرؓ کو ہوا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ کہنے لگا میں یمن سے آیا ہوں اور یہودی مذہب سے متنفر ہو کر اسلام کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ کی رعایا بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم فتنے باز آدمی ہو اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے ان میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن سبا نے اس ڈانٹ کے بعد بصرہ میں رہنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے خاص الخاص ساتھیوں کو ہدایات دینے کے بعد کوفہ چلا گیا۔ کوفہ میں پہلے ہی کچھ باغیانہ ذہن کے آدمی موجود تھے۔ اس لئے وہاں اسے اپنی شرارتوں کو کامیاب بنانے کا اچھا موقعہ مل گیا۔

میرے بھائیو! کوفہ ایک ایسی سرزمین ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ یہاں فتنے پیدا ہونگے۔ چنانچہ دیکھیے کربلا کا افسوس ناک واقعہ کوفیوں کے ہاتھوں کوفہ میں ہی ہوا۔ حضرت علیؓ کی شہادت بھی کوفہ میں ہی ہوئی۔ خارجیوں کے فتنے بھی یہاں سے ہی ابھرتے رہے۔ اس لئے عبداللہ بن سبا کو اس سرزمین کی فضا بڑی سازگار موافق آئی اور اس نے اپنے زہد و اتقا کا چکر دے کے لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا لیا۔ کوفہ کے گورنر حضرت سعید بن عاصؓ کو اس کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو بلا کر خوب سرزنش کی۔ چنانچہ یہاں بھی یہ اپنے کارکنان کو ہدایات دے کر علاقہ شام میں چلا گیا۔ شام میں اس وقت حضرت امیر معاویہؓ گورنر تھے۔ یہاں اسے اپنے منصوبے میں کامیابی نظر نہ آئی۔ تو یہ مصر چلا گیا اور اپنے سابقہ تجربہ کی بناء پر بڑی احتیاط اور رازداری سے کام کرنے لگا اور ساتھ ساتھ بصرہ اور کوفہ میں رہنے والے اپنے ساتھیوں کو خفیہ پیغامات سے ہدایات دیتا رہا۔ غرضیکہ اس نے مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہ کر وہ کام کیا جو دوسری کسی جگہ بھی نہ کر سکا۔ اپنے احباب میں اس نے ایک خفیہ کام کرنے والا گروہ مرتب کیا اور بظاہر مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے خود کو ایک محب اہل بیت کہنے لگا۔ چنانچہ مصر سے اس نے بصرہ اور کوفہ کے ساتھیوں سے خط وکتابت کرتے ہوئے۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مصر کوفہ اور بصرہ کے حاکموں کے خلاف شکایات لکھ کر خلیفہ وقت حضرت عثمان غنیؓ کے پاس مدینہ منورہ بھجوانی شروع کر دیں اور ساتھ ہی بصرہ والوں کو مصر و کوفہ سے اور مصر والوں کو کوفہ و بصرہ سے خطوط پہنچنے شروع ہو گئے کہ حاکم ظالم ہیں۔ اس طرح اس نے اپنی سازشوں کا ایسا جال بچھایا کہ رعایا کو ایسے معلوم ہونے لگا کہ ہر طرف ظلم وتشدد کا دور دورہ ہے اور خلافت عثمانی میں کہیں امن نہیں رہا۔ حضرت عثمانؓ تک جب یہ اطلاعات پہنچیں تو انہوں نے کچھ آدمیوں کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ جنہوں نے آ کر ان سب اطلاعات کی تردید کی اور کہا کہ رعایا پر کسی جگہ بھی ظلم تشدد نہیں ہو رہا۔ ہاں البتہ کوفہ کے چند شر پسند لوگ ایسی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔

میرے بھائیو! عبداللہ بن سبا کی تمام کارستانیوں کو بیان کرنے سے بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس کام کیلئے وہ یہودی گھر سے نکلا تھا اس میں وہ کامیاب ہو گیا اور لوگوں کے دلوں میں حضرت عثمانؓ کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر دیئے۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کیلئے برسرپیکار ہو کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو جب ان کے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے ان کو اس ظلم سے باز رکھنے کی انتہائی کوشش کی مگر وہ کسی طرح بھی باز آنے پر رضامند نہ ہوئے اور انہوں نے خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا کہ تم چاہتے کیا ہو۔ کہنے لگے کہ میں اس قمیض کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔ کبھی بھی نہ اتاروں گا۔ مطلب یہ تھا کہ میں خلافت سے دستبردار نہیں ہونگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ اے عثمانؓ

”لَعَلَّ اللّٰه يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ۔“

شاید اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک قمیض پہنائے۔ اگر لوگ تجھ سے یہ قمیض اتروانے کی کوشش کریں۔ تو اس کو اتارنا نہ۔ چنانچہ بلوائیوں نے محاصرہ میں اور بھی سختی پیدا کر دی اور حضرت عثمانؓ کا گھر سے نکلنا بند کر دیا اور پانی کا جانا بھی روک دیا۔ چند دن تو اس طرح گزر گئے۔ مگر جب تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو آپ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمانے لگے کہ کیا تم میں علیؓ موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا نہیں پھر پوچھا کیا تم میں سعدؓ موجود ہیں۔ جواب ملا کہ نہیں تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فرمانے لگے کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جو میرا پیغام علیؓ تک پہنچا دے کہ وہ ہمیں پینے کیلئے پانی مہیا کر دیں۔ چنانچہ ایک دردمند آدمی نے حضرت علیؓ تک یہ پیغام پہنچا دیا۔ تو حضرت علیؓ نے تین مشکیزے پانی کے بھر کر روانہ کئے جو کہ بڑی مشکل سے کئی آدمی زخمی ہونے کے بعد حضرت عثمانؓ تک پہنچے۔ پھر حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ لوگ دروازہ توڑ کر حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کیلئے اندر داخل ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو کہا کہ تم دونوں مسلح ہو کر حضرت عثمان غنیؓ کے دروازہ پر پہرہ دو تا کہ کوئی بلوائی اندر نہ جا سکے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو پہرے کے لئے بھیج دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمایا کہ لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسجد تنگ ہے اور جو شخص اس کو وسیع کرنے کیلئے زمین کا ٹکڑا خرید کر وقف کرے گا۔ تو اس کو جنت کی خوشخبری ہے۔ تو میں نے خرید کر وقف کر دیا۔ اب تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کے پینے کیلئے پانی کی کتنی تکلیف تھی اور مدینہ منورہ میں کوئی کنواں نہ تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو رومہ کو خرید کر تمام لوگوں کے فائدہ کیلئے وقف کر دے۔ تو میں نے خرید کر وقف کر دیا۔ مگر آج تم نے مجھ سے اس کا پانی روک رکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہیں یاد ہوگا کہ جنگ تبوک میں مال اور سواریوں کی بہت تنگی تھی۔ تو میں نے سینکڑوں اونٹ پیش کر دیئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اے عثمانؓ تیرے جنت میں داخل ہونے کے لئے یہی ایک عمل ہی کافی ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر نبی کا جنت میں کوئی نہ کوئی ساتھی ہوگا اور میرا رفیق جنت عثمانؓ بن عفان ہے۔ پھر فرمایا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ایک دفعہ جب رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تھے۔ تو وہ ہلنے لگا تھا۔ تو آپ ﷺ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا تھا کہ اے احد ٹھہر جا۔ تجھے معلوم نہیں اس وقت تیری پیٹھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں اور میں اس وقت ان کے ساتھ تھا۔ پھر فرمایا خدا کیلئے مجھے یہ تو بتلاؤ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیبیہ کے مقام پر اپنا سفیر بنا کر قریش کے پاس بھیجا تھا۔ تو کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ کیا آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دے کر میری طرف سے بیعت نہیں کی تھی؟ پھر فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا بغیر تین وجہ کے حرام ہے یا تو شادی شدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر زنا کرے یا مرتد ہو جائے یا قصاص میں قتل کیا جائے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسلمان ہونے کے بعد تو کیا میں نے کبھی عہد جہالت میں بھی زنا نہیں کیا تھا اور نہ ہی آج تک کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اور نہ ہی میں مرتد ہوں۔ بلکہ اب بھی میں اپنے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہوں۔ آخر بتاؤ تو سہی تم میرے قتل کے کیوں درپے ہو گئے ہو؟

میرے بھائیو! حضرت عثمانؓ کی اتنی دردناک تقریر کے باوجود بھی باغیوں کے ذہن سے بدنیتی کا خمار دور نہ ہوا اور باقاعدہ وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ سخت کر دیا گیا۔ تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم ان کا مقابلہ کر کے ان کو یہاں سے بھگا دیں۔ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

”اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اَمْرَ وَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ۔“

کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے عہد کیا ہوا ہے کہ مجھے جو بھی تکلیف پہنچے گی میں اس پر صبر کروں گا اور اسے اپنی جان پر برداشت کروں گا۔ اس لئے میں تمہیں کبھی بھی اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ تم میرے لئے ان سے جہاد کرو۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے خلیفہ رسول ﷺ اس وقت سات سو جانبازوں کی جماعت محل کے اندر موجود ہے۔ ذرا ایک دفعہ اجازت تو دیجئے تا کہ ہم ان کی طاقت آزمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہو کر امت کا خون نہیں بہانا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں اس خونریزی کی ابتداء کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کیلئے ایک بھی مسلمان میرے لئے خون نہ بہائے۔ حضرت زید بن سعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نہایت انکساری سے پھر عرض کیا کہ ہم جہاد کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا آج میری سب سے بڑی حمایت یہ ہے کہ کوئی مسلمان میرے لئے تلوار نہ اٹھائے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بیس غلاموں کو بلایا اور فرمایا کہ آج کے بعد تم سب خدا کیلئے آزاد ہو۔ مسلمانوں کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خاموشی اور باغیوں کی تباہ کاریوں پر آنسو بہا رہے ہیں اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کا ایفا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک طلوع آفتاب سے پہلے آپ نے روزہ کی نیت کی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ نبی پاک ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ عثمان غنیؓ جلدی آؤ ہم یہاں افطاری کے لئے تمہارے منتظر ہیں۔ آنکھ کھلی تو اپنی بیوی کو فرمایا کہ میری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے اور باغی مجھے ابھی قتل کرنے والے ہیں۔ بیوی نے کہا اے امیر المومنین یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمانے لگے کہ میں خواب دیکھ چکا ہوں پھر وہ پاجامہ طلب فرمایا۔ جس کو آپ نے کبھی نہیں پہنا تھا۔ زیب تن کیا اور قرآن پاک پکڑ کر تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں باغیوں کا ایک گروہ دیوار پھاند کر اندر آ گیا۔ ایک نے آتے ہی لوہے کی سلاخ سے پیشانی مبارک پر زور سے ضرب لگائی۔ جس سے آپ فرش زمین پر گر پڑے اور فرمانے لگے۔ ”بسم اللہ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ“ دوسرے شخص نے دوسری ضرب لگائی تو خون کا فوارہ چل نکلا۔ ظالموں نے اس پر بھی بس نہ کی۔ ایک درندہ نما انسان حضرت عثمانؓ کے سینہ مبارک پر سوار ہو گیا اور جسم اطہر کو نیزہ سے چھیدنے لگا۔ پھر ایک اور بے رحم انسان نے تلوار چلائی۔ جس کو آپ کی بیوی حضرت نائلہ نے ہاتھ سے روکا۔ تو انگلیاں کٹ کر دور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا گریں۔ اتنے میں ایک ظالم نے حملہ کر کے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) جب شہید ہوئے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

”فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔“

جو صحابہ کرامؓ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے۔ انہیں اس وقت پتہ چلا جب کہ ظالم اپنا کام تمام کر کے جا چکے تھے۔ اندر آئے تو دیکھا کہ حضرت عثمان غنیؓ فرش خاک پر خون میں لت پت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سو چکے تھے۔ تاریخ الخلفاء میں حافظ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ جب تم دروازہ پر موجود تھے تو امیر المومنین کس طرح شہید کر دیئے گئے۔ غصہ میں آ کر ایک ایک طمانچہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو دے مارا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ حالات اتنے بگڑ چکے تھے کہ انہیں سنبھالنا مشکل نظر آ رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ تو گواہ رہ میں عثمان کے خون سے بری ہوں۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ کی شہادت سے کہرام مچ گیا۔ بعض صحابہ کرامؓ کے تاثرات یہ تھے کہ جب تک حضرت عثمانؓ زندہ تھے۔ خدا کی تلوار نیام میں رہی اور آج یہ نیام سے ایسی نکلے گی کہ قیامت تک بند نہیں ہو گی۔

حضرت کعب بن مالک نے حضرت عثمانؓ کی شہادت پر چند اشعار ہے

فَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَه‘

وَاَيْقَنَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

وَ قَالَ لِاَهْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْهُمُ

عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِأ لَمْ يُقَاتِلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَكَيْفَ رَأَيْتَ اللّٰه حَبَّ عَلَيْهِمْ

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلِ

وَ كَيْفَ رَأَيْتَ الْخَيْرَ اَدْبَرَ بَعْدَهٗ

عَنِ النَّاسِ اَدْبَارَ الرِّيَاحُ الْجَوَافِلِ

کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اور دروازے کو بند کرلیا اور یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ تم ان کے ساتھ لڑائی مت کرو کیونکہ جو شخص لڑائی کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا اور اے دیکھنے والے تو نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ایک دوسرے کا میل ملاپ کس طرح ختم ہو گیا اور خدا نے ان کے درمیان بغض وعداوت ڈال دیا اور بھلائی ان سے اس طرح نکل گئی جس طرح تیز آندھی آ کر گزر جاتی ہے۔

میرے دوستو اور بزرگو! دیکھ لیجئے داماد رسول اللہ ﷺ حضرت عثمانؓ کے ساتھ دشمنوں نے کیا سلوک کیا اور کتنی بے رحمی سے ان کو شہید کر دیا۔ تصور میں اس منظر کو ذرا دیکھیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آج لوگ حضرت امام حسینؓ کی شہادت لوگوں کے سامنے پیش کر کے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ مظلوم شہید ہوئے۔ مگر حضرت عثمانؓ کی شہادت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عثمانؓ کی شہادت حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے کوئی کم حیثیت رکھتی ہے؟ جہاں حضرت امام حسینؓ مظلوم شہید ہوئے۔ وہاں حضرت عثمانؓ بھی مظلوم شہید ہوئے۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت پیش کرنا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت چھوڑ دینا کیا یہ بے انصافی نہیں ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھئے! ہمارے نزدیک یہ دونوں بزرگ اسلام کی مایہ ناز شخصیتیں ہیں اور ان کی عزت کرنا ہمارے ایمان کا جزو ہے اور ان میں سے کسی ایک کی توہین کرنا۔ ایمان کو برباد کرنا ہے۔ تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عثمانؓ کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے شہید کر دیا گیا۔ کیفیت یہ ہے کہ دو دن تک لاش مبارک بے گور و کفن وہیں پڑی رہی۔ تیسرے دن بعد نماز عشاء چند صحابہ کرامؓ نے ان کو اٹھایا۔ حضرت زبیرؓ بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی اور چپکے سے رات کے اندھیرے میں جنت البقیع کے جنوب مشرقی کونے میں ہمیشہ کیلئے چھپا دیئے گئے۔

میرے بھائیو! میں انہی الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اتفاق و محبت سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں سے عداوتیں، رنجشیں اور کدورتیں دور فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوبیسواں وعظ

فضائل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَانُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔" (پارہ ۲۹ سورۃ دھر)

ترجمہ:۔ اور کھلاتے ہیں وہ کھانا اس کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ فضائل علی المرتضیٰؓ

قبل اس کے کہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل و مناقب بیان کروں۔ پہلے تھوڑا سا ان کا تعارف کروا دوں۔ یاد رکھیے! تمام صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ قریبی رسول اللہ ﷺ کے حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کے دادا اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے دادا سردار عبدالمطلب ایک ہی ہیں۔ نبی علیہ السلام کے والد گرامی اور حضرت علیؓ کے والد آپس میں حقیقی بھائی تھے۔ گویا کہ نبی علیہ السلام اور حضرت علیؓ آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ یہ قرابت اور اخوت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو عطا فرمائی تھی۔ وہ دوسرے کسی صحابیؓ کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے جب اپنے عزیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقارب کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کی تو یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً دس سال کے لگ بھگ تھی۔ پھر نبی علیہ السلام نے اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی فاطمہؓ کا ان سے نکاح کر دیا۔ یہ نکاح ایک ایسا شرف تھا۔ جس نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی شخصیت کو اور بھی ممتاز بنا دیا اور اس وجہ سے یہ اور بھی نبی علیہ السلام کے قریب ہو گئے۔

میرے بھائیو! حضرت علی المرتضیٰؓ کا شمار بھی صحابہ کرامؓ کی اس مقدس جماعت کے ساتھ ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر جنتی کہا ہے۔ خلافت راشدہ میں بھی ان کو چوتھی حیثیت حاصل ہے۔ خلافت کے چوتھے نمبر پر ان کا فائز ہونا یہ کسی انسانی تقسیم کی بناء پر نہیں تھا۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ وہ اس لئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

"اَلْخِلَافَةُ بَعْدِی ثَلٰثُوْنَ سَنَة۔"

کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی اور پھر ان تیس سالوں کو اس طرح تقسیم کیا کہ جس کی عمر تھوڑی تھی۔ اس کو خلافت پہلے دے دی اور جس کی عمر زیادہ تھی اس کو بعد میں دے دی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی عمر چونکہ پہلے تینوں خلیفوں سے زیادہ تھی۔ اس لئے ان کو آخر میں خلافت عطا فرمائی۔ یہاں اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ خلافت کا پہلا حق حضرت علیؓ کا تھا۔ تو پھر پہلے تینوں خلیفوں کا حق تلف ہونا تھا۔ کیونکہ انہوں نے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہی فوت ہو جانا تھا۔ حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔

"خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ" اس قرنی میں بھی حضرت علیؓ کا چوتھا نمبر ہی نظر آتا ہے۔ قرنی میں پہلے قاف اور صدیقؓ کے آخر میں قاف۔ قرنی کا دوسرا حرف را اور حضرت عمرؓ کا آخری حرف ر۔ قرنی کا تیسرا حرف ن اور حضرت عثمانؓ کا آخری حرف ن۔ قرنی کا چوتھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف ی اور حضرت علیؓ کا آخری حرف ی۔ گویا کہ خدا تعالیٰ کو پسند ہی اس طرح تھا کہ پہلے ابو بکر صدیقؓ کو پھر عمر فاروقؓ کو پھر عثمان غنیؓ کو اور پھر علی المرتضیٰؓ کو خلیفہ بنایا جائے۔

تو خیر! میں یہاں صرف گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت علیؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مقام فرمایا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؓ سے محبت رکھنے کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے اور حضرت علیؓ سے عداوت رکھنے کو نفاق کی نشانی قرار دیا ہے۔ ایک دفعہ حجۃ الوداع سے واپسی کے موقعہ پر خم غدیر کے مقام پر حضرت بریدہؓ اسلمی نے حضرت علیؓ کے متعلق نبی پاک ﷺ سے کچھ شکایات کیں۔ تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

”اَلَسْتُ اَوْلٰی بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔“

کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا میں تمہارے نزدیک تمہاری جانوں سے زیادہ بہتر نہیں ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ واقعی آپ ہماری جانوں سے بہتر ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص مجھ کو دوست رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ علیؓ کو بھی اپنا دوست رکھے۔ اے اللہ جو شخص علیؓ کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ آپ ﷺ کے اس خطبہ مبارک کا مقصد حضرت علیؓ کی شان بیان کرنا تھا۔ تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت علیؓ کے متعلق کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں وہ دور ہو جائیں۔ چنانچہ ہوا بھی پھر اس طرح حضرت بریدہؓ نے اپنی شکایات پیش کرنے پر ندامت کا اظہار کیا اور باقی ماندہ اپنی ساری زندگی حضرت علیؓ کی محبت و متابعت میں بسر کردی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کو مبارک پیش کی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ھنیئا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن“

اے علیؓ تجھے مبارک ہو۔ کیونکہ تم صبح شام ہر وقت مومن مرد عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں جب مواخات (بھائی چارہ) مقرر کی۔ تو حضرت علیؓ نے روتے ہوئے نبی پاک ﷺ کو کہا یا رسول اللہ ﷺ۔

”آخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد۔“

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے درمیان تو اخوت قائم کر دی ہے۔ مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

”انت اخی فی الدنیا والآخرۃ۔“

اے علیؓ تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

میرے بھائیو! کیا ہی شان ہے حضرت علیؓ کی کہ دوسرے صحابہ کرامؓ کو تو ایک دوسرے کا بھائی بنایا مگر حضرت علیؓ کو اپنا بھائی فرمایا۔

بخاری شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اے علیؓ تم ہمارے ساتھ نہ جاؤ بلکہ مدینہ منورہ میں ہی رہو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔

”اتخلفنی فی النساء والصبیان۔“

کہ کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ مقرر کر کے جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَاتَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اَلَا اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔"

کہ تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے مگر فرق اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے اور تم نبی نہیں کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہاں اپنا قائم مقام بنایا اور پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا کہ یہ میرے پاس فلاں فلاں کی امانتیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کو صبح کے ٹائم ان کے حوالے کر دینا۔ کیونکہ میں ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنا شروع کر دیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہماری امانتیں لے کر چلا گیا ہے۔ اس واقعہ کو پیش کر کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس بستر پر لٹایا جس پر جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوا کرتے ہیں اور جس بستر پر نبی ﷺ کا مبارک جسم لگا ہوا تھا۔ اس شرف سے آپ جنت کے مالک بن گئے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اگر حضرت علیؓ نبی پاک ﷺ کے مبارک بستر پر چند گھنٹے سونے کی وجہ سے جنت کے مالک بن گئے۔ تو کیا وہ شخص جس نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ غار ثور میں تین دن اور تین راتیں بسر کیں۔ جنتی نہیں ہے اور کیا وہ طیبہؓ اور طاہرہؓ جس نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ ۹ سال بسر کیے۔ وہ جنتی نہیں ہے۔ خدا کیلئے ذرا تو انصاف کریں اگر نبی پاک ﷺ کے بستر پر لیٹنے کی وجہ سے حضرت علیؓ جنتی ہو سکتے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی جنتی ہو سکتے ہیں۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ کے سارے صحابہ کرامؓ صاحب مقام اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب مرتبہ ہیں اور لاریب سارے کے سارے جنتی ہیں۔ کسی ایک کے متعلق شبہ کرنا بھی اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا ہے۔

یاد رکھیے! کسی صحابیؓ کی تعریف ایسے انداز سے بیان کرنا جس سے دوسرے کی توہین ہو قطعاً جائز نہیں ہے۔ اگر حضرت علیؓ صاحب مرتبہ ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور دوسرے صحابہؓ بھی صاحب مرتبہ ہیں۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ علیؓ

بامرتبہ ہیں یاران نبی ﷺ ہے فرق مراتب چاروں میں

حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی امانتوں کا محافظ بنایا اور ابوبکر صدیقؓ کو اپنی امانت محمد رسول اللہ ﷺ کا محافظ بنایا۔ جتنا اس امانت اور اس امانت میں فرق ہے۔ اتنا ہی ان کے اور ان کے مقام میں فرق ہے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے جنگ خیبر کے موقعہ پر فرمایا کہ کل میں جھنڈا کسی ایسے شخص کے سپرد کروں گا۔ جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر فتح فرما دے گا اور وہ شخص خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوگا اور خدا اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو تمام لوگ نبی پاک ﷺ کے پاس جمع ہو گئے اور ہر ایک کے دل میں یہ خواہش ہے کہ آپ جھنڈا مجھے عنایت فرما دیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔"

کہ علی کہاں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ "یَشْتَکِیْ عَیْنَیْهِ" کہ اس کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بلایا گیا۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ فوراً اچھی ہو گئیں جیسے کہ دکھتی ہی نہیں تھیں۔ پھر نبی ﷺ نے ان کو جھنڈا عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جاؤ راہ خدا میں جہاد کرو۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کرلیں تو بہتر ہے اور اگر نہ کریں تو پھر ان سے جہاد کرنا۔ فرمایا اے علیؓ اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی مسلمان ہو گیا تو یہ کام تمہارے لئے بہت سی غنیمتیں ملنے سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت علیؓ تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچے تو قلعہ کے مشہور سردار مرحب جو کہ اپنے آپ کو ایک ہزار بہادروں کے برابر سمجھتا تھا مقابلہ کیلئے نکلا۔ اس نے آتے ہی یہ شعر پڑھے۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّى مَرحب
شَاكِى السلاح بَطل مجرب
اِذِ الْقُلُوْب اَقْبَلَتْ تَلْهَب

کہ خیبر کو معلوم ہے کہ میں بڑا تجربہ کار بہادر اور ہتھیار سجانے والا مرحب ہوں۔ جب لوگوں کے حواس اڑ جاتے ہیں تو میں اس وقت بہادری دکھایا کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

اَنَا الَّذِىْ سَمَّتْنِىْ اُمِّى حَيْدَرَه
اَكِيْلُكُم بِالسَّيْفِ كَيْلِ السُّنْدَرَه
كَلَيْثِ غَابَاتٍ شَدِيْدٌ قَسْوَرَةٌ

کہ میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ میں جنگل کے شیر کی طرح غضب ناک ہوں اور میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا۔

یہ کہہ کر مرحب کے سر پر ایک ایسی زبردست ضرب لگائی۔ جس سے وہ دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اس کے بعد پھر حملہ عام کر دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اپنی پیٹھ پر اٹھالیا تھا اور مسلمان اس دروازے پر چڑھ چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے تھے اور خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ پھر دروازے کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے لگے تو چالیس افراد نے مل کر اسے اٹھایا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ یہاں ایک اور بات کرتا جاؤں۔ یہاں تو نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہاں غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایڑھی پر سانپ کی ڈسی ہوئی جگہ پر لعاب دہن لگایا۔ لعاب ایک ہی ہے۔ حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگنے سے آنکھوں کا درد ختم اور ابوبکر صدیقؓ کی ایڑھی پر لگنے سے سانپ کے ڈسنے کی تکلیف ختم۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ نے قلعہ فتح کرنے کیلئے حضرت علیؓ کو منتخب فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ خیبر والوں کا نامی گرامی بہادر جہنم واصل کیا اور جنگ خندق والے دن عمرو بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کرنے اور اس کو واصل جہنم کرنے کا شرف بھی حضرت علیؓ کو حاصل ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ عمرو بن عبدود جب خندق پار کر کے مسلمانوں کے خیموں کے پاس آیا تو اس نے "هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ" کا نعرہ لگایا۔ جس پر حضرت علیؓ اٹھے مگر نبی پاک ﷺ نے روک دیا۔ تیسری دفعہ عمرو نے جب للکارا تو حضرت علیؓ نے درخواست کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس کا مقابلہ کرسکوں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ واپس چلا جائے اگر یہ واپس چلا گیا تو ساری زندگی مجھے افسوس لگا رہے گا۔ نبی پاک ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی اور ساتھ ہی اپنی تلوار دے دی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ جاؤ اس کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ مقابلہ کیلئے آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علیؓ نے عمرو بن عبد ود کو کہا کہ میں نے تیرے متعلق یہ سنا ہے کہ جو شخص تیرے سامنے تین باتیں پیش کرے تو ان میں سے ایک ضرور مان لیتا ہے۔ کیا یہ واقعی درست ہے۔ اس نے کہا ہاں بالکل درست ہے۔ کہنے لگے اچھا میں بھی تیرے سامنے پھر تین باتیں ہی پیش کرتا ہوں۔ پہلی یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔ کہنے لگا یہ ناممکن ہے۔ اچھا دوسری یہ ہے کہ اگر مسلمان نہیں ہونا چاہتا تو واپس چلا جا۔ کہنے لگا یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر میں واپس چلا گیا تو قریشی عورتیں مجھے طعنہ دیں گی کہ ایک لڑکے سے ڈر کر واپس آ گیا ہے۔ فرمانے لگے اگر یہ بھی منظور نہیں ہے۔ تو آؤ پھر مقابلہ کریں۔ اس تیسری شرط پر شاعر لکھتا ہے:

علیؓ کی تیسری خواہش پر سناٹا ہوا طاری
تکبر کی رگ مغرور پر یہ ضرب تھی کاری
رخ ناپاک پر شعلہ بھڑک اٹھا جہنم کا
غضب کے جوش میں بگڑا توازن طبع برہم کا
غرور پہلوانی چشم ابرو پہ ابھر آیا
نکالی میان سے تلوار اور گھوڑے سے اتر آیا

عمرو بن عبدود حضرت علیؓ کے تیسرے سوال پر ہنس پڑا اور کہنے لگا اے علیؓ جانتے ہو میں کون ہوں؟

میں عمرو بن عبدود استاد نامی پہلوانوں کا
میری ہیبت سے ہے روپوش داستانوں کا
میں وہ ہوں جس سے زہر آب ہے جنگل کے شیروں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شجاعوں کا کندہ اور قاتل ہوں دلیروں کا
تیری نا تجربہ کاری ہے میرے سامنے اڑنا
پلٹ جا اے علیؓ میں نہیں چاہتا تجھ سے لڑنا
ابھی کم ہے تو بھولا بھالا سیدھا سادھا ہے
تفاوت دیکھ میں اسوار ہوں اور تو پیادہ ہے
ذرہ تن پر نہیں تیرے نہ سر پہ خود پہنا ہے
یہ کیا سوجھی تجھے زندہ نہیں کیا تجھ کو رہنا ہے
مجھے دیکھ کر سر پہ خود تن پر زرہ بھی ہے
مبادہ زخم کھا جاؤں میری اس نگاہ بھی ہے

حضرت علیؓ نے عمر بن عبدود کی باتیں سنی تو فرمانے لگے۔

مجھے فرصت نہیں کوشش نہ کر باتیں بنانے کی
یہ میدان ہے ضرورت ہے یہاں جوہر دکھانے کی
بہت شیخی بگاری تو نے اب کچھ کام ہو جائے
ہنر ایسا دکھا جس سے جہاں پہ نام ہو جائے

اے عمرو! زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ اور مجھ سے مقابلہ کرو

یہ سنتے ہی عمرو بن عبدود بڑے غصے سے شمشیر برہنہ لے کر حضرت علیؓ پر حملہ آور ہوا۔

کیا کافر نے بڑھ کر جب ارادہ پیش دستی کا
ہوائیں دم بخودہ رہ گئیں رک گیا تھا سانس ہستی کا
علیؓ نے ڈھال پر روکی یہ مہلک ضرب دشمن کی
مگر آہن میں نکلی ڈوب کر شمشیر آہن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ نے اس کے وار کو ڈھال سے روکا۔ مگر پھر بھی پیشانی پر زخم آ ہی گیا اور خون بہنے لگا۔ پھر حضرت علیؓ شیر خداؓ نے اس پر ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے اور وہ جہنم واصل ہو گیا۔

سبحان اللہ! کیا ہی عجیب منظر ہو گا۔ جب کہ شیر خداؓ نے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے دشمن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

میرے بھائیو! میں حضرت علیؓ کی شجاعت اور بہادری کو کن الفاظ میں بیان کروں۔ بس ایسے سمجھ لیجئے کہ وہ اپنی مثال آپ ہی تھے۔

آج کئی لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے بعد خلافت ملنی تو حضرت علیؓ کو چاہئے تھی مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سے چھین لی۔ (معاذ اللہ) میں کہتا ہوں کہ اگر خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا یا نبی پاک ﷺ نے اپنے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جنگ کیوں نہ کی۔ کون ہے جو اپنے اس قسم کے حق کو چھوڑ دے۔ وہ علیؓ جو بے خوف ہو کر مرحب اور عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں تو آ کھڑا ہو۔ یہاں کیوں خاموش رہا گیا۔ حضرت علیؓ ان سے مرعوب ہو گئے تھے نہیں نہیں' بلکہ وہ خلافت کا پہلا حق اپنا سمجھتے ہی نہیں تھے۔ تاریخ الخلفاء میں ابن عساکر کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس وقت حضرت علیؓ بصرہ تشریف لے کر گئے تو ابن الکوا اور قیس بن عبادہؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ بنو گے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ اگر نبی پاک ﷺ نے مجھ سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو کیونکر ممبر رسول پر کھڑا ہونے دیتا۔ میں ان کو قتل نہ کر ڈالتا۔ خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دفعتاً نہ تو کسی نے قتل کیا اور نہ ہی آپ نے یکایک انتقال فرمایا بلکہ آپ چند روز بیمار رہے۔ بیماری کی شدت میں موذن نے جب آپ کو نماز کے لئے حسب معمول بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی۔ جب نبی پاک ﷺ کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اپنے معاملات میں غور فکر کر کے خلافت کے لئے اسی شخص کو ہی بہتر سمجھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی ہمارے دین میں امامت کیلئے منتخب فرمادیا تھا۔ کیونکہ نماز دین کی اصل ہے اور نبی پاک دین و دنیا دونوں کو قائم رکھنے والے تھے۔ لہذا ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سچ بات بھی یہی ہے کہ آپ ہی اسکے اہل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کسی نے بھی آپ کی خلافت میں اختلاف نہیں کیا۔ میں نے بھی اپنا حق ادا کر دیا اور آپ کی اطاعت کی۔ میں نے آپکے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی۔ پھر آپ کے حکم سے حدود بھی جاری کیں اور شرعی سزائیں بھی دیں۔ آپ نے مال غنیمت اور بیت المال سے جو کچھ مجھے دیا۔ میں نے اسے بسر و چشم خوشی سے قبول کیا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیا۔ چنانچہ وہ خلیفہ اول کے بہترین جانشین ثابت ہوئے اور سنت نبوی پر پوری طرح عمل پیرا ہوئے۔ ہم نے انکے ہاتھ پر بھی بیعت کی اور ان کے خلیفہ ہونے کے بارہ میں بھی کسی نے اختلاف نہ کیا اور نہ ہی کوئی شخص ان کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے پہلے کی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق ادا کیئے اور انکی مکمل طور پر اطاعت کی اور جو کچھ انہوں نے مجھے دیا میں نے وہ لے لیا اور کبھی کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کیا۔

میرے دوستو اور بزرگو! جب حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے۔ تو پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم ان کی خلافت کے بارہ میں کوئی اعتراض کریں۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ جب جناب علی المرتضیٰؓ کا بھی بارگاہ خداوندی میں نہایت اونچا اور اعلیٰ مقام ہے۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کا مقام اور مرتبہ بیان کیا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ محنت مزدوری کرنے کے لئے ایک یہودی کے ہاں گئے ؎

شاہ مرداں یہوداں دے گھر کرن گیا مزدوری
اس توں اچا کون گھرانہ جو کری مغروری
کر کے کار جواں دے دانے شاہ علیؓ گھر لیایا
جیونکر وچہ تفسیر محمد حافظ ذکر لیایا

سارا دن محنت کر کے تھوڑے سے جو حاصل کیئے۔ وہ گھر لائے ان کو پیسا روٹی پکائی کھانے لگے تو باہر دروازے پر دستک ہوئی پوچھا کون ہے آواز آئی کہ جناب میں مسکین ہوں اور بھوکا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اپنی روٹی اٹھا کر اس کو دے دی۔ پھر دوبارہ روٹی پکوائی کھانے لگے تو پھر باہر سے آواز آئی کہ میں یتیم ہوں۔ مجھے خیرات دیجئے۔ حضرت علیؓ نے روٹی اٹھائی اور یتیم کو دے دی۔ تیسری دفعہ پھر اپنی بیوی حضرت فاطمہؓ کو کہا کہ روٹی پکاؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کل کی کوئی عورت ہوتی تو کہہ دیتی کہ مجھ سے بار بار روٹی نہیں پکائی جاتی میرا کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ تمہیں پکا کر دیتی جاؤں اور تم لوگوں کو کھلاتے جاؤ۔ مگر ایسے نہیں کہا۔ سبحان اللہ ان کو تو گھٹی ہی اطاعت اور فرمانبرداری کی ملی ہوئی تھی۔ نہایت صابر اور شاکر تھیں۔ یاد ہے ناں۔ کہ جب ان کے ابا جان کے پاس غنیمت میں غلام آئے تو آپ ان کو تقسیم فرمانے لگے بیٹی کو پتہ چلا تو گئیں اور جا کر کہنے لگیں۔ ابا جان مجھے بھی ایک غلام دیجئے تا کہ وہ گھر کے کام کر دیا کرے۔ یہ دیکھیں چکی پیں پیں کر میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ پانی کی مشک اٹھا اٹھا کر میرے کندھوں پر نشان پڑ چکے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے بھی ایک غلام مل جائے۔ جو میرے کاموں میں میرا ہاتھ بٹا دیا کرے کیونکہ میں اکیلی کام کر کر کے تھک جاتی ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ کی باتیں سنی تو فرمایا کہ بیٹی تم کام کرتے کرتے تھک جاتی ہو اسلئے غلام لینے کیلئے آئی ہو۔ کہنے لگی ہاں ابا جان آپ نے فرمایا بیٹی میں تمہیں ایک ایسا وظیفہ نہ بتلا دوں۔ جس سے تمہاری ساری تھکاوٹ دور ہو جایا کرے۔ کہنے لگی بتلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رات کو جب سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۴ مرتبہ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ اس سے اللہ پاک تمہاری سارے دن کی تھکاوٹ دور فرما دیا کرے گا۔

میرے بھائیو! دیکھ لو۔ لوگوں کو تو مال غنیمت میں آئے ہوئے غلام دیئے جا رہے ہیں اور گھر وظیفے بتلائے جا رہے ہیں۔ آج کل کوئی حکمران ہوتا تو سارے کا سارا مال اپنے گھر میں رکھ لیتا یا اپنے عزیز و اقارب میں تقسیم کر دیتا۔ مگر نبی پاک ﷺ نے ایک پیسہ بھی اپنے گھر نہیں رکھا۔ سارے کا سارا مال تقسیم کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت علیؓ تیسری دفعہ جب روٹی کھانے لگے تو دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ پوچھا کون ہے کہنے لگا جناب میں قیدی ہوں۔ جیل سے رہا ہو کر آیا ہوں اور بھوک لگی ہوئی ہے۔ حضرت علیؓ نے روٹی اٹھائی اور اس قیدی کے حوالے کر دی۔ پھر حضرت فاطمہؓ کو کہا روٹی پکاؤ۔ تو وہ کہنے لگیں جناب آٹا ختم ہو گیا ہے۔ سخاوت ہو تو ایسی ہو۔ قربانی ہو تو ایسی ہو۔

پہلی روٹی لے گیا مسکین۔ دوسری روٹی لے گیا یتیم۔ تیسری روٹی لے گیا قیدی۔ خود بھوک کاٹ لی۔ مگر اپنے دروازے سے کسی کو خالی ہاتھ نہ بھیجنا گوارہ نہ کیا۔ حضرت علیؓ کی یہ سخاوت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ ان کی شان میں آیات نازل فرما دیں۔

”وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا
انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا۔“

کہ اے میرے نبی پاک ﷺ جو لوگ خود بھوک برداشت کر کے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں۔ ان کو خوشخبری دے دیجئے کہ میرے ہاں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ میں نے ان کے لئے جنت میں بڑے بڑے اعلیٰ محلات تیار رکھے ہیں۔ جن میں ہر قسم کے پھل اور نہریں چلتی ہیں۔ جہاں وہ کبھی بھوکے اور پیاسے نہیں رہیں گے۔

میرے بزرگو! صحابہ کرامؓ کا وہ مقدس گروہ ہے جن کی ایک ایک ادا کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہوئے ان کے حق میں آیات نازل فرماتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ان کے سانچے میں ڈھالیں۔ تاکہ ہماری دین و دنیا بہتر ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیئے! کسی صحابیؓ رسول سے عداوت رکھنا اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ تیری وجہ سے دو فرقے ہلاک ہوں گے۔

"محب مفرط یذهب الحب الى غير الحق ومبغض یذهب البغض الى غير الحق۔"

ایک وہ جو تیرے ساتھ محبت کرتا تجھے وہاں پہنچا دے جس جگہ کے تو لائق نہیں ہے اور ایک وہ جو تیرے ساتھ بغض وعداوت رکھے گا۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر ذرا غور کریں تو آج کل اس قسم کے بے شمار لوگ نظر آئیں گے۔ جسم سے کپڑے اتار کر گلے میں گھونگرو منہ پر سیاہی۔ ہاتھ میں ڈنڈا سر گنجا اور زبان پر یہ وظیفہ مشکل کشا علیؓ ہر مرض کی دوا علیؓ۔ لوگوں میں یہ دعویٰ کہ ہم محب علی ہیں۔ گلی محلوں اور بازاروں میں علیؓ علیؓ کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ افیون کھانے والے بھنگ اور چرس پینے والے اپنے آپ کو علیؓ کا ملنگ ظاہر کرتے ہیں۔

میں تو حیران ہوں ان کے دعویٰ حب علیؓ پر۔ آج اگر کوئی غیر مسلم شخص ان کو دیکھے تو کیا تأثر لے کہ حضرت علیؓ (نعوذ باللہ) اس قسم کے تھے۔ کیا حضرت علیؓ کی یہی تعلیم ہے؟ وہ تو رات دن عبادت خداوندی میں مصروف اور یہ رات دن بھنگ گھوٹنے میں مصروف۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

میرے بھائیو! حضرت علیؓ کے ساتھ یہ محبت کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ دشمنی اور عداوت ہے اور حضرت علیؓ کی توہین ہے۔ **بلکہ مجھے یقین ہے** کہ اگر حضرت علیؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج موجود ہوتے تو ان کو اس طرح کرتے دیکھ کر قتل کر دیتے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کو ان کی شان سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر پہنچا دیا اور ایک وہ لوگ جنہوں نے آپ کی شان کو گھٹا کر گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ یہ دونوں فرقے بقول نبی پاک ﷺ جہنمی ہیں۔ اصل شان یہ ہے کہ ان کو ان کے مقام پر ہی رکھا جائے جو کہ قرآن و حدیث میں مذکور ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں صحابہ کرامؓ کی شان بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچیسواں وعظ

ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ
بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
”وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْيَقْتُلُوْكَ اَوْ
يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُالْمَاكِرِيْنَ۔“

(پ ۹ سورۃ انفال)

ترجمہ:- اور جب فریب بازیاں کر رہے تھے کافر تیرے **متعلق** کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **ہجرت رسول اللہ ﷺ**

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں۔ چند تمہیدی کلمات آپ کے سامنے پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہر دور میں حق و باطل کی آپس میں ٹکر رہی ہے۔ کوئی وقت بھی ایسا نہیں گزرا۔ جب ان کا آپس میں مقابلہ نہ ہوا ہو۔ حق والوں کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہر طرف ہمارا ہی بول بالا ہو اور باطل پرست یہ چاہتے ہیں کہ حق والوں کو ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ جب تک یہ ختم نہ ہوں گے اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی چیز کے پیش نظر ان کو ایک دوسرے کے خلاف میدان میں نکلنا پڑا۔ بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی جنگیں ہوئیں۔ ہزاروں کی تعداد میں قتل بھی ہوئے۔ مگر کسی نے پیچھے ہٹنے کی کوشش نہ کی۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ باطل پرستوں کو ہمیشہ اپنے مادی اسباب پر ناز ہوتا ہے کہ ہمارے پاس طاقت ہے۔ فوج ہے اور اسلحہ ہے اور حق پرستوں کو صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی بھروسہ ہوتا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

لہذا جب بھی مقابلہ ہوا ہمیشہ حق پرست ہی کامیاب ہوئے۔ "اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔" نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا مقابلہ ہوا۔ نوح علیہ السلام جیت گئے اور قوم تباہ و برباد ہوگئی۔ ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مقابلہ ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام جیت گئے اور نمرود ہار گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ بھی اتنا زبردست تھا کہ آج تک ایسا مقابلہ نہیں ہوا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو بیان کیا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو شکست دینے کیلئے ہزاروں جادوگروں کو اکٹھا کیا اور لوگوں کو بھی بذریعہ اعلان اطلاع دے دی کہ تم بھی سارے کے سارے اکٹھے ہو جاؤ تاکہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ۔" (۱۹سورۃ الشعراء)

کہ جب جادوگر آئے تو فرعون کو کہنے لگے کہ اے فرعون اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں ملے گا کیا تو فرعون نے کہا۔

"اِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس وقت تم میرے مقرب بن جاؤ گے۔ میں تمہیں اپنا وزیر بنالوں گا۔

چنانچہ فرعون کے ساتھ معاوضہ طے ہو جانے کے بعد جادوگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں نکلے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا۔

”قَالَ لَهُمْ مُوسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُلْقُوْنَ۔“

کہ ڈالو جو کچھ تم نے ڈالنا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ پہلے تم کرلو جو کچھ کرنا چاہتے ہو۔ بعد میں میں کروں گا۔ کہیں تمہارے دل میں یہ حسرت نہ پیدا ہو جائے کہ ہمیں پہلے موقعہ نہیں ملا۔

”فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ۔“

چنانچہ جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں اور ڈنڈے زمین پر پھینکے اور کہنے لگے کہ فرعون کی عزت کی قسم ہم غالب آ گئے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جادوگروں کی تعداد اسی ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ہر ایک جادوگر نے ایک ایک رسی اور ایک ایک لاٹھی زمین پر ڈالی تو ان رسیوں اور لاٹھیوں کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سانپ بن کر ادھر ادھر بھاگنے لگے موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ منظر دیکھا تو۔

”فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً۔“

اپنے دل میں ڈر محسوس کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام ڈرتے کیوں ہو۔ کہنے لگے یا اللہ انہوں نے اتنے سانپ بنا دیئے ہیں اب بنے گا کیا۔

فرمایا:

”لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ڈرو نہیں تم ہی کامیاب ہو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ میں کیسے کامیاب ہوں گا۔ فرمایا:

"اَلْقِ مَافِی یَمِیْنِکَ۔"

کہ اپنے ڈنڈے کو زمین پر پھینکو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ پھر کیا ہو گا۔ فرمایا میری قدرت کا نظارہ دیکھنا۔

"فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَأفِکُوْنَ۔"

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا زمین پر رکھا تو وہ ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا اور ان جادوگروں کے بنائے ہوئے تمام سانپوں کو کھانا شروع کر دیا۔ منٹوں سیکنڈوں میں وہ میدان جو سانپوں سے بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ خالی ہو گیا۔ جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کا بنا ہوا سانپ ہمارے تمام سانپوں کو ہڑپ کر گیا ہے۔ تو سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ خدا کا سچا پیغمبر ہے۔ فوراً

"فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ۔"

سارے کے سارے جادوگر سجدے میں پڑ گئے اور کہنے لگے۔

"اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔"

کہ ہم اس خدا پر ایمان لے آئے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب خادمؒ نے اس آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا ہے۔

جادوگر ڈگ پئے وچ سجدے

ہن اتاں نوں سر اٹھا وندے نہیں

ربا معاف کر دے ربا معاف کر دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے نال شرک کماوندے نہیں

سولی چڑھ جانا منظور سانوں

فرعون نوں رب بناوندے نہیں

فرعون بھاویں ساڈے کرے ٹوٹے

اسیں پچھاں نوں قدم ہٹا وندے نہیں

فرعون نے جب یہ دیکھا کہ جادوگر تو سارے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں اور میری امیدوں پر پانی پھر گیا ہے۔ تو کہنے لگا۔

"قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔"

کہ تم میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لائے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا بڑا ہے۔ جس سے تم نے جادو سیکھا ہے۔ یہ تمہارا استاد ہے اور تم اس کے شاگرد ہو۔ ابھی میں تم کو مزا چکھاتا ہوں۔ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور کاٹوں گا بھی اس طرح کہ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں۔ بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں۔ پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں کروں گا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دوں بلکہ سولی بھی چڑھا دوں گا۔ اگر میرے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کے خدا کے ساتھ کفر کرو۔ جادوگر کہنے لگے۔

"قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَا اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے فرعون ہمیں جو سزا دینی ہے دے لو ہمیں منظور ہے مگر جو ایمان ہم اب لا چکے ہیں اس کو کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے۔ جو رنگ ہم پر چڑھ چکا ہے یہ کبھی بھی نہیں اتر سکتا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دے۔ چنانچہ اس ظالم فرعون نے تمام جادوگروں کو شہید کروا دیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) موسیٰ علیہ السلام جیت گئے اور فرعون ہار گیا۔ غرضیکہ جب بھی حق پرستوں کا باطل قوتوں کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حق پرست ہی کامیاب ہوئے۔

اسی طرح نبی پاک ﷺ کے ساتھ بھی مشرکین مکہ کا زبردست مقابلہ ہوا۔ مکہ والوں نے آپ کو ختم کرنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپ کو بہترین کامیابی عطا فرمائی اور کافر اپنے ارادوں میں خائب و خاسر ہو گئے۔

نبی پاک ﷺ کے اعلان توحید نے جب دنیائے کفر میں تہلکہ مچا دیا اور کفار نے اپنے قصر کفر و شرک کو گرتے دیکھا تو آپ کے قتل کے درپے ہو گئے۔ چنانچہ قریش کے تمام قبیلوں کے سردار ایک دن دارالندویٰ میں اکٹھے ہوئے اور نبی پاک ﷺ کے خلاف سکیمیں سوچنے لگے کہ کس طریقہ سے اس کو ختم کیا جائے۔ شیطان نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور فوراً ایک بزرگ کی شکل بن کر دارالندویٰ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم لوگ ایک مبارک مشورہ کرنے کیلئے یہاں جمع ہوئے ہو۔ میں بھی سن کر حاضر ہوا ہوں کہ اس مجلس میں شریک ہو کر کوئی نہ کوئی رائے دے سکوں۔ چنانچہ ابوجہل نے دروازہ کھول دیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ میٹنگ شروع ہوئی اور نبی پاک ﷺ کو ختم کرنے کے لئے ہر کوئی اپنی رائے دینے لگا شیطان نے کہا کہ محمد ﷺ کے بارہ میں پورے غور و خوص سے کوئی صحیح رائے قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ کیونکہ اس نے سب کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ایک کہنے لگا کہ اس کو پکڑ کر گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈال کر کسی تنگ و تاریک جگہ میں بند کر دیا جائے۔ چند دنوں کے بعد یہ خود بخود ہی مر جائے گا۔ شیطان نے اس تجویز پر اعتراض کیا اور کہنے لگا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ رسول وہ شخص ہے کہ اسے اگر سات قفلوں میں بھی بند کر دیا جائے۔ تو اس کی خوشبو پھر بھی باہر نکل آئے گی اور اسے ماننے والے اسکی خوشبو پا کر زبردست حملہ کر کے مکان توڑ کر اسکو آزاد کروا کے لے جائیں گے۔ لہذا یہ سکیم ٹھیک نہیں ہے۔

دوسرا بولا کہ اسے اپنے اس شہر سے نکال دیا جائے تا کہ اس کے کرتوت کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں اور اس کی ایذا دہ باتوں سے ہم چھٹکارا حاصل کر لیں۔ شیطان نے اس سکیم کو بھی رد کر دیا کہنے لگا کہ تم دیکھتے نہیں اس کی باتیں کتنی میٹھی ہیں اس کی کلام کتنی پر تاثیر ہے یہ دلوں پر کیسے قبضہ کر لیتا ہے اگر تم نے اسے یہاں سے نکالا تو وہ اپنی شیریں زبان اور آتش بیانی سے اپنے ہزاروں ساتھی پیدا کر کے تم پر ایسا حملہ کرے گا کہ تمہیں نانی سفنے یاد آ جائیں گے یہ سکیم بھی ٹھیک نہیں ہے لہذا کوئی اور تجویز پیش کرو۔ ابو جہل بولا۔

کہندا ابو جہل گلاں کچیاں نے ساریاں
کلے دی آواز روکنی مشکلاں بھاریاں
جد تک محمد ﷺ جیوے کری خواریاں
ایتاں قرآن دیاں کنجی تسخیر دی

کہ تمہاری تجویزیں سب غلط ہیں۔ میرے ذہن میں جو بات ہے وہ تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے ذہن میں نہیں آئی۔ تم بلاسوچے سمجھے اگر اس پر عمل کرو گے۔ تو محمد ﷺ سے ضرور چھٹکارا حاصل کرلو گے کہنے لگا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر نوجوان لے لو۔ پھر سب مل کر رات کی تاریکی میں محمد ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیں۔ جب یہ صبح کی نماز پڑھنے کیلئے اپنے گھر سے نکلے تو بیک وقت اس پر حملہ کرکے اس کو ختم کردیا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے قبیلے بنو ہاشم کو یہ ہمت نہ ہوگی کہ سب سے مقابلہ کرسکیں۔ وہ دیت مانگیں گے تو ہم ادا کرکے اس سے نجات حاصل کرلیں گے۔ ابوجہل کی یہ تجویز سن کر شیطان خوشی سے اچھل پڑا۔ کہنے لگا کہ یہ رائے سب سے بہتر ہے لہذا اسی پر عمل کیا جائے۔ تا کہ روز روز کا لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ کے قتل کا مشورہ کرکے یہ مجلس برخاست ہوئی۔ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اسی میٹنگ کا ذکر ہے۔ کہ:

”وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْیَقْتُلُوْكَ اَوْیُخْرِجُوْكَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُالْمَاکِرِیْنَ۔“

کہ اے میرے نبی پاک ﷺ جب کافر اکٹھے ہو کر تیرے خلاف تدبیریں کر رہے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ تجھ کو قید کر دیا جائے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ جلاوطن کر دیا جائے اور کوئی کہہ رہا تھا کہ تجھ کو قتل کر دیا جائے۔ وہ تو تجھے ختم کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے اور میں تجھے بچانے کا ارادہ کر رہا تھا۔ میرا ارادہ ہی سب ارادوں سے بہتر ہے۔ ادھر مجلس برخاست ہوئی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے نبی پاک ﷺ کو اس سازش سے مطلع کر دو۔

اللہ نے کہیا جبرائیل امین نوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر جا دے میرے نبی ﷺ متین نوں
خاک در خاک رولاں کفرلعین نوں
فکر نہ کریں کہندی ذات قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

اور کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جاؤ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر روزانہ صبح شام تشریف لایا کرتے تھے۔ مگر ایک دن اچانک بھری دوپہر تشریف لائے۔ میرے اباجی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا کوئی نئی بات واقع ہوگئی ہے۔ جس کے لئے آپ نے اس ٹائم آنے کی تکلیف کی ہے۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ تو فرمایا کہ میں نے تنہائی میں تمہارے ساتھ کوئی بات کرنی ہے۔ اس لئے ان کو جو تمہارے ساتھ ہیں۔ ذرا علیحدہ کردو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ ان کے یہاں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ بے فکر ہوکر فرمائیں جو فرمانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیقؓ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا ہے۔ ہجرت کا حکم سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیقؓ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔

مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک بات اور کرتا جاؤں کہ شیعہ کی کتابوں میں بھی اس واقعہ کی تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ تفسیر عسکری صفحہ ۲۳۱ میں لکھا ہے کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے نبی پاک ﷺ کے قتل کا مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ﷺ پر وحی بھیجی کہ آپ یہاں سے ہجرت کر جائیں۔

”وَامرك اَنْ تستصحب اباَبكرِ فاِنّه' اِنْ اَنسك وساعدك وازرك وثبت علي تعاهدك وتعاقدك كَانَ فِي الْجنّة كان مِنْ رُفقائك۔“

اور حکم دیا ہے کہ اپنے اس سفر کا ساتھی ابوبکر صدیقؓ کو بنانا اگر وہ موافقت و مؤانست اور اپنے عہد پر قائم رہا تو جنت میں بھی تیرے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا۔

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابی بكر اَرضيتَ اَنْ تكُون معي يا ابابكرِ تُطلبُ كُما اُطلبُ وتعْرفُ باَنّكَ اَنت الّذي تحملُني مااَدّعيه فتحملُ عنّي اَنواعِ الْعذاب۔“

کہ اے ابوبکر صدیقؓ کیا تو راضی ہے کہ تو اس سفر میں میرے ساتھ ہو اور کفار قریش جس طرح میرے قتل کیلئے مجھے تلاش کریں ویسے ہی تیرے قتل کے درپے ہوں اور یوں معلوم ہو کہ تو نے ہی مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے اور میری رفاقت کی وجہ سے تجھے طرح طرح کے عذاب پہنچائے جائیں۔ تو ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے:

”قَالَ اَبُوبَكرِ يَارَسُوْلَ اللّٰه اَمَّا لَوْاَنَاعِشتُ عُمرَ الدُّنيا وَاَعذَّبَ في جميْع اَشَدّ عَذابِ لَايَنزِلُ عَلَيَّ مَوتٌ فرِيحٌ وَلَا فرحٌ منيحٌ وَكَانَ ذَالكَ فِي مُحبّتك۔“

اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی محبت میں ساری عمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے عذاب اور تکالیف پہنچتی رہے۔ جس سے نہ تو میں مروں اور نہ ہی آرام پکڑوں۔ تو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں آپ کو چھوڑ کر دنیا کی بادشاہت قبول کروں۔ میری جان و مال اور اہل و عیال سب آپ پر قربان ہوں۔ میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں؟

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَن اطّلعَ اللّٰهُ علٰى قَلْبِكَ وَجَدَ مافيها ."

کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور تیرے دل کو تیری زبان کے مطابق ہی پایا اور اس کے صلہ "جَعَلَكَ مِنّى بِمَنزِلَةِ السَمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّأسِ مِنَ الْجَسَدِ وَ مُنْزِلَةِ الرُّوحِ مِنَ الْبَدَنِ" میں تجھے میرے کانوں اور آنکھوں کے ساتھ تشبیہ دی اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔

اب شیعہ دوستوں کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نبی پاک ﷺ کے ساتھ بحکم خداوندی ہجرت فرما کر گئے تھے۔

تو خیر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں۔ جنہیں میں چھ ماہ سے اسی کام کے لئے چرا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک آپ لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا قیمتاً لوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں قیمت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں قیمت ضرور ادا کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ایک اونٹنی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خرید لیا اور ارشاد فرمایا کہ اس سفر کا آغاز آج رات کو کرنا ہے۔ اس لئے تم تیار رہنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا پروگرام بنا کر آپ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

رات کو جب ان لوگوں نے نبی پاک ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ تو آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو رہنا ذرا جتنا بھی فکر نہ کرنا۔ کوئی شخص تمہارا بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی امانتیں میرے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ صبح کے وقت تم ان کو ان کے مالکوں کے سپرد کر دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنا شروع کر دیں کہ محمد ﷺ ہماری امانتیں لے بھاگ گیا ہے۔ امانتیں ادا کر کے تم بھی ہمارے پیچھے چلے آنا۔ چنانچہ حضرت علیؓ ان تلواروں کے سایہ میں بڑی بے فکری سے مزے کی نیند سو رہے اور نبی پاک ﷺ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ان دل کے اندھوں کی آنکھوں میں سورت یٰسین پڑھ کر خاک ڈالتے ہوئے صاف نکل گئے۔ یہاں تک کہ کسی کافر کو آپ کے نکلنے کی خبر تک نہ ہوئی۔ آپ سیدھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے۔ وہ پہلے ہی اس سفر کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی نے دوران سفر کھانے کے لئے ستوؤں کو ایک تھیلے میں ڈال کر اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک کے ساتھ باندھ دیا اور روئے زمین کی یہ دونوں بہترین شخصیتیں رات کی تاریکی میں گھر سے نکل پڑیں راستے میں بیت اللہ شریف کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے کہ اے بیت اللہ تجھے چھوڑ کر جانے کو دل تو نہیں چاہتا مگر تیرے مکین مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ مولانا صمصام صاحبؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

کعبے دل ڈھا ہجروں نبی ربانے نے
لے ربدیا گھرا میرے کوچ چلانے نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتھے زنانیاں تے بال ایانے ۔ نے
کافراں دے کفر پیتی رت سریر دی
جھوک دیسندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی
چاہندا سی دل اتھے پڑھ دا ۔ نمازاں میں
پاک خدا دے اگے کردا نیازاں میں
لوکاں دے کنیں پوندا نیک آوازں میں
پر تیری اولاد نہیں نیک خمیر دی
جھوک دیسندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی
ٹریا مہاجر ہنجوں اکھیاں تھیں کیریاں
غماں دیاں واگاں طرف یثرب دے پھریاں
چک لیاں اللہ ایتھو رزق دیا ڈھیریں
کرساں نہ کرساں پھر زیارتاں تیریاں
اللہ نوں معلوم ساری بات تقدیر دی
جھوک دیسندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی

مولانا شہاب الدین صاحب ثاقب نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

گھروں نکل دیاں بیت اللہ نظر آیا سوہنے ہنجوں اکھاں چوں کیریاں نے
جدوں رب چاہیا آواں گا ول تیرے دل وچہ سختاں تیریاں نے
کافر کفر کما ونوں تھک دے نہیں تیغاں ظلم دیاں آن اولیریاں نے
کراں پاک تینوں دل چاہوندا سی پر ایہہ کرن سختیاں ودیریاں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایتھے رہن نالوں سانوں جان چنگا کفر جھلیاں آن اندھیریاں نے
ساڈے قتل دے مشورے آن ہوئے چالاں کافراں سخت مندیریاں نے
اچھا رب نوں سونپ کے چلیا میں جدوں حکم ہویا پاواں پھیریاں میں
آساں دل دیاں دل وچ رہ گیا رب چکیاں رزق دیاں ڈھریاں نے
اسی رب دی راہ وچ چلے واتاں ساڈیاں بہت لبریاں نے
ساڈا وس نہیں چلدا کجھ ایتھے کیتیاں کوششاں اسیں بتھیریاں نے
تیراں سال لائی واہ بہت گلاں کیتیاں اہناں او تیریاں نے
رات دن سمجھا وندا رہیا میں سگوں کرن پے کفر دلیریاں نے
ساڈے وس نہ مدہ گئی گل کوئی اللہ مالکا حکمتاں تیریاں نے
بناں فضل رب دے بنے کون لاوے بیڑیاں آن شیطان او گیریاں نے
جیکر رب چاہیا فتح پاوساں میں نظراں میریاں بہت اد چیریاں نے
ادھی رات نکلے ثاقب چھڈ مکہ واگاں رب دے آسرے چھیڑیاں نے

مکہ سے چار میل کے فاصلے پر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ابوبکر صدیقؓ کبھی آپ کے آگے چلتے ہیں اور کبھی پیچھے۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ یہ کیا کبھی آگے چلتے ہو اور کبھی پیچھے تو ابوبکر صدیقؓ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ جب میں آگے چلتا ہوں تو مجھے یکدم خیال آجاتا ہے کہ پیچھے سے آپ پر کوئی حملہ نہ کردے۔ بس اسی خیال سے پیچھے آجاتا ہوں اور پھر پیچھے چلتے چلتے خیال آتا ہے کہ کوئی آگے سے حملہ نہ کردے۔ پھر آگے آجاتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے آگے پیچھے چلنے کا مقصد یہ ہے کہ حملہ کرنے والا مجھ پر حملہ کرے اور پھر آپ کی طرف بڑھے۔ میں یہ چیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت ہی نہیں کرسکتا کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی نقصان پہنچا جائے۔ اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا۔

میرے بھائیو! ذرا اندازہ لگاؤ صدیق اکبرؓ کی محبت کا' محبت ہو تو ایسی ہو کہ میں ختم ہو جاؤں مگر اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو کچھ نہ ہو۔ شیعہ کی کتابوں میں یہ عبارت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ جب چلے جا رہے تھے۔ تو راستے میں کسی نے پوچھا تم کون ہو۔ تو ابوبکر صدیقؓ فوراً بول پڑے کہ میں ابوبکرؓ ہوں سوچا کہ میں نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں تو آپ کی جان کا خطرہ ہے اور اگر جھوٹ بول کر کسی اور کا نام لوں تو میرے ایمان کا خطرہ ہے۔ کیا کروں پوچھنے والے نے کہا کہ تمہیں تو میں نے پہچان لیا ہے کہ تم ابوبکر صدیقؓ ہو مگر تمہارے ساتھی کو نہیں پہچانا وہ کون ہے۔ ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے۔

"رَجُلٌ يَهْدِي اِلَى السَّبِيْلِ."

کہ میرے ساتھ ایک ایسا آدمی ہے۔ جو مجھے راستہ بتلا رہا ہے۔ پوچھنے والے نے سمجھا کہ ابوبکر صدیقؓ کو راستے کا علم نہیں ہوگا۔ اس لئے اس نے راستہ بتانے کیلئے ایک شخص کو اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ مگر ابوبکر صدیقؓ کا مطلب یہ تھا کہ میرے ساتھ ایک ایسا آدمی ہے۔ جو مجھے ہدایت کا راستہ بتلا رہا ہے۔ مطلب بھی حل ہو گیا اور ایمان بھی بچ گیا۔ چلتے چلتے جب جبل ثور کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس کی چڑھائی بہت مشکل ہے اور راستہ دشوار ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہاڑ کے نکیلے پتھروں سے نبی پاک ﷺ کے نازک پاؤں زخمی ہو جائیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ آخر ایک غار کے پاس پہنچے۔ ابوبکر صدیقؓ نے نبی پاک ﷺ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کی کہ آپ یہاں ٹھہریں۔ میں اندر جا کر غار صاف کرتا ہوں تا کہ کوئی موذی چیز نقصان نہ پہنچا سکے۔ ابوبکر صدیقؓ نے غار میں داخل ہو کر سارے سوراخوں کو اپنے جسم کا کپڑا اپھاڑ کر بند کر دیا۔ صرف ایک سوراخ رہ گیا۔ اس سوراخ پر پاؤں کی ایڑھی رکھ دی اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اندر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے۔ ادھر نبی پاک ﷺ اللہ کی حفاظت میں اپنے گھر سے نکل کر ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں جا پہنچے۔ ادھر کافر ساری رات آپ کے مکان کا محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔ صبح کے ٹائم آپ کے بستر سے حضرت علیؓ سو کر اٹھے تو کافر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ محمد ﷺ کی جگہ یہ تو علیؓ ہے۔ پوچھنے لگے محمد ﷺ کہاں ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ پہرہ تمہارا تھا اور پوچھتے مجھ سے ہو۔ تم نے انہیں نکل جانے دیا اور وہ نکل گئے۔ آخر کافر غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے۔ سیدھے ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو ابوبکر صدیقؓ کی لڑکی حضرت اسماءؓ باہر نکلی۔ ابوجہل نے پوچھا۔ لڑکی تمہارا باپ کہاں ہے۔ کہنے لگی کہ مجھے کیا پتہ کہ وہ کہاں ہیں۔ اس بدبخت ظالم نے حضرت اسماءؓ کے منہ پر ایسی زور سے چپیڑ ماری کی ان کا کان زخمی ہو گیا اور کان میں جو بالی تھی وہ اتر کر نیچے گر پڑی۔ یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے۔ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں کہ میرے والد صاحب جاتے ہوئے گھر سے نقد روپیہ سارا ساتھ لے گئے تھے تا کہ راستے میں خرچ کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ ابا جی کے چلے جانے کے بعد میرے دادا نے کہا بیٹی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے تمہیں دوہری تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ ایک تو وہ خود چلا گیا ہے اور دوسرا جاتے ہوئے سارے پیسے لے گیا ہے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا۔ نہیں نہیں۔ دادا جان وہ ہمارے لئے کافی روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔ کہنے لگی کہ میں نے ایک پتھر پکڑا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر کپڑا لپیٹ کر اس گڑھے میں رکھ دیا۔ جہاں روپیہ ہوا کرتا تھا۔ پھر دادا جان کا ہاتھ پکڑ کر لے گئی۔ (کیونکہ وہ نابینے ہوگئے تھے) اور کہنے لگی کہ ہاتھ لگا کر دیکھ لیں مال موجود ہے۔ دادا نے ہاتھ لگایا تو کہنے لگا مال موجود ہے۔ تو پھر ابوبکر صدیقؓ کے چلے جانے کا کوئی غم نہیں ہے۔ حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ تدبیر میں نے دادا جان کے دل کی تسلی کے لئے اختیار کی تھی۔ حالانکہ ابا جان جاتے ہوئے سارا روپیہ ساتھ لے گئے تھے۔

تو خیر کافر ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے بھی ناکام لوٹے تو اور زیادہ غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے کہ انکے پاؤں کا کھوج لگاؤ۔ اسنے ہمیں بہت پریشان کر دیا ہے جہاں کہیں بھی ملے پکڑ کر قتل کر دو چنانچہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے غار ثور پر جا پہنچے۔

دوسری طرف جب آپ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار میں داخل ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ پر فوراً گھاس اگادی اور کبوتری کو حکم دیا کہ یہاں اپنا گھونسلہ بنا کر انڈے دے دو اور مکڑی کو حکم دیا کہ جالا بن دو۔

اللہ بچاون داہن ڈھنگ بنایا اے
غار دے بوہے ککر جھاڑ اگایا اے
کبوتر دے جوڑے نوں حکم فرمایا اے
اہلنا بناؤ خاطر میرے بشیر دی
جھوک دیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
مکڑی نوں حکم دتا بُن دے جلا توں
تن دن واسطے آپ نوں فوجی بنالا توں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی میرے دا اچھے رہنا رکھوالا توں
جھات نہ اندر جاوے کسے شریر دی
جھوک وسیدی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ران پر اپنا سر رکھا اور سو گئے۔ واہ سبحان اللہ کیا ہی عجیب منظر ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کی گود میں آپ کا سر ہے۔ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک دیرینہ خواہش پوری کردی۔ کہ:

"اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر وقت آپ کو دیکھتا ہی رہوں' میری نظر ہو اور آپ کا چہرہ ہو۔

اب غار میں یہی کیفیت ہے۔ آپ کا چہرہ مبارک اوپر کی طرف ہے اور ابوبکر صدیقؓ کا چہرہ نیچے کی طرف ہے۔ ابوبکر صدیقؓ اس دن آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھ دیکھ کر اپنی خواہش کو پورا کر رہے ہیں۔ اچانک غار میں ایک سانپ نے ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں کی ایڑھی کو ڈس لیا۔ تکلیف تو بڑی ہوئی مگر پاؤں کو حرکت نہ دی۔ کہیں آپ کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ایک قطرہ نبی پاک ﷺ کے چہرہ انور پر جا گرا۔ آپ بیدار ہو گئے۔ دیکھا کہ ابوبکرؓ رو رہے ہیں۔ یہاں ایک اور بات کرتا جاؤں کہ کوئی روئے تو اس کے آنسو زمین پر جا گریں۔ کوئی روئے تو اس کے آنسو کپڑوں میں جذب ہو جائیں اور کوئی روئے تو اس کے آنسو رخساروں پر خشک ہو جائیں۔ مگر ابوبکر صدیقؓ روئے تو اس کے آنسو محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک پر جا گریں۔ آپ نے پوچھا ابوبکرؓ کیا ہو گیا کیوں رو رہے ہو۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کسی موذی نے ڈس لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہاں۔ کہنے لگے کہ ایڑھی پر آپ نے فرمایا ایڑھی میرے قریب کرو۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کی ایڑھی پر اپنا لعاب دہن لگایا تو ساری تکلیف اسی وقت رفع ہو گئی۔ یہاں ایک اور بات سنتے چلیں۔ میرے بعض دوست حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو علیؓ کی کتنی فضیلت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تھا۔ آپ کا لعاب علیؓ کی آنکھ کا سرمہ۔ علیؓ کی آنکھ نبی پاک ﷺ کی آنکھ۔ نبی پاک ﷺ کی آنکھ علیؓ کی آنکھ۔ علی دیکھے نبی ﷺ کو اور نبی پاک ﷺ دیکھے علیؓ کو (پنج نعرے پنج تنی تے ایک نعرہ حیدری یا علیؓ یا علیؓ) ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ حضرت علیؓ کی اس فضیلت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ مگر ذرا انصاف سے بات کرو۔ اگر حضرت علیؓ کی آنکھ میں نبی پاک ﷺ کا لعاب نظر آ رہا ہے تو کیا ابوبکر صدیقؓ کی ایڑھی پر لعاب نظر نہیں آتا نبی پاک ﷺ کا لعاب لگنے سے اگر حضرت علیؓ صاحب مرتبہ بن گئے ہیں۔ تو ابوبکر صدیقؓ کیوں نہیں صاحب مرتبہ بنے۔ خدا کیلئے کچھ تو ہوش وحواس درست کر کے عقل سے بات کرو۔ جس آنکھ سے تم حضرت علیؓ کو دیکھ رہے ہو۔ اس آنکھ سے ابوبکر صدیقؓ کو بھی دیکھو۔

ہاں تو میں بات کر رہا تھا کہ کافر تلاش کرتے کرتے غار ثور پر پہنچ گئے۔ اوپر جا کر باتیں کر رہے ہیں کہ یہاں تک تو پاؤں کے نشانات مل رہے ہیں۔ پھر پتہ نہیں کہاں گئے۔

مسند احمد میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے نبی پاک ﷺ کو کہا کہ اے اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ اگر ان کافروں میں سے کسی نے بھی نیچے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو ہم اسے نظر آ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ تو ان دو کو کیا سمجھتا ہے جن کا تیسرا خود خدا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

"اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان اللّٰه معنا۔"

کہ اے ابوبکر صدیقؓ غم اور فکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں ابوبکر صدیقؓ کی ایک اور طریقہ سے بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔

"لاتحزن ان اللّٰه معی یالاتحزن ان اللّٰه معک۔"

کہ اے ابوبکر صدیقؓ غم نہ کر اللہ میرے ساتھ ہے۔ یا اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ بلکہ یوں فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جیسے نصرت خداوندی میرے ساتھ ہے۔ ویسے ہی تیرے ساتھ ہے۔ یہاں شیعہ اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو جی ابوبکر صدیقؓ نے کافروں کو دیکھا تو وہ رو پڑے کہ ہم پکڑے نہ جائیں۔ تو نبی پاک ﷺ نے اس کو چپ کرنے کے لئے کہا۔

"لاتحزن ان اللّٰه معنا۔"

کہ اے ابوبکرؓ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر آپ ابوبکرؓ کو تسلی نہ دیتے تو خطرہ تھا کہ کافر اس کے رونے کی آواز سن کر پکڑ لیتے۔ یہ لفظ ابوبکرؓ کی فضیلت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے اپنے تحفظ کے لئے کہے تھے۔ استغفراللہ استغفراللہ۔

میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ کا رونا تو کسی جگہ بھی ثابت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہاں البتہ کافروں کو دیکھ کر وہ پریشان ضرور ہوئے تھے۔ وہ بھی صرف اس لئے کہ کافر آپ کو پکڑ کر قتل نہ کر دیں؟ ابوبکر صدیقؓ کو اپنی جان کا کوئی غم نہیں تھا بلکہ غم اگر آیا تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی جان کا آیا۔ اسی لئے قرآن پاک میں لاتحزن کا لفظ استعمال کیا۔

یاد رکھو! قرآن پاک میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک خوف اور دوسرا حزن خوف کا لفظ وہاں استعمال ہوا ہے۔ جہاں اپنی جان کی گھبراہٹ ہو اور غم کا لفظ وہاں استعمال ہوا ہے جہاں کسی کا غم ہو۔

دیکھئے! موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے عصا کا سانپ بنا دیکھا تو بتقاضائے بشریت ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔"

کہ اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے پیغمبر ڈرا نہیں کرتے پھر جب جادوگروں نے مقابلہ کے وقت اپنی رسیوں اور چھڑیوں کو سانپ بنا کر دوڑایا تو اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔"

کہ اے موسیٰ علیہ السلام ڈرو نہیں تم ہی غالب آؤ گے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے جب انسانی شکل میں گئے تو انہوں نے بطور مہمان نوازی فوراً بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا کھاؤ۔ فرشتوں نے نہ کھایا تو ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے۔ فرشتوں نے تسلی دی:

"قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے ابراہیم ڈرو نہیں ہم فرشتے ہیں اور ہم کھایا نہیں کرتے ہم تو قوم لوط کی تباہی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان کی فکر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے لفظ لاتخف کہہ کر تسلی دی۔ ابراہیم علیہ السلام کو گھبراہٹ پیش آئی تو فرشتوں نے لفظ لاتخف کہہ کر تسلی دی۔ مگر ابوبکر صدیقؓ کو جب گھبراہٹ اور پریشانی لاحق ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے لاتخف کہہ کر تسلی نہیں دی۔ بلکہ ''لاتحزن'' فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر صدیقؓ کو اپنی جان کے چلے جانے کا کوئی غم نہیں تھا۔ بلکہ نبی پاک ﷺ کی جان کا غم تھا۔ اسی لئے فرمایا۔

''لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔''

کہ اے ابوبکر صدیقؓ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہمیں ان کافروں سے محفوظ رکھے گا۔

تو خیر کافر نبی پاک ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ کو تلاش کرنے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے جا کر اعلان کر دیا کہ جو شخص ان دونوں کو پکڑ کر لائے گا۔ اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اب ہر طرف خطرہ ہی خطرہ ہے۔ لوگ آپ کو تلاش کر کے انعام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر بے سود نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن اسی غار میں رہے۔ رات کی تاریکی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کھانا پہنچا جاتی اور بیٹا اہل مکہ کی خبریں پہنچا جاتا ہے۔ عامر بن فہیرہ (جو حضرت عائشہؓ کے بھائی کا غلام تھا) اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ شام کے وقت وہاں بکریاں لے جاتا اور آپ بقدر ضرورت دودھ لے لیتے۔ پھر وہ بکریوں کے ریوڑ سے آنے والوں کے نقش قدم کو تمام راستے مٹا دیتا۔ چوتھی رات ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے دو اونٹنیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آ گئیں۔ جن کو اسی سفر کے لئے خوب فربہ کیا ہوا تھا۔ آپ تقریباً آدھی رات کے وقت غار سے نکلے۔ آپ کے نکلنے کو شاعر نے اپنے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے۔

آدھی رات سوہنے غار نوں چھوڑیا
کہنے والا جالا نال ہتھ دے توڑیا
کبوتراں نوں حکم دتا اڑجا جوڑیا
حرم وچہ حمد کرو رب قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
اللہ ودھادے تہانوں دعا فرمائی اے
نوکری شاباش تسا ں سوہنی نبھائی اے
ساڈی تہاڈی ایتھوں ہوندی جدائی اے
رکھے تسانوں خوش ذات کبیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
صدقے میں جاواں وڈیاں حکمتاں والیا
کیسے اچا محل کیسے قلعہ بنا لیا
توں جالے دے قلعے اندر نبی بچا لیا
سمجھ نہ آوے ہر گز تیری تدبیر دی
جھوک وسیدی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

اونٹوں پر سوار ہوئے اور سمندر کے کنارے کنارے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک آبادی سے گزرے تو ایک آدمی نے بنی مدبح کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے آ کر کہا میں نے دو سواروں کو سمندر کے کنارے کنارے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی دو آدمی ہیں جن کی تلاش میں قریشیوں نے اعلان کروایا ہوا ہے۔ چنانچہ سراقہ بن مالک یہ سنتے ہی انعام حاصل کرنے کی لالچ میں اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر ہتھیار سجائے ہوئے ہوا سے باتیں کرتا جا رہا تھا کہ اس کی نظر آپ پر پڑ گئی۔ دل میں بڑا خوش ہوا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ یکا یک گھوڑی لڑکھڑائی اور سراقہ نیچے گر گیا۔ ہمت کر کے دوبارہ اٹھا اور آپ کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے مالک سے لو لگائے اپنے دھیان چلے جا رہے تھے۔ ناگہاں ابوبکر صدیقؓ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی ہمیں پکڑنے کیلئے آ رہا ہے۔ آپ نے دعا کی کہ یا اللہ ہمیں اس کی شر سے محفوظ رکھ۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ گھوڑی کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور سراقہ نیچے گر گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ان کو پکڑنا بہت محال ہے۔ نہایت عاجزی سے درخواست کرنے لگا کہ دعا کیجئے میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی اس طرف آپ کا تعاقب کرنے کیلئے آئے گا میں اس کو یہ کہہ کر کہ وہ اس طرف نہیں ہیں واپس لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے دعا کی گھوڑی کو زمین نے چھوڑ دیا اور سراقہ واپس ہو گیا۔

چلتے چلتے آپ ام معبدؓ کے خیمہ کے قریب سے گزرے۔ یہ عورت قوم خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی اور مسافروں کی خبر گیری اور مہمان گیری اور مہمان نوازی میں بڑی مشہور تھی۔ اس لئے مسافر بھی یہاں ٹھہر کر ذرا آرام کر لیا کرتے تھے۔ یہاں پہنچ کر عورت سے پوچھا کہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ کہنے لگی کوئی نہیں۔ اگر کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو پوچھنے کے بغیر ہی حاضر کر دیتی۔ نبی پاک ﷺ نے خیمہ کے اندر کونے میں ایک کمزور سی بکری کو بیٹھے دیکھا۔ پوچھا یہ بکری کیسی ہے۔ کہنے لگی کہ یہ بیمار ہے۔ ریوڑ کے ساتھ چل نہیں سکتی۔ اس لئے اسے گھر میں ہی باندھ رکھا ہے۔ شاعر لکھتا ہے۔

لِسی جہی بکری بدھی ڈٹھی رسول نے
چون اجازت منگی سوہنے مقبول نے
مائی نے کہیا جہیڑیاں بکریاں سول نے
اوہ گئیاں نے باہر ایہ نہیں قابل شیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں سے پیر دی

آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو ہم اسے دو ھ لیں۔ عورت کہنے لگی جناب یہ بکری دودھ کے قابل ہی نہیں ہے۔ اگر دودھ دے سکتی ہوتی تو میں خود بخود ہی دودھ دوھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتی تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے دوہنے کی اجازت تو دو۔ میں اسے دوھ لوں گا۔ مائی نے اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا مجھے کوئی برتن دے دو۔ مائی نے برتن دے دیا۔ آپ نے پکڑا اور بکری کے قریب جا کر اس کو کھڑا کیا اور نیچے بیٹھ گئے۔ بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں کو ہاتھ میں پکڑ لیا۔

آکھیں تے چولیئے سرکار فرما وندی
ہوواں قربان چولو مائی سنا وندی
سوہنے دی ذات ہتھ تھناں نوں لاوندی
بکری نہر وانگوں دودھ اولیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھن دودھ سے بھر گئے آپ ﷺ نے دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ برتن بھر گیا نبی پاک ﷺ نے پیا پھر دوبارہ دوہیا برتن بھر کر ابوبکر صدیقؓ کو پلایا۔ پھر تیسری دفعہ برتن بھر کر آپ نے اس عورت کے حوالے کر دیا اور آگے روانہ ہو گئے

بکری نے دودھ دتا سال اٹھاراں سی
عمر زمانے قحطوں موت کڑاکاں سی
دودھ اوہ دیندی رہی وانگ پھوہاراں سی
ہوئی اے برکت میرے ...ہادی بشیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

شام کے وقت ام معبدؓ کا خاوند بکریوں کو چرا کر گھر آیا تو گھر کی کیفیت بدلی ہوئی دیکھی۔ دودھ کے بھرے ہوئے برتن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پوچھنے لگا کہ کہاں سے آیا ہے۔ ام معبدؓ نے سارا قصہ سنا دیا۔ سن کر کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی اخرالزمان پیغمبر ہے۔ جس کی تلاش میں میں نے یہاں ڈیرا لگایا ہوا ہے

بیوی نوں کہندا اوہ تاں نبی غفاری سی
جس دی خاطر میں ایتھے عمر گزاری سی
کیوں نہیں روکی توں اس دی سوہنی سواری سی
کردا میں زیارت سوہنے بدر منیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

نبی پاک ﷺ کے پیچھے دوڑا۔ ملاقات کر کے عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ میں تو آپ کے انتظار میں بڑی شدت سے آپ کی ہجرت کے راستے میں ڈیرا لگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیں۔ آپ نے کلمہ پڑھایا اور دین اسلام پر بیعت لے لی۔ پھر آپ آگے روانہ ہو گئے۔ راستے میں حضرت زبیر بن عوامؓ سے ملاقات ہو گئی۔ جو ملک شام سے مال تجارت لے کر واپس آ رہے تھے۔ اس نے نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دو سفید کپڑوں کے جوڑے تحفتاً پیش کئے آپ نے قبول فرما کر پہن لئے اور پھر اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔

اب ذرا دوسری طرف سنیئے۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو جب آپ کے مکہ مکرمہ سے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ہر روز صبح کے وقت آپ کا استقبال کرنے کیلئے مقام حرّہ تک آتے اور انتظار کرتے۔ جب دو پہر گرم ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے۔ ایک دن جب طویل انتظار کے بعد واپس ہوئے تو ایک یہودی نے نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دور سے آتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس سے نہ رہا گیا اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا۔ اے عرب کے لوگو! وہ دیکھو تمہارا مقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے آ رہا ہے۔ اہل مدینہ اس آواز کو سنتے ہی دیوانہ وار آپ کے استقبال کیلئے دوڑ پڑے۔ فضا نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی۔ لوگ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ترانے گا رہے تھے۔ آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ ان سب کو لے کر حرّہ کی دائیں جانب سے ہوتے ہوئے بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے۔

ربیع الاول کا مہینہ اور سوموار کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے تھے اور آپ تشریف فرما تھے۔ مسلمان آپ کے دیدار کیلئے جوق در جوق جمع ہو رہے تھے۔ کئی مسلمان ایسے تھے جنہوں نے ابھی تک رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہی رسول خدا سمجھ کر سلام کر دیتے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات کو سمجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے کہ لوگوں کو آپ کی شناخت میں شبہ ہو رہا ہے۔

فوراً آپ کے سر مبارک پر اپنی چادر سے سایہ کردیا۔ تا کہ کسی کو پہنچانے میں شبہ نہ ہو جائے۔

شابش صدیقا اوہاں والیا سیانیاں
کول کھلوکے سوہنے تے کپڑا سی تانیا
لگے نہ بھلیکھا جاوے پیر پچھانیا
میں دل نہ انگلی ہو جائے عشق و ہیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
لیا پچھان لو کاں نال اشارتاں
کہندے سلام شوقوں کر دے زیارتاں
ٹھنڈے ہوئے دل ختم ہویاں حرارتاں
فضل خداؤں بجھی اگ سریر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

دس دن سے کچھ اوپر آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ اسی قیام کے دوران آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ جسے آج مسجد قبا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ یہیں تشریف فرما تھے کہ حضرت علیؓ بھی مکہ مکرمہ سے پیدل سفر کرتے ہوئے۔ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے۔ داخلہ بڑا ہی عجیب اور شاندار تھا۔ گلی کوچے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے کلمات سے گونج رہے تھے۔ مرد عورتیں بچے اور بوڑھے نبی ﷺ کی زیارت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے سراپا چشم بن گئے تھے۔ انصار کی معصوم بچیاں بڑے پیارے انداز اور میٹھی آواز سے یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِي
اَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

کہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ جب تک کوئی دعا کرنے والا دعا کرتا رہے۔ ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ تیرے حکم کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اس لئے کہ تیرا بھیجنے والا خدا ہے:

دیکھو نی سیو ساڈی قسمت عجیب اے
کتھے انصار قوم عاجز غریب اے
کجا تشریف لیایا رب دا حبیب اے
دعوت سلیمان منی کیڑی حقیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
قسمت اساڈی سارے جگ توں اچیری نی
سوہنا گوانڈھ ساڈا رحمت قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیونی قسمت ساڈی جگ توں نرالی اے
کملیاں دا پیر آیا کملی لے کالی اے
ایسے کملی نے ساری خلقت نوا لئی اے
ایسا المزمل جے نشانی و ہیر دی
جھوک ، وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی
واہ واہ نی سوہنا آیا لیندا ہولارے نی
جگاں دے جگ جس نے نظر تھیں تارے نی
نبوت دے بوہے نوں جندرے جس مارنے نی
جگ نوں لوڑ ایسے نذیر بشیر دی
جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی

مدینہ منورہ کا ہر مسلمان اس بات کی خواہش رکھتا تھا کہ نبی پاک ﷺ میرے ہاں مہمان ٹھہریں اور میں آپ کی خدمت کا شرف حاصل کروں۔ یہاں تک کہ ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اختلاف نہ کرو۔ میری اونٹنی انہا مامورۃ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ جس گھر کے سامنے یہ بیٹھے گی میں اسی کے ہاں مہمان ٹھہروں گا۔ سارے مسلمان خاموش ہو گئے۔ آپ کی سواری چل پڑی۔ اب ہر مسلمان اپنے دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں کر رہا ہے کہ یااللہ اونٹنی میرے گھر کے سامنے بیٹھ جائے۔ ایک نہایت ہی غریب مسلمان حضرت ابوایوب انصاریؓ کو اس کی بیوی کہنے لگی کہ لوگ نبی پاک ﷺ کو جا کر اپنے پاس مہمان بن کر ٹھہرنے کی درخواستیں پیش کر رہے ہیں۔ تم بھی جا کر قسمت آزمائی کرو۔ شاید تمہاری درخواست قبول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے۔ ابوایوبؓ کہنے لگے۔ اے اللہ کی بندی۔ وہاں بڑے بڑے مال دار لوگ ہیں اور ہم غریب ہیں ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔

ایوب کہیا زر باجھوں کیوں ریس کراں زر داراں
گھر دا حال سب معلم تینوں جیونکر وقت گزاراں
زر ہو وے تے زور لگاواں شوکت شان وکھاواں
نہیں تے میں اک تیرے تائیں مکدی گل مکاواں
جے آ اوتھے زر منظوری فیر نہیں کدھرے ڈھوئی
جے اوہ شاہ مسکیناں پر راضی فیر ساڈے باجھ نہ کوئی

میری ایک بات سن لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دولت مندوں کی قدر ہے تو پھر آپ کسی دولت مند کے گھر ہی قیام کریں گے اور اگر کسی غریب کی قدر ہے تو پھر گھبراؤ نہ۔ ہم سے بڑھ کر مدینہ منورہ میں کوئی بھی زیادہ غریب نہیں ہے۔ انشاء اللہ ہمارے ہاں ہی آئیں گے۔ ادھر گھر بیٹھے میاں بیوی یہ باتیں کر رہے ہیں اور ادھر نبی پاک ﷺ کی سواری گھروں کو کراس کرتی چلی جا رہی ہے۔ جب ایک گھر کو کراس کر کے آگے بڑھتی ہے تو دوسرے گھر والے صحابیؓ کے دل میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ آپ کی سواری میرے ہاں بیٹھ جائے۔ مگر نہیں آخر چلتے چلتے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے دروازے پر بیٹھ جاتی ہے۔ لوگ دوڑے دوڑے آئے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کو مبارکیں دینے لگے کہ تو کتنا خوش نصیب ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی میزبانی کے لئے تجھے پسند کیا ہے۔ آپ اپنی سواری سے اترے اور ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام کیا۔
اس دن سے اس شہر کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوستو اور بزرگو! یہ تھا مختصر واقعہ آپ کی ہجرت کا کہ کس طرح آپ نے مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور کس طرح مدینہ منورہ پہنچے۔ کافروں نے آپ کو ختم کرنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملایا اور مدینہ منورہ میں شاہانہ عزت عطا فرمائی۔ بالآخر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو فتح کر دیا اور اس پورے خطہ عرب کی سلطنت عطا فرمادی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

"واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ چہارم

بعنوان

مسلک اہل حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھبیسواں وعظ

ہمارا پیر و مرشد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمدللّه نحمدُهُ و نستعينُهُ و نستغفرُهُ و نؤمنُ به ونتوكّلُ عليه ونعوذُ باللّه من شرُوْر انفُسنا و من سيّات اعمالنا من يّهده اللّهُ فلا مُضلَّ لهُ و من يُضللهُ فلا هادى لهُ و نشهدُ ان لا اله الّا اللّهُ و حدهُ لا شريك لهُ ونشهدُ انَّ مُحمّدًا عبْدُهُ و رسُوْلُهُ صلى الله عليه وسلم ارسلهُ بالحقّ بشيرا وّ نذيرا بين يدى السّاعة من يُطع اللّه و رسُوْلهُ فقد رشد واهتدٰى و من يّعص اللّه و رسُوْلهُ فقدْ ضلَّ و غوٰى فانّهُ لا يضُرُّ الّا نفْسهُ ولا يضُرُّ اللّه شيْئًا۔ امَّا بعْدُ فانّ خير الحديث كتابُ اللّه و خير الهدى هدىُ مُحمّد صلّى اللّهُ عليه وسلّم و شرَّ الْاُمُور مُحدثاتُها و كُلُّ مُحدثة بدْعة" و كُلُّ بدْعة ضلالة" و كُلُّ ضلالة فى النّار۔

اعُوذُ باللّه من الشّيطن الرّجيم۔ بسْم اللّه الرّحمن الرّحيم۔

"يوم ندْعُوا كُلَّ اُناس بامامهم فمن اُوتى كتابه بيمينه فاُولٰئك يقرون كتابهُمْ ولا يُظلمُوْن فتيْلا۔"

ترجمہ:- جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے پیشوا سمیت بلائیں گے۔ پھر جن کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا۔ وہ شوق سے اپنے اعمالنامے کو پڑھنے لگیں گے اور ایک دھاگہ کے برابر بھی ظلم نہ کئے جائیں گے۔ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میں اپنی تقریر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا پیرومرشد اور رہبرو راہنما کون ہے اور اس مضمون کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ صرف اس لئے کہ اکثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے دلوں میں یہ غلط فہمی پیدا کی گئی ہے کہ اہلحدیث بے پیرے اور بے مرشدے ہیں۔ یہ نہ تو نبیوں کو مانتے ہیں اور نہ ہی ولیوں کو مانتے ہیں۔ یہ گستاخ اور بے ادب ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس غلط فہمی کو دور کروں اور بتاؤں کہ جماعت اہلحدیث پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں وہ کہاں تک درست ہیں۔

سنئے! جماعت اہلحدیث کے متعلق یہ کہنا کہ یہ نبیوں اور ولیوں کو نہیں مانتے یہ سراسر غلط اور بہت بڑا الزام ہے۔ جماعت اہلحدیث خدا تعالیٰ کے مبعوث شدہ تمام انبیاء پر ایمان رکھتی ہے اور ان میں سے کسی ایک نبی کا انکار سارے انبیاء کا انکار سمجھتی ہے۔ جو کہ کفر ہے۔ جماعت اہلحدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ جو مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ وہ دنیا میں کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی مل کر بھی نبی اکرم ﷺ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

جماعت اہلحدیث تمام اولیاء اللہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ہر نیک متقی اور پرہیز گار شخص کو واجب الاحترام سمجھتی ہے۔ بلکہ ہر وہ شخص جو کتاب وسنت کا پابند ہے۔ اس کی گرد پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ سمجھتی ہے۔ اولیاء اللہ کی توہین اور گستاخی کو ایمان کی بربادی کا سبب سمجھتی ہے۔ ہاں جماعت اہلحدیث یہ ضرور کہتی ہے کہ ہر شخص کو ولی نہ سمجھ لیا کرو۔ بلکہ یہ دیکھا کرو کہ یہ شخص کتاب وسنت کا پابند ہے یا نہیں۔ اس کا کنکشن نبی پاک ﷺ سے ملتا ہے کہ نہیں۔ اگر ملتا ہے تو اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اگر نہیں ملتا تو اس کو ذرا بھی حیثیت نہ دو۔ ہم ہر جبہ پہننے والے کو ولی نہیں سمجھ لیتے۔ بلکہ ہمارے نزدیک ولایت کا معیار کتاب وسنت ہے۔ جو شخص کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک وہ ولی ہے اور جو شخص کتاب وسنت کا پابند نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اس کو کسی صورت میں بھی ولی ماننے کو تیار نہیں۔ قرآن مجید نے بھی ولی کیلئے: ''اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ۔'' کی شرط لگائی ہے۔ جو اس شرط پر پورا اترے گا وہ ولی ہے اور جو پورا نہیں اترے گا وہ ولی نہیں ہے بلکہ ملمع ساز ہے۔

میرے بھائیو! ہمارے متعلق دل میں ایسے ہی نہ غلط فہمیاں پیدا کر لیا کرو کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں درست ہے کہ نہیں۔ اگر ہمارا معیار درست اور صحیح ہے۔ تو پھر آپ کو اپنے دل میں ہمارے متعلق پیدا کی گئی تمام غلط فہمیاں دور کر دینی چاہئیں۔

یاد رکھئے! دنیا میں جتنے بھی پیر و مرشد گزرے ہیں۔ سب نبی ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کر کے ہی اس مرتبہ کو پہنچے ہیں۔ جس کو جو کچھ بھی ملا ہے۔ صرف اور صرف اسی گھر سے ملا ہے۔

ابوبکر صدیقؓ کو صداقت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ عمر فاروقؓ کو عدالت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ عثمان غنیؓ کو سخاوت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ علی المرتضیٰؓ کو شجاعت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ آئمہؒ کو امامت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ اولیاءؒ اللہ کو ولایت ملی ہے تو اسی گھر سے۔ غرضیکہ جس کو بھی کوئی مقام اور مرتبہ ملا ہے تو نبی پاک ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی ملا ہے۔ آج اگر کوئی پیر اپنی نسبت اور تعلق نبی پاک ﷺ سے توڑ کر کسی دوسری طرف منسوب کرتا ہے۔ تو وہ پیر نہیں ہے۔ بلکہ شیطان ہے۔ جو پیر نبی پاک ﷺ کی سنت سے ایک انچ بھی ادھر اُدھر ہو کر اپنے ذاتی خیالات کو شریعت سے مقدم سمجھتا ہے تو وہ گمراہ ہے۔ پیر کیلئے ضروری ہے کہ اس کی جلوت اور خلوت کی زندگی پاک صاف ہو۔ اس کے ظاہری اور باطنی عمل سنت کے مطابق ہوں اور اس کی شکل و صورت گفتار و کردار اسلام کے عین مطابق ہوں اور اپنے مریدوں کو بھی یہی اوصاف حسنہ پیدا کرنے کی ترغیب دے۔ پیر کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مریدوں کی روحانی اور جسمانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کرے اور جب ان کو کوئی مشکل پیش آ جائے تو پھر اس کے تدارک کیلئے ان کو اس کا علاج بتائے اور ان کو ایسے درود وظائف سکھائے جن سے ان کی اصلاح ہو سکے۔ آج جب ہم دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں نبی پاک ﷺ کے علاوہ کوئی اور شخصیت ایسی نظر ہی نہیں آتی۔ جس میں یہ سب خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہوں۔ جماعت اہلحدیث یہ دعوت دیتی ہے کہ دنیا کے لوگو! تم نے اگر کوئی پیر و مرشد پکڑنا ہے تو اس ذات اقدس کو پکڑو جس میں کوئی عیب نہ ہو۔ ساری دنیا سے اپنے تعلقات توڑ کر نبی پاک ﷺ کو اپنے پیر و مرشد تسلیم کر لو۔ دنیا و 'فیہا کی تمام کامیابیاں تمہیں نصیب ہو جائیں گی۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے چند وہ چیزیں پیش کروں جو نبی پاک ﷺ نے بحیثیت پیر اپنے مریدوں کے سامنے پیش فرمائیں۔

سب سے پہلے آپ نے اپنے مریدوں (صحابہ کرامؓ) کے عقائد کی اصلاح کیلئے ان کو ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے بچنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ شرک ایک ایسی بیماری ہے جو کہ انسان کی تمام نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ مشرک آدمی کی کوئی عبادت خدا تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد چوری، زنا، قتل اولاد غرضیکہ ہر اس بُرائی سے بچنے کا حکم فرمایا جس سے انسان خدا تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے تو آپؐ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیا کرتے تھے۔ مگر عورتوں سے کبھی آپ ﷺ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت نہیں لی تھی۔ بلکہ زبانی اقرار لیا کرتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ایک چادر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور اس کا دوسرا حصہ عورتوں کی طرف پھینک دیتے تاکہ وہ اس کو پکڑ لیں۔ پھر ان سے سب برائیوں سے اجتناب کا عہد لیتے۔ عورتوں سے آپ ﷺ ہمیشہ پردہ میں بیعت لیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واللہ مامسّت یدہ' ید امْرأۃ قطُّ من الْمُبایعات۔"

کہ خدا کی قسم آپ ﷺ نے بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ فتح مکہ کے دن بہت سی عورتیں نبی پاک ﷺ کے پاس بیعت کرنے کیلئے آئیں۔ کہنے لگیں:

"اُبْسط یدك یارسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نُصافحْک۔"

کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ ہماری طرف کیجئے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں کیونکہ انہوں نے سمجھا تھا کہ جس طرح آپ ﷺ مردوں سے بیعت لیتے ہیں اسی طرح ہم سے بیعت لیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "انّی لا اُصافح النّساء" کہ میں عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا کرتا۔

آج کل کے پیر ماشاءاللہ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر بیعت لیتے ہیں۔ بلکہ جو عورت پردہ دار ہو اس کو کہتے ہیں۔ بیٹی پردہ اتار دو ہم سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج اگر ہم تم کو دیکھیں گے نہیں تو قیامت کو پہنچائیں گے کیسے؟

میرے بھائیو! سب سے زیادہ پاکباز شخصیت جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ جب وہ عورت سے پردہ میں بن ہاتھ میں ہاتھ رکھے بیعت لیتے ہیں تو دوسرے پیر کی کیا حیثیت ہے' وہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بے پردہ بیعت لے۔

یاد رکھو! جو پیر نبی ﷺ کی سنت چھوڑ کر کسی دوسرے راستہ کو اختیار کرتا ہے۔ وہ پیر نہیں ہے بلکہ شیطان ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسے پیروں کا محاسبہ کرے اور ان کو اس فعل بد پر سزا دے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت ایک پیر ہونے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مریدوں سے بیعت لیکران کی روحانی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''فَاِنْ وَفَّیتُمْ فَلَکُمُ الجَنَّۃ۔''

اگر تم نے معاہدہ کو جو میرے ساتھ کیا ہے۔ پوری طرح نبھایا تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

یہ اصول اور قاعدے کی بات ہے کہ مرید کو جب کوئی تکلیف یا پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے پیر کے پاس آ کر اس کا ذکر کرتا ہے اور اس کے تدارک کا حل چاہتا ہے۔ پھر پیر اپنے مرید کیلئے یا تو دعا کرتا ہے یا اس کو مصیبت سے چھٹکارا کے لئے وظائف بتلاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو بھی جب کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ اس کے ازالہ کے لئے نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر درخواست کرتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور ان کو مصائب کے حل کے لئے وظائف بھی بتلاتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حبیبؓ کی بیوی نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تنگی گزران کی شکایت کی۔ کہنے لگی کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔ تا کہ ہماری تنگدستی خوشحالی میں بدل جائے۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی دولت عطا فرمائی کہ وہ سنبھال بھی نہ سکتے تھے۔

ایک دفعہ بارش بند ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ بہت پریشان ہوئے۔ نبی پاک ﷺ جمعہ پڑھا رہے تھے۔ تو کسی نے کہہ دیا یا رسول اللہ ﷺ

''ھَلَکَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ۔''

بارش نہ ہونے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو گئے ہیں اور راستوں میں چلنا دشوار ہو گیا ہے۔ اس لئے بارش کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے دوران خطبہ ہی بارش کیلئے دعا فرما دی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب دعا کیلئے کہا گیا تھا۔ اس وقت کڑا کے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوپ تھی اور آسمان پر بادلوں کا نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ اچانک ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان ابر آلود ہو گیا۔ ابھی نبی پاک ﷺ نے خطبہ ختم بھی نہیں کیا تھا کہ بارش شروع ہوئی ۔ ہفتہ کو بارش' اتوار کو بارش' سوموار کو بارش' منگل کو بارش' بدھ کو بارش' جمعرات کو بارش' اور جمعہ بھی بارش متواتر آٹھ روز بارش ہی بارش' پہلے ہوتی نہیں تھی مگر اب رکنے کا نام ہی نہیں لیتی ۔ نبی پاک ﷺ جمعہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو پھر لوگوں نے کہا:

''هلكت الاموال وانقطعت السبل۔''

کہ یارسول اللہ ﷺ پہلے بارش نہ ہونے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو رہے تھے اور اب بارش کی زیادتی کی وجہ سے جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ دعا کیجئے کہ بارش رک جائے ۔ یا نہ ہو کہ ہم تباہ برباد ہو جائیں۔

نبی پاک ﷺ نے دوران خطبہ دعا فرمائی:

''اللّٰهُمَّ حوالينا ولا علينا۔''

کہ یا اللہ اب بارش کو ہٹا کر اس جگہ لے جا جہاں اس کی ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ دعا کر رہے تھے بارش رک گئی اور وہ آسمان جو بادلوں سے بھرا ہوا تھا آناً فاناً صاف ہو گیا۔

میرے بھائیو! صحابہ کرامؓ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو وہ آکر اپنے پیر و مرشد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر اس کی فریاد کرتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھی ۔ میں اس کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کر دیتی تھی:

''فدعوتها يوما فاسمعتنى فى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اكره۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن جب میں نے اس کو دعوت اسلام پیش کی تو اس نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں نہایت گستاخانہ الفاظ کہے۔ جن کو سن کر میں بے تاب ہوگیا اور رونے لگا۔ پھر اسی حالت میں ہی نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور عرض کی حضور دعا کیجئے کہ میری ماں مسلمان ہو جائے۔ نبی پاک ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔''

کہ اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

''فخرجت مُستَبْشرا بدعوة النَّبیّ صلَّی اللّٰهُ علَیْه وسلَّم۔''

بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی دعا کے بعد خوشی خوشی گھر لوٹا تو دروازے کو بند پایا۔ میں نے دروازے کو کھٹکھٹایا تو میری والدہ نے کہا ٹھہر جاؤ۔ میں نے انتظار کیا مجھے محسوس ہوا کہ میری والدہ نہا رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میری والدہ نے کپڑے تبدیل کر کے دروازہ کھولتے ہی کہا۔

''اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔''

کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ میں بڑا خوش ہوا اور آپ کو جا کر اپنی ماں کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سنائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری ماں کو اسلام کی دولت عطا فرمادی ہے۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ ادھر دعا کی اور ادھر پوری بھی ہوگئی۔ پیر ہو تو ایسا ہو کہ جس کی زبان سے نکلا ہوا لفظ کبھی خطا نہ جائے۔ تبھی تو ہم کہتے ہیں کہ پیر اس کو پکڑو جس کی اطاعت و فرمانبرداری سے تمہاری تقدیر بدل جائے۔ پیر اس کو پکڑو جس کی مجلس اختیار کرنے سے دنیا و مافیہا کی کامیابیاں تمہارے قدم چومنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگیں۔

کتنا بدقسمت ہے وہ شخص جو نبی پاک ﷺ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو مرشد تسلیم کرتا ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ساری دنیا کے پیرو مرشد اکٹھے کر لئے جائیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی گردو پا کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کسی نے کیا خوب ہی کہا ہے۔

دن ہوندیاں جو دیوا بالے احمق اسنوں کہیے
احمد ہوندیاں جو مرشد ڈھونڈے اسدا نام کی لیے

ہمیں آج یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ ان کا پیرو مرشد کوئی نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ ہمارے سامنے مرشد کے لئے ایک میعار ہے۔ کہ اس کی جلوت اور خلوت کی زندگی پاک ہو۔ اس کا اٹھنا اور بیٹھنا پاک ہو۔ اس کا سونا اور جاگنا پاک ہو۔ اس کا کھانا اور پینا پاک ہو۔ مرشد وہ ہونا چاہئے جو بے عیب ہو۔ یہ ساری چیزیں ہمیں سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کسی میں نظر ہی نہیں آتیں۔ اس لئے ہم نے دنیا کے پیروں کو چھوڑ کر نبی پاک ﷺ کو اپنا پیرو مرشد تسلیم کر لیا ہے۔

میں حیران ہوں کہ جو شخص نبی پاک ﷺ کو اپنا رہبر و راہنما سمجھے اس کو تو فوراً گستاخ کہہ دیا جائے اور جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رہبر سمجھے وہ عاشق رسول ﷺ۔ یہ عجیب منطق ہے۔ ہمیں گستاخ کہنے والو! خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت ہوتی تو پھر تمہیں آپ ﷺ کے سوا دوسرا کوئی نظر آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔ کیونکہ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ محبت کی ان کو دنیا کی سب چیزیں بھول گئی تھیں۔ آیئے! مزید از مزید تفصیل کیلئے میری کتاب مواعظ طارق حصہ دوم اور حصہ سوم کا مطالعہ فرمائیں۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچ کر اس کا علاج تشخیص و دریافت کرتے آپ ﷺ پھر اپنے مریدوں کی تکلیف کے ازالہ کے لئے ان کے حق میں دعائیں بھی فرماتے اور ان کو حل مشکلات کے لئے وظائف بھی بتلاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو وہاں ان دنوں بخار کا بڑا زور تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ بھی بیمار ہو گئے۔ میں نے درخواست کی کہ حضرت دعا کیجئے مدینہ منورہ اس مرض بخار سے نجات پا جائے! کیونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت خراب ہے اور سب کو اس بخار میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے دعا فرمائی۔ جس سے صحابہ کرامؓ بھی تندرست ہو گئے اور بخار کی وبا بھی دور ہو گئی۔ نبی پاک ﷺ کا ایک مرید آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِیْ اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ تَرَكَ دَیْنًا كَثِیْرًا۔"

یا رسول اللہ ﷺ آپ کو علم ہے کہ میرے اباجی جنگ احد میں مقروض شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے قرض خواہوں کو کہا ہے کہ ہماری ساری کھجوریں لے لو اور قرضہ معاف کر دو مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے۔ جس سے میرے اباجی کا سارا قرضہ اتر جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ قرض خواہوں نے بھی آ کر قرض کا مطالبہ کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نے جب قرض خواہوں کا طرز عمل دیکھا تو اٹھ کر کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اپنے قرض خواہوں کو ماپ کر کھجوریں دو۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے کھجوروں کو ماپنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ میرے والد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ جتنا قرضہ تھا۔ سب کا سب ادا ہو گیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے۔ پیر ہو تو ایسا ہو کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تھوڑے مال میں برکت پیدا کر کے زیادہ کر دے۔ آج کل کے پیر تو ماشاء اللہ جہاں ایک دفعہ پھیرا مار جائیں۔ وہاں کئی دنوں تک کمی پوری نہیں ہوتی۔ مگر نبی پاک ﷺ جہاں ایک دفعہ پھیرا مار جاتے تھے۔ وہاں برکتیں ہی برکتیں چھوڑ جاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

"اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ اللّٰهَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَکَةِ۔"

کہ میں آپ ﷺ کے پاس چند کھجوریں لایا۔ جو تعداد میں تقریباً اکیس تھیں اور عرض کیا کہ ان میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ نے ان کھجوروں کو اپنے ہاتھ میں لے کر برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا:

"خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ کُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْهِ یَدَكَ فَخُذْهُ۔"

کہ ان کھجوروں کو جا کر اپنے تھیلے میں ڈال لینا۔ جب تجھے کھجوروں کی ضرورت ہو تو تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا۔ لیکن اس کو جھاڑنا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی سال تک میں تھیلے میں سے کھجوریں نکال کر خود بھی کھاتا رہا اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ بھی کرتا رہا۔ مگر کھجوریں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں۔ وہ تھیلا ہمیشہ میرے پاس رہتا تھا۔ یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اس دن وہ تھیلہ مجھ سے ضائع ہوگیا۔

تو ہاں میں عرض کرر ہا تھا کہ کسی مرید کی تکلیف کے ازالہ کے لئے آپ ﷺ دعا فرما دیتے اور کسی کو پڑھنے کے لئے وظیفہ بتلا دیتے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر اتنا قرض ہوگیا ہے کہ اب مجھے اس کی ادائیگی کی صورت نظر نہیں آتی اور میں ہر وقت غم اور فکر میں مبتلا رہتا ہوں۔ خدا کے لئے میرے بارے میں کچھ کیجئے۔ تا کہ میرا غم دور ہو جائے اور میں سکون کی زندگی بسر کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ میں تمہیں ایک ایسا وظیفہ بتلاتا ہوں۔ جس کے کرنے سے تیرا سارا قرض بھی اتر جائے گا اور تو آرام کی نیند بھی سو سکے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ وظیفہ روزانہ صبح و شام پڑھا کرو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔"

صحابیؓ بیان کرتا ہے کہ میں نے چند دن ہی یہ وظیفہ پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا قرضہ بھی اتار دیا اور میرے غم بھی دور فرما دیئے۔

بعض روایات میں اس طرح آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص

"اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔"

جو صبح و شام اس وظیفہ کو کثرت سے پڑھا کرے گا۔ اگر اس کے سر پر پہاڑ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر بھی قرض ہوگا تو وہ بھی ادا ہو جائے گا۔ آج کل کے پیر لوگوں کو شرکیہ وظائف بتلاتے ہیں۔ مجھے ایک دوست نے بیایا کہ مجھے میرے پیر نے دشمن کو زیر کرنے کے لئے کڑک علیؓ کڑکا علیؓ دشمن نوں منجے پا علیؓ یا علیؓ یا علیؓ۔ وظیفہ بتلایا ہے۔ کئی لوگ اٹھتے بیٹھتے یا علیؓ بابا فریدؒ کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ اپنے مریدوں کو خدا کے آگے جھکنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے غم دور کرنے کے لئے یہ وظیفہ ارشاد فرمایا۔

"اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔"

(مستدرک حاکم)

کاروبار کی ترقی کے لئے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بازار میں جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو تمہیں تجارت میں کبھی نقصان نہیں ہوگا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔"

پھر فرمایا کہ جو شخص روزانہ ایک دفعہ سورۃ واقعہ کی تلاوت کرے گا اس کو کبھی معاشی تنگی نہیں ہوگی۔

بیماری کے ازالہ کے لئے حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے ایک وظیفہ بتایا کہ جس بیمار پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمادے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَشْفِيْکَ اللّٰهَ۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نبی پاک ﷺ کا معمول بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اسکے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔"

تو خیر اس قسم کے بے شمار وظائف ہیں جو کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے مریدوں کو مصائب و تکالیف کے حل کیلئے ارشاد فرمائے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور شرکیہ وظائف سے اجتناب کریں۔

میرے بھائیو! پیر ہو تو ایسا ہو کہ مرید کے لئے اگر دعا کرے تو اس کی دنیا و آخرت سنور جائے۔ اگر وظیفہ بتائے تو کامیابیوں سے ہمکنار ہو جائے اور اگر کسی مرید کے گھر چلا جائے۔ تو اس کا گھر انوار برکات سے معمور ہو جائے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں ہم خندق کھود رہے تھے کہ درمیان میں ایک بڑا سخت پتھر آ گیا۔ ہم نے اس کو توڑنے کی کوشش کی مگر وہ کسی طرح نہ ٹوٹ سکا۔ ہم نے نبی پاک ﷺ سے آ کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ خندق کھودتے کھودتے درمیان میں ایک پتھر آ گیا ہے جو ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو میں اسے دیکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے تو میں نے دیکھا آپ نے پیٹ پر شدت بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا ہے۔ میری طبیعت پر اس کا بہت اثر ہوا میں فوراً گھر آیا اور آ کر اپنی بیوی کو کہا:

"هَلْ عِنْدَكِ شَيْئٌ" فَاِنِّي رَاَيْتُ بِالنَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں نے دیکھا ہے۔ نبی پاک ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ بیوی نے کہا ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچہ موجود ہے۔ میں جو پیس کر روٹی تیار کرتی ہوں اور تم بکری کے بچے کو ذبح کر کے گوشت بنا دو اور پھر نبی پاک ﷺ کو بلا کر کھانا کھلا دو۔ چنانچہ بیوی نے جو پیس کر آٹا بنایا اور میں نے بکری کو ذبح کر کے گوشت بنا دیا:

"ثُمَّ جِئْتُ النَّبِی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحْنَا بَهِيمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ۔"

پھر نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جو تھے۔ جس کا ہم نے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ بمع اپنے چند ساتھیوں کے میرے ساتھ گھر تشریف لے چلیں اور جا کر تناول فرمالیں۔ آج کل کا کوئی پیر ہوتا تو فوراً اٹھ کر پانچ سات آدمی اپنے ساتھ لے کر چپکے سے کھانا کھا آتا۔ قربان جاؤں میں نبی پاک ﷺ کے۔ آپ ﷺ نے اس طرح جا کر کھانا پسند ہی نہیں کیا بلکہ:

"فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّى هَلًا بِكُمْ۔"

اونچی آواز سے اعلان فرمایا کہ خندق کھودنے والو! جابرؓ نے ہماری دعوت کی ہے۔ چلو جا کر کھانا کھا آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جابرؓ!

"لَاتُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَاتُخْبِزُنَّ عَجِيْنَتَكُمْ حَتّٰى اَجِیْ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم چلو اور جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک نہ روٹی پکانا ورنہ ہی ہانڈی چولہے سے اتارنا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں گھر پہنچا تو نبی پاک ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے آتے ہی آٹے میں اور ہانڈی میں اپنا لب مبارک ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ روٹیاں پکانے والی کو بلاؤ تا کہ وہ روٹیاں پکائے اور ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا۔ بلکہ اوپر سے ہی سالن ڈال کر دیتے جانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم خندق والے ایک ہزار آدمی تھے۔ سارے کے سارے کھانا کھا کر چلے گئے۔ مگر ہماری ہانڈی اور ہمارے آٹے میں ذرا جتنی بھی کمی نہ ہوئی۔

سبحان اللہ! پیر ہو تو ایسا کہ اس وقت تک خود کھانا نہ کھائے۔ جب تک اپنے مریدوں کو نہ کھلائے۔ پھر لطف کی بات یہ ہو کہ پانچ سات آدمیوں کا کھانا ایک ہزار آدمی کو کفایت کر جائے۔ آج کئی جاہل لوگ اس حدیث کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت جابرؓ کے گھر جا کر ختم پڑھا۔ لہذا ختم پڑھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ حدیث ختم کی دلیل ہے۔ تو کیا دنیا کا کوئی شخص یہ بتا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ کے گھر جا کر کیا پڑھا تھا؟ اگر ختم پڑھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ تو پھر وہی کچھ کرنا چاہیے جو آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ کے گھر جا کر کیا تھا اور وہی کچھ پڑھنا چاہیے جو کچھ آپ ﷺ نے پڑھا تھا۔ حدیث کے الفاظ تو یوں ہیں کہ آپ ﷺ نے آٹے میں اور ہانڈی میں لب مبارک ڈال کر برکت کی دعا فرمائی۔ اب ختم پڑھنے والے مولوی صاحب کو چاہیے کہ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے پہلے کھانے میں تھوک ڈالے اور پھر دعا کرے۔ پھر دیکھیں گے کہ مولوی صاحب کا کیا حشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ جوتے نہ پڑے تو میرا نام تبدیل کر دیں۔

میرے بھائیو! اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے احادیث کو توڑ پھوڑ کر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت جابرؓ والی حدیث تو کسی صورت میں بھی بطور دلیل ختم کے لئے پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ وہاں تو نبی پاک ﷺ کے معجزہ کا ظہور ہوا ہے۔ اگر اس حدیث کو دلیل بنانا ہے۔ تو وہاں پانچ سات آدمیوں کا کھانا ایک ہزار آدمی کھا جاتے ہیں مگر کھانا پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں دیکھتے ہی دیکھتے منٹوں سیکنڈوں میں ہانڈیاں اور کنالیاں صاف ہو جاتی ہیں اور کئی آدمیوں کا کھانا اکیلا مولوی ہی کھا جاتا ہے۔ سنت پر عمل کرنا ہے تو پھر اسی طرح کرو جس طرح آپ ﷺ نے کیا ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم صدقہ خیرات کے منکر ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص بے ایمان ہے جو صدقہ خیرات کا منکر ہو۔ صدقہ خیرات دو مگر مستحقین کو کیا صدقہ خیرات کا مستحق ہمیں سب سے زیادہ مولوی ہی معلوم ہوتا ہے؟ صدقہ خیرات دینا ہے تو اس کے اہل غریب اور مسکین لوگ ہیں ان کو دینا چاہئے۔ اگر کسی غیر مستحق کو صدقہ دیا گیا تو اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ یہ ختم والا چکر تو صرف پیٹ کے پجاری مولویوں کا بنایا ہوا ہے۔ اگر میری بات غلط ہو تو آپ آزما کر دیکھ لیں۔ چند اچھے اچھے مرغن کھانے پکا کر مولوی صاحب کو ختم کیلئے بلائیں۔ جب وہ ختم پڑھ چکے تو اس کو کہیں جزاک اللہ مولانا یہ کھانا غریبوں مسکینوں کا حق ہے اسلئے آپ تشریف لے جائیں اور اسکو کچھ نہ دیں پھر دوسری دفعہ ختم پڑھنے کیلئے بلا کر دیکھیں وہ آتا ہے کہ نہیں اگر آ جائے تو میرا نام تبدیل کر دیں۔

میرے بھائیو! مولوی آپ کے کھانے مال غنیمت سمجھ کر کھاتا ہے اور آپ بھی اچھی طرح اسے پیٹ بھر کر کھلاتے ہیں تو وہ کیسے کہے کہ یہ حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیئے! جو مال سنت نبوی ﷺ کو چھوڑ کر غلط طریقہ سے حاصل کیا جائے وہ بظاہر تو مال نظر آئے گا مگر حقیقت میں جہنم کی آگ ہوگی۔ (اللہ ہمیں محفوظ رکھے)

میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ جہاں ایک قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ وہاں برکتیں ہی برکتیں نازل ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ سفر ہجرت میں چلتے چلتے آپ ﷺ ام معبدؓ کے خیمہ کے قریب گزرے۔ یہ عورت قوم خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی اور مسافروں اور راہ گیروں کی مہمان نوازی میں بڑی مشہور تھی۔ اس لئے مسافر بھی یہاں ٹھہر کر ذرا آرام کر لیا کرتے تھے اور کچھ کھا پی لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ام معبد سے پوچھا کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ کہنے لگی نہیں۔ اگر کچھ ہوتا تو پوچھے بغیر ہی حاضر کر دیتی۔ اتنے میں:

"فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِى الْخَيْمَةِ۔"

خیمہ کے اندر کونے میں نبی پاک ﷺ نے ایک بکری کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ:

"مَاهٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّا مَعْبَدٍ۔" ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ کہنے لگی

"شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ۔"

کہ یہ بیمار ہے کمزور ہونے کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اس لئے اسے گھر میں ہی باندھ رکھا ہے۔ انہی الفاظ کو کسی شاعر نے اپنے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستی جھی بکری بدھی ڈٹھی رسول ﷺ نے
چون اجازت منگی سوہنے مقبول ﷺ نے
مائی نے کہیا جھڑیاں بکریاں سول نے
اوہ گیاں نے باہر ایہ نہیں قابل شیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ“ کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ کہنے لگی۔ ”هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذَالِكَ“ یہ دودھ کے قابل ہی نہیں ہے۔ اگر یہ دودھ دیتی ہوتی تو میں خود بخود دودھ دھو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اَتَاذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا۔“

کہ کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس کا دودھ دھولوں۔ کہنے لگی:

”بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَاَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا۔“

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اگر آپ ﷺ کو اس کے تھنوں میں دودھ نظر آتا ہے تو بڑے شوق سے دھولیں:

”فَدَعَابِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى۔“

آپ نے بکری کو منگوایا اور اس کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ بکری نے اپنے پاؤں کو دودھ دوہنے کے لئے کشادہ کر دیا اور جگالی کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک برتن لاؤ۔ مائی نے برتن دے دیا۔ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکری کے قریب بیٹھ کر اس کو دوہنے لگے۔

آکھیں تے چولئے سرکار فرما وندی
ہوواں قربان چولو مائی سنا وندی
سوہنے دی ذات ہتھ تھناں نوں لاوندی
بکری نہر وانگوں دودھ اولیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

برتن دودھ سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے ام معبدؓ کو پلایا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا اور آخر میں خود پیا۔

''ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتَّى مَلَأَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا۔''

دوبارہ پھر آپ ﷺ نے دودھ دوھیا برتن بھر گیا تو ام معبدؓ کو کہا۔ اس کو رکھ لو اور ہم اب چلتے ہیں۔ ام معبدؓ نے نبی پاک ﷺ کے اس معجزے کو دیکھا تو کہنے لگی کہ مجھے مسلمان کرلیں۔ آپ ﷺ نے اسے کلمہ پڑھایا اور آگے روانہ ہو گئے۔ شاعر کہتا ہے:

بکری نے دودھ دتا سال اٹھاراں سی
عمر زمانے قحطوں موت ککاراں سی
دودھ اوہ دیندی رہی وانگ پھوہاراں سی
ہوئی سی برکت میرے ہادی بشیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام ہوئی تو ام معبدؓ کا خاوند بکریاں چرا کر گھر آیا تو گھر کی حالت بدلی ہوئی دیکھی۔ پھر دودھ سے بھرے ہوئے برتن کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔ پوچھنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ ام معبدؓ نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ کہنے لگا کہ مجھے اس کا حلیہ بتاؤ۔ ام معبدؓ نے حلیہ بتایا تو کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہی آخر الزمان پیغمبر ہے۔ جس کی تلاش میں میں نے یہاں ڈیرہ لگایا ہوا ہے ۔

بیوی نوں کہندا اوہ تاں نبی ﷺ غفاری سی
جس دی خاطر میں ایتھے عمر گزاری سی
کیوں نہیں روکی توں اسدی سوہنی اسواری سی
کر دا میں زیارت اس بدر منیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

بے قرار ہو کر نبی پاک ﷺ کے پیچھے دوڑا اور ملاقات کر کے عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ میں بڑی مدت سے صرف آپ ﷺ کے انتظار میں آپ کی ہجرت کے راستہ میں ڈیرہ لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے آپ مسلمان کرلیں۔

آپ ﷺ نے مسلمان کیا۔ دین اسلام پر بیعت لی اور آگے روانہ ہوگئے۔

میرے بھائیو! آج کل کے پیر پہلے خود کھائیں۔ پھر مریدوں کو کھلائیں۔ مگر نبی پاک ﷺ پہلے مریدوں کو کھلاتے ہیں اور پھر خود کھاتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ جس گھر میں پھیرا مار جائیں۔ وہاں دنیاوی برکتوں کے علاوہ ان کو جنت الفردوس کا مکین بھی بنا جائیں۔ کتنا بدنصیب انسان ہے وہ جو ایسے پیر و مرشد کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت لگائے۔ کتنی بے انصافی ہے کہ جو شخص کہے کہ میرے پیر و مرشد نبی ﷺ ہیں۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتو گستاخ کہہ دیا جائے اور جو شخص کہے کہ میرا پیر فلاں فلاں بزرگ ہے۔ اس کو عاشق کہا جائے۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے)

پیر پکڑنا ہے اس کو پکڑو جس کو مرید کی دنیا و آخرت کی فکر ہو

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

پیر ایسا ہو کہ اپنے غریب اور مسکین مریدوں کو دولت مندوں پر ترجیح دے۔ ایسا نہ ہو کہ موٹے موٹے لوگوں کا تو خیال رکھے اور غریبوں کو نظر انداز کر دے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو ہر ایک مسلمان کے دل میں یہ خواہش تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں مہمان ٹھہریں۔ تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کر سکوں۔ صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواستیں پیش کیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری سواری "مَامُوْرَۃٌ مِنَ اللّٰہِ" ہے جس گھر کے سامنے یہ بیٹھے گی۔ میں اسی کے ہاں قیام کروں گا۔ چنانچہ سواری چل پڑی۔ ہر صحابیؓ دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگا کہ یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میرے گھر کے سامنے بیٹھ جائے۔ ایک نہایت ہی غریب مسلمان حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو اس کی بیوی کہنے لگی کہ لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنے اپنے ہاں مہمان بن کر ٹھہرنے کی درخواستیں پیش کر رہے ہیں۔ تم بھی جا کر قسمت آزمائی کرو۔ شاید ہماری درخواست قبول ہو جائے۔ ابوایوب ؓ کہنے لگے اے اللہ کی بندی وہاں بڑے بڑے مال دار لوگ ہیں اور ہم غریب ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

ایوب ؓ کہیا زر باجھوں کیوں ریس کراں زرداراں
گھر دا حال سب معلم تینوں جیونکر وقت گزاراں
زر ہووے تے زور لگاواں شوکت شان دکھاواں
نئیں تے میں اک تیرے تائیں مکدی گل مکاواں
جے آ اوتھے زر منظوری فیر نئیں کدھرے ڈھوئی
جے اور شاہ مسکیناں پر راضی فیر ساڈے باجھ نہ کوئی

سنو! اگر خدا تعالیٰ کے ہاں دولت مندوں کی قدر ہے تو پھر آپ ﷺ کسی دولت مند کے گھر ہی قیام کریں گے اور اگر غریبوں کی قدر ہے تو پھر گھبراؤ نہیں۔ ہم سے زیادہ پورے مدینہ منورہ میں کوئی بھی غریب نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ ﷺ ہمارے گھر ہی آئیں گے۔ ادھر گھر بیٹھے میاں بیوی یہ باتیں کر رہے ہیں۔ ادھر نبی پاک ﷺ کی سواری گھروں کو کراس کرتی جا رہی ہے۔ آخر چلتے چلتے حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر کے دروازے پر بیٹھ جاتی ہے۔ لوگ دوڑے دوڑے آئے اور حضرت ابوایوب ؓ کو مبارکیں دینے لگے کہ تو کتنا خوش نصیب ہے کہ نبی پاک ﷺ کی میزبانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے پسند کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر قیام فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ جماعت اہلحدیث کا پیر وہ ہے جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی پیر بھی نہیں کرسکتا۔ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں میری اس بات کی تصدیق کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”طُوْبٰی لِاَهْلِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّ اِمَامَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔“

کہ اس آیت میں بعض سلف کے نزدیک اہل حدیث کے لئے بہت بڑی بزرگی ہے۔ کیونکہ ان کے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

میرے بھائیو! آؤ ہم سب اکٹھے ہو کر اس پیر کا دامن پکڑ لیں جس کی تابعداری ہم پر فرض کر دی گئی ہے اور جس نے دنیا و آخرت میں ہمارے کام آنا ہے۔

دیکھیئے ناں! جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ اے نووارد انسان! دنیا میں تو نے عبادت خدا تعالیٰ کی کرنی ہے اور اطاعت محمد رسول اللہ ﷺ کی کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ تیرے سامنے عبادت کے لئے بے شمار بت کھڑے کیے جائیں گے۔ مگر کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا۔

اسی طرح نبی پاک ﷺ کے علاوہ بے شمار پیر و مرشد پیش کئے جائیں گے۔ مگر کسی کی اطاعت و فرمانبرداری کا دم نہیں بھرنا۔ پھر جب انسان فوت ہو جاتا ہے۔ تو قبر میں جاتے ہی اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ بتلاؤ جن کے بارے میں تمہاری پیدائش کے وقت ذکر کیا گیا تھا اور اقرار کر لیا گیا تھا۔ ان کو کہاں تک نبھایا ہے؟ کس کی عبادت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہو؟ اور کس کی اطاعت کرتے رہے ہو؟

اگر عبادت خدا تعالیٰ کی اور اطاعت محمد رسول اللہ ﷺ کی صدق دل سے کی ہوئی ثابت ہوگئی تو نجات ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ تو جس ذات کو لازم پکڑنے سے ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہو جائیں کیوں نہ اِس کو ہی اپنا رہبر و رہنما سمجھا جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نبی پاک ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

”واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستائیسواں وعظ

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰے
اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ
بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اَعُوْذُبِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ
شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَرُ۔" (پ۳۰ سورۃ کوثر)

ترجمہ:- ہم نے آپ ﷺ کوکوثر عطا فرمایا ہے۔ پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور
قربانی کر۔ یقیناً تیرا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کے تیسویں پارے کی ایک چھوٹی سی
سورۃ تلاوت کی ہے۔ دیکھنے میں تو یہ چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر معنی اور مطلب کے
لحاظ سے بڑی وسیع ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے
فضائل ومناقب کا ایک سمندر بند کردیا ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس سورۃ کی تشریح وتفسیر
آپ کے سامنے بیان کروں۔ شان نزول بتادینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جب نبی
پاک ﷺ کے بیٹوں کا انتقال ہوگیا تو عاص بن وائل اور اس کے دوسرے مشرکین
ساتھیوں نے کہا کہ بس اب اس کی نسل ختم ہوگئی ہے اور آپ ﷺ ابتر ہوگئے ہیں۔
نعوذباللہ ابتر (اسے) کہتے ہیں جس کی نسل باقی نہ رہے۔ مطلب یہ تھا کہ محمد ﷺ کے
انتقال کے بعد اس کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ کافروں کی اس بات سے نبی پاک
ﷺ نہایت غمزدہ ہوئے تو اللہ پاک نے آپ کی تسلی کے لئے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔"

کہ اے نبی ﷺ آپ غم اور فکر نہ کریں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرما دیا ہے۔ ہم نے آپ پر بڑے بڑے انعامات کی بارش کی ہے۔ یہ کافر جو بکواس کر رہے ہیں کہ اس کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔ گھبرائیے نہیں۔ میں آپ ﷺ کے نام کو چار چاند لگا کر رہتی دنیا تک قائم ودائم رکھوں گا۔ اپنے نام کیساتھ تیرا نام رکھوں گا۔ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا۔ وہاں تیرا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یہ لوگ تجھے مٹانے اور ذلیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خود ہی ذلیل ورسوا ہوں گے۔ (مسند احمد میں بحوالہ تفسیر ابن کثیر

اس کا شانِ نزول یوں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوگئی پھر یکا یک سر اٹھا کر مسکرائے۔ صحابہ کرامؓ نے مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت اتری ہے۔ پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس کی تلاوت کی اور فرمایا جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا خدا اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ جنت کی ایک نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے رب نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"حَوْضِی مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَآءٌ وَمَاءُهُ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَاُ اَبَدًا۔" (مشکوٰۃ شریف باب الحوض والشفاعۃ)

کہ میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کی لمبائی رکھتا ہے اور اس کے زاویے برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔یعنی وہ مربع شکل کا ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے ۔خوشبو اس کی کستوری سے زیادہ بہتر ہے اور جام اس کے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔جو شخص ایک بار اس کا پانی پی لے گا۔اس کو پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

دوستو اور عزیزو! میدان محشر ایک ایسا دن ہوگا۔جس دن شدت کی گرمی ہوگی۔ہر آدمی پسینے سے شرابور ہوگا۔بعض آدمی ایسے ہوں گے۔جن کو پسینہ ٹخنوں تک ہوگا۔کسی کو گھٹنوں تک کسی کو کمر تک اور کئی پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔آج کل کی گرمی کو ہی دیکھ لیں۔جب تک دن میں کئی مرتبہ پانی نہ پی لیں چین نہیں آتا۔ذرا سی دھوپ برداشت نہیں ہوسکتی۔فوراً سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ میں پناہ لیتے ہیں۔تو کل قیامت کی گرمی کا کیا حال ہوگا۔اس گرمی والے دن جس نے ایک دفعہ حوض کوثر کا پانی پی لیا اس کو پھر پیاس نہیں لگے گی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

”لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَاتَدْرِيْ مَااَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔“

کہ میں حوض کوثر پر بیٹھا پانی پلا رہا ہوں گا کہ میرے پاس بہت سے لوگ آئیں گے۔جن کو میں پہچان لوں گا اور وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔پھر میرے اور ان کے درمیان ایک آڑ کھڑی کر دی جائے گی۔میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں تو مجھے بتلایا جائے گا کہ ان کے متعلق آپ ﷺ کو علم نہیں ہے۔یہ وہ ہیں جنھوں نے آپ کے بعد نئی نئی بدعتیں نکال لی تھیں۔مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ اپنی زبان میں یوں کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نس نس آون لوکیں طرف تلاب دے
ادبوں جا کھڑے ہو ون پیش جناب دے
بھر بھر پلاوے ساقی جام شراب دے
پینڈیاں پینڈیاں رونق چہرے تے آئی آ
ایہ چٹھی آسمانوں احمد سرور نوں آئی آ

آیا اک ٹولہ چہرے چمن نورانی نے
مومناں والی اس وچ پوری نشانی نے
پچھاں ہٹایا اس نوں ملک گرامی نے
قدرت تھیں مولا دچہ کندھ ٹکائی آ
ایہ چٹھی آسمانوں احمد سرور نوں آئی آ

آپ پوچھیں گے۔ یا اللہ یہ تو میری امت تھی میرے اور ان کے درمیان دیوار کیوں حائل کر دی گئی ہے؟ تو جواب ملے گا۔

”اِنَّکَ لَاتَدرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔“

ایہہ نہیں امت تیری احمد پیارا
باغ رسولا تیرا لہناں نے اجاڑیا
نویاں نویاں رسماں کڈھ دین وگاڑیا
دین وچ شاہا لہناں بدعت ملائی آ
ایہ چٹھی آسمانوں احمد سرور نوں آئی آ

یہ بات سن کر آپ فرمائیں گے۔

”سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انکو مجھ سے دور کر دیا جائے۔ جنہوں نے میرے دین کو بدل کے رکھ دیا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے وہ الفاظ بیان کئے ہیں۔ جو آپ اس دن فرمائیں گے۔

"وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَالْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔" (سورۃ فرقان)

کہ یا اللہ یہ وہ قوم ہے۔ جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ قرآن جس طرف بلاتا تھا۔ اس طرف نہیں آتے تھے۔ بلکہ غیروں کی طرف جاتے تھے۔

روز قیامت کہسی حضرت یارب قوم جو میری
چھوڑیا اینہاں قرآن دوراڈا خاص کلام جو تیری
نہ اس نال ایمان لیاندا نہ اس عمل کمایا
کدہے میری امت وچوں بندے بار خدایا
جے ایہ میری امت ہندے تے سنت عمل کماندے
دور کرو اج میرے کولوں ٹولے بدعتیاں دے
اج اینہاں دی نسبت یارب میں ایہ حکم سناندا
نہ ایہ میری امت وچوں نہ میں نبی اینہاں دا
روز حشر دے اس ظالم دا کتھے ہور ٹھکانہ
جس نوں کہیا نبی محمد (ﷺ) میں نئیں نال لیجانا

دوستو! ایسے وقت جب آدم علیہ السلام کام نہیں آئیں گے۔ نوح علیہ السلام کام نہیں آئیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام سفارش سے انکار کر دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میری طاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے کہ میں خدا تعالٰی کے پاس جا کر تمہاری شفاعت کرسکوں۔آج اگر شفاعت کی اجازت ہے۔تو وہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو ہے۔تو جس کے متعلق نبی پاک ﷺ نے فرمادیا کہ اس کو مجھ سے دور کردو۔تو بتاؤ وہ کہاں جائے گا۔کون سا ایسا ٹھکانہ ہوگا۔جہاں وہ پناہ حاصل کرے گا۔کیوں نہ بہتر ہو کہ ہم دنیا میں ہی دین اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنا رہبر و راہنما تسلیم کرلیں اور آپ ﷺ کی سنت کو اپنا کر آپ ﷺ کے ساتھ ہی اپنا تعلق قائم کرلیں تا کہ کل قیامت کے دن ہمیں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

یاد رکھئے! کسی نکمی چیز کی نسبت جب کسی اعلیٰ چیز کی طرف ہو جاتی ہے۔تو اس نکمی چیز کی قدر و منزلت بھی بڑھ جاتی ہے۔اس مٹی کو ہی دیکھ لیجئے۔یہ ہمارے پاؤں تلے رہتی ہے۔اس کو کوئی بھی قیمتاً خریدنے کے لئے تیار نہیں ہے۔لیکن جب گندم کے ساتھ مل جاتی ہے۔تو پھر جو بھاؤ گندم کا وہی بھاؤ مٹی کا ہو جاتا ہے۔گندم اگر ساٹھ روپے من ہے۔تو مٹی بھی ساٹھ روپے من بکے گی۔مٹی ساٹھ روپے من کیوں ہوگئی۔اس لئے کہ اس نے اپنی نسبت اور اپنا تعلق گندم کے ساتھ پیدا کرلیا۔شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے۔کہ ایک دفعہ مٹی کو اٹھا کر سونگھا تو اس سے خوشبو آنے لگی۔میں نے پوچھا کہ اے مٹی تجھ سے خوشبو کیوں آرہی ہے۔تو کہنے لگی آج مجھ پر گلاب کا پھول پڑا رہا ہے۔میں گلاب کے پھول کی ہم نشینی کی وجہ سے خوشبودار بن گئی ہوں۔واقعی یہ بھی درست' خوشبودار چیزیں چیزوں کو اپنی ہم نشینی سے خوشبودار بنادیتی ہیں۔

جناب محترم! اگر مٹی گلاب کے پھول کے ساتھ نسبت قائم کرنے سے خوشبودار بن سکتی ہے۔تو ہم نبی پاک ﷺ کے سات تعلق قائم کرنے سے دنیا و مافیہا کی کامیابیاں کیوں حاصل نہیں کرسکتے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیئے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت بلال ؓ کی کوئی قیمت نہ تھی۔ یہاں تک کہ کوئی شخص خرید نے کو بھی تیار نہیں تھا۔ مگر جب اس نے اپنی نسبت نبی پاک ﷺ کے ساتھ جوڑ لی تو اس کی قیمت سونے کے برابر ہوگئی اور اتنا مقام ملا کہ چلتے زمین پر ہیں اور پاؤں کی آہٹ جنت میں آسمانوں پر پہنچتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنی نسبت نبی پاک ﷺ کے ساتھ جوڑ لیں۔ تاکہ کل قیامت کو میدان محشر میں ہماری بھی قدر و منزلت ہو جائے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم نبی پاک ﷺ سے دور بھاگ رہے ہیں۔ اپنی نسبت آپ ﷺ سے توڑ کر دوسروں کی طرف جوڑ رہے ہیں۔ کوئی حنفی کہلواتا ہے۔ کوئی شافعی، کوئی حنبلی، کوئی مالکی، کوئی چشتی، کوئی قادری، کوئی رضوی، کوئی نعیمی، کوئی بریلوی، کوئی دیوبندی، کوئی چکڑالوی، کوئی مرزائی، کوئی نقشبندی، کوئی سہروردی، کوئی جعفری، کوئی رافضی کہلواتا ہے۔ مگر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو محمدی ﷺ کہلوانے پر راضی ہو۔ الا ماشاء اللہ میں ان تمام سے سوال کرتا ہوں کہ بتاؤ تم نے اپنی نسبت نبی پاک ﷺ سے کیوں قائم نہیں کی؟ آپ ﷺ میں تم کو کون سا عیب نظر آیا جس کی وجہ سے تم نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور دوسروں کی طرف اپنی نسبت قائم کر لی؟

تساں کیہڑا نقص نبی ﷺ وچ ڈٹھا تے نسبت نبیوں توڑی
نسبت توڑ مدینے ولوں غیراں دے ول جوڑی

آج ہمارے دعوے کچھ اور عمل کچھ اور ہے۔ دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ ہم عاشق رسول ﷺ ہیں۔ مگر جب سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو پھر انکار۔ ایسی جھوٹی محبت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ہمارا دعویٰ آپ کے ساتھ سچی محبت کا ہوتا تو ہم کبھی بھی اپنے آپ کو دوسروں کی طرف منسوب نہ کرتے۔ میری اس بات سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص نہ سمجھے کہ ہم بزرگوں اور اماموں کی توہین کرتے ہیں۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم تمام آئمہ کی عزت اور احترام کرتے ہیں اور ان کی توہین کرنے والوں کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔ مگر کسی امام کے نام پر ہم اپنا مذہب نہیں چلاتے۔ ہم کسی امام یا بزرگ کو اپنے لئے واجب الاطاعت نہیں سمجھتے۔ واجب الاطاعت کوئی شخصیت ہے تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب خادمؒ نے میرے ان الفاظ کی ترجمانی اپنے لفظوں میں یوں کی ہے ؎

اسیں کسے امام بزرگ ولی دا ہرگز شان گھٹوندے نئیں
پر اسیں اماماں دے ناں اتے اپنا مذہب چلوندے نئیں
حنفی شافعی مالکی حنبلی اسیں کدی سدوندے نئیں
اسیں چھڈ محمد(ﷺ) آقا نوں ناں ہور کسے دا لیندے نئیں

نبی پاک ﷺ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی بات مانی نہیں جا سکتی۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ اس پر ذرا غور کیجئے۔ گورنمنٹ ریلوے کا جو محکمہ ہے۔ اس میں کئی عہدے دار ہوتے ہیں۔ کوئی اسٹیشن ماسٹر ہے کوئی ٹکٹ کلکٹر ہے۔ کوئی ٹکٹیں دینے والا ہے اور کوئی چیک کرنے والا ہے۔ کوئی پلیٹیر ہے اور کوئی سگنل کرنے والا ہے۔ کوئی ڈرائیور ہے۔ غرضیکہ سب اپنی اپنی جگہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں اور ہر ایک کا عہدہ ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ مگر ان میں سے کوئی شخص اپنا ٹکٹ جاری کر کے نہیں چلا سکتا۔ ٹکٹ اگر چلے گا تو صرف گورنمنٹ کا ہی چلے گا۔ بالفرض ان عہدیداروں میں سے اگر کوئی اپنا ٹکٹ جاری بھی کر دے تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرامؓ آئمہ کرامؒ اور اولیاء کرامؒ اپنی اپنی جگہ صاحب مرتبہ اور واجب الاحترام ہیں۔ مگر مذہب ان کا نہیں چل سکتا۔ مذہب چلے گا تو صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی چلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔تمام بزرگ واجب الاحترام تو ہیں مگر واجب الاطاعت نہیں ہیں۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جن کے نام پر ہم اپنا مذہب چلا رہے ہیں۔ وہ تو لوگوں کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی تلقین کریں اور ہم انہی کو ہی رسول اللہ ﷺ کے سامنے حجت بنائیں۔ نبی پاک ﷺ کے فرمان کو قبول کرنے سے صرف اس لئے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے امام صاحب سے ثابت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ حوض کوثر پر تشریف فرما کر اپنے تابعداروں کو پانی پلا رہے ہوں گے اور کتنے ہی خوش قسمت وہ لوگ ہوں گے جن کو یہ سعادت حاصل ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ "فاین اطلبک؟" کہ میں آپ کو کل قیامت کے دن کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اَوَّلُ مَاتَطْلُبنِی عَلَی الصِّرَاطِ۔"

کہ سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر دیکھنا۔ اگر میں وہاں نہ ہوا تو پھر

"اُطْلُبنِی عِنْدَ الْمِیْزَانِ۔"

مجھے میزان کے پاس دیکھنا اگر میں وہاں پر بھی نہ ہوا تو پھر:

"اُطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّی لَااُخْطِیُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ۔"

مجھے حوض کوثر پر تلاش کر لینا میں ان تین جگہوں میں سے ایک نہ ایک جگہ ضرور ہوں گا۔(مشکوۃ شریف)

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے نبی پاک ﷺ کی قیامت والے دن یہ تین مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی پرخطر ہوں گے اور انہی مقامات پر آپ ﷺ اپنی امت کے لئے تشریف فرما ہوں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

”انَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوْضًا وَانَّهُمْ یَتَبَاهُوْنَ اَیُّهُمْ اَکْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّی لَارْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرُهُمْ وَارِدَةً۔“

کہ جنت میں ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور انبیاء اس حوض پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ آدمی آتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ سب سے زیادہ آدمی میرے ہی حوض پر آئیں گے۔

دوستو اور عزیزو! جس نے نبی پاک ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر کا پانی پینا ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے کردار و اعمال کو آپ کی سنت کے سانچہ میں ڈھال لے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تو ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔“

کہ اے میرے نبی پاک ﷺ ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کے شکرانے میں نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔ مفسرین ”فصل لربک“ سے مراد اخلاص عمل بھی لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھو تو خالص اپنے رب کیلئے ہی پڑھو اور قربانی کرو تو خاص اسی کے لئے ہی کرو۔ گویا کہ یوں کہو۔

”اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔“

کہ اے اللہ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا خاص تیرے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس آیت میں ہمیں بھی ایک سبق دیا گیا ہے۔وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ہم پر کوئی احسان ہو تو ہمیں اس کے شکرانے میں نماز پڑھنی چاہئے اور قربانی کرنی چاہئے۔مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم شکریہ کی بجائے اس کی نافرمانی شروع کر دیتے ہیں۔مثال کے طور پر دولت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔چاہئے تو یہ کہ حصول دولت کے بعد اس کے شکریہ میں صدقہ خیرات کرے اور نماز پڑھے۔فرائض خداوندی کو پوری ذمہ داری سے ادا کرے۔مگر صدقہ خیرات تو کجا ہم نماز بھی نہیں پڑھتے۔حالانکہ نماز د ین اسلام کا ایسا اہم رکن ہے۔جو کسی صورت بھی معاف نہیں ہے۔اگر مولوی صاحب کسی سیٹھ جی یا چوہدری صاحب سے کہیں کہ نماز پڑھا کرو۔تو جواب ملتا ہے۔مولوی صاحب کیا کریں ٹائم ہی نہیں ملتا۔کاروبار بڑا وسیع ہے۔صبح دکان پر جاتا ہوں شام تک سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی نماز کیسے پڑھیں؟ آپ تو فارغ رہتے ہیں اسلئے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ کاروبار میں مشغول ہوتے تو پھر پتہ چلتا

میرے بھائیو! یاد رکھو! یہ عذر بڑا ہی فضول ہے۔اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی ذرا جتنی وقعت نہیں ہوگی۔حدیث میں آتا ہے کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے چند آدمی پیش ہوں گے۔جو نماز نہ پڑھنے کے متعلق اپنا اپنا عذر پیش کریں گے۔ایک آدمی بادشاہ ہوگا۔کہے گا یا اللہ میری سلطنت اتنی وسیع تھی کہ نماز کا ٹائم ہی نہیں ملا۔رات دن شاہی انتظامات میں مصروف رہا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بلاؤ میرے بندے سلیمان علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ تیری سلطنت بڑی تھی یا اس کی؟ باوجود اسکے کہ اس کی سلطنت مشرق سے لے کر مغرب تک تھی مگر پھر بھی اس نے کبھی نماز نہیں چھوڑی تھی۔ایک دن ان کی بادشاہت شہ ا[illegible] کے سامنے جنگی گھوڑے پیش کئے گئے۔جو بہت تیز رفتار تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ان کا ذکر موجود ہے:

"اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۔"

ان کو دیکھنے میں اس قدر مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز قضا ہوگئی۔ فرمانے لگے۔

"فَقَالَ اِنِّىْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَىَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔" (پارہ ۲۳ سورۃ ص)

کہ میں نے اپنے پروردگار کے ذکر پر ان گھوڑوں کی محبت کو ترجیح دی ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ ان گھوڑوں کو دوبارہ مجھے دکھلاؤ۔ چنانچہ تلوار پکڑ کر تمام گھوڑوں کی کونچیں اور گردنیں کاٹ دیں اور کہنے لگے کہ جو چیز مجھے یاد الٰہی سے غافل کردے میں اسے رکھنا ہی نہیں چاہتا۔

ایک بیمار آدمی آئے گا۔ کہے گا یا اللہ میں ہمیشہ تکلیفوں اور بیماریوں میں مبتلا رہا۔ اس لئے نماز نہ پڑھ سکا۔ حکم ہوگا بلاؤ میرے بندے ایوب علیہ السلام کو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس سے بڑھ کر تم بیمار نہیں تھے۔ باوجود اتنی لمبی بیماری کے پھر بھی اس نے نماز کو نہیں چھوڑا۔ ایک آدمی کہے گا یا اللہ میں جیل میں قید تھا۔ اسلئے میں نماز نہیں پڑھ سکا حکم ہوگا کہ بلاؤ میرے یوسف علیہ السلام کو پوچھا جائے گا تمہاری قید زیادہ تھی یا اس کی۔ اس نے تو نماز چھوڑی نہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ ان سب کو فرمائیں گے کہ تمہارے یہ سب عذر نا قابل قبول ہیں اور تم مجرم ہو۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دو۔

دوستو! تمام گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ مگر نماز چھوڑنے کا گناہ معاف نہیں ہوسکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہر حالت میں نماز ضرور ادا کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔"

کہ نماز پڑھ اور قربانی کر۔ اب ہم سوچیں گے کہ نماز کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے۔ مگر اس کو ادا کس طرح کریں؟ تو اس کے متعلق سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي۔"

کہ نماز اس طرح ادا کرو۔ جیسے تم نے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ گویا کہ میری نماز کی طرح تمہاری نماز ہونی چاہئے۔ اگر تمہاری نماز میری نماز سے مختلف ہوئی تو سمجھ لینا نماز ضائع ہو گئی ہے۔ کیونکہ سنت کے خلاف پڑھی گئی ہے۔

نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ سب سے پہلے وہ صحیح سنت کے مطابق وضو کرے اور دل میں یہ خیال کرے کہ میں نے ایک بڑی ذات کے سامنے کھڑے ہو کر حاضری دینی ہے۔ حضرت زین العابدینؒ کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ جب وہ وضو کرتے تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے لگتا ہوں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ آواز نہ آ جائے کہ اے زین العابدین تیری یہ حاضری قبول نہیں ہوئی۔ آج ہم اپنی طرف نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ ہمارا وضو ناقص اور سنت نبوی ﷺ کے خلاف تو نہیں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وضو ناقص ہونے کی وجہ سے ہماری نماز باطل ہو جائے۔ مثلاً بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کیا جائے۔ سارے اعضاء تین تین دفعہ اچھی طرح دھوئے جائیں۔ سر کا مسح کیا جائے۔ گردن کا مسح درست نہیں ہے۔ نبی پاک ﷺ سے کسی صحیح روایت میں یہ ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی طرح وضو کر کے پھر یہ دعا پڑھی جائے۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔"

حدیث میں آتا ہے کہ وضو کرنے والا شخص وضو کر کے جب یہ دعا پڑھتا ہے۔ تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔جس دروازے سے چاہے داخل ہو کر جنت میں چلا جائے۔ پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کر کے سینے پر ہاتھ باندھ لیں۔بعض لوگ نماز شروع کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ان کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔نیت کا تعلق صرف دل کے ساتھ ہے۔جب گھر سے یا دکان سے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔وضو کرتے ہیں تو نیت اسی وقت ہو جاتی ہے کہ میں کون سی نماز پڑھنے لگا ہوں۔ہاتھ سینے پر باندھنے مسنون ہیں۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ملاحظہ فرمالیں۔

"عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ اَخْرَجَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ " (بلوغ المرام صفۃ الصلوۃ)

حضرت وائل ابن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۷ میں " فصل لربک وانحر " کی تفسیر میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے۔

"وَالْاَشْهر وَضعُها عَلٰى النَّحر عَلٰى عَادَة الخَاشِع۔"

کہ وانحر کا شہر اور اظہر معنی یہ ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ جیسے خشوع و خضوع کا طریقہ ہے۔ سینہ پر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھے۔ خواہ مقتدی ہو یا امام سورۃ فاتحہ ہر ایک کیلئے ضروری ہے۔ قرأۃ فاتحہ فی الصلوۃ وہ مسئلہ ہے۔ جس کو نبی پاک ﷺ نے بڑے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ:

"لَاصَلٰوۃ لِمَنْ لَمْ یَقْرأ بِفَاتَحِۃِ الْکِتَاب۔"

کہ جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ خاص کر اپنے مقتدی صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"لَاتَقْرَاُو بِشَیْیٍ مِّنَ الْقُراٰنِ اِذَا جَهرتُ اَلَّا بِاُمِّ الْقُراٰنِ۔"

کہ جس وقت میں نماز میں اونچی قرات کر رہا ہوتا ہوں۔ اس وقت تم میرے پیچھے سوائے سورۃ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ اس (سورۃ فاتحہ) کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ امام اور مقتدی کے لئے فاتحہ لازمی ہے۔ تو بعض دوست کہتے ہیں۔ نہیں جی نہیں۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔

"وَاِذَا قُرِیَ الْقُراٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَه' وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس وقت اس کو خاموشی سے سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ قرآن مجید کی قرأت کے وقت استماع اور انصات کا حکم ہے۔ لہذا سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ جناب محترم یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ کافر اپنے ساتھیوں کو کہتے تھے:

"لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ۔"

کہ تم اس قرآن کو نہ سنو۔ بلکہ جب یہ پڑھا جائے تو شور مچا دیا کرو۔ تا کہ تم غالب آ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔"

کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو کر سنا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

جب اس آیت کا شان نزول نماز کے بارے میں ہے ہی نہیں تو پھر اس سے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز کا استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ چلو چند منٹ کیلئے اگر مان بھی لیا جائے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی جہری نماز میں جہری قرأت نہ کریں۔ بلکہ امام کی قرأت سنیں۔ مگر اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ مقتدی امام کے پیچھے آہستہ بھی نہ پڑھے۔ امام کے سکتوں کے درمیان آہستہ آواز میں پڑھنے سے قرأت میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس آیت کی بعد والی آیت میں "وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِيۡ نَفۡسِكَ۔" فرما کر آہستہ پڑھنے کا حکم دے دیا۔ نیز جہری قرأت میں آہستہ پڑھنے کا حکم خود فقہ حنفیہ میں بھی موجود ہے۔ ھدایہ میں ہے کہ صبح کی نماز ہو رہی ہو تو مقتدی مسجد کے دروازہ کے پاس صبح کی سنتیں پڑھ سکتا ہے اس کے علاوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ کی حالت میں خطیب جب:

"يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔"

پڑھے تو سامع آہستہ سے درود پڑھ لے اور یہ بھی ہے کہ مقتدی جماعت کھڑی ہونے کے بعد جب جماعت میں شامل ہو تو تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور ثناء پڑھ لے۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ جہری قرأت کے وقت مقتدی اور سامع اگر آہستہ آواز سے پڑھ لیں تو فقہ حنفیہ کی رو سے بھی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" کی مخالفت نہیں ہوتی۔

خدارا انصاف کی بات کریں! کہ قرات قرآن کے وقت درود آہستہ پڑھنے سے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" کی مخالفت نہ ہو۔ صبح کی جماعت ہو رہی ہو تو مقتدی مسجد کے دروازے پر سنتیں پڑھ لے تو "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" کی مخالفت نہ ہو۔ مقتدی کے ثناء پڑھنے اور تکبیر تحریمہ کہنے سے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" کی مخالفت نہ ہوتی ہو لیکن جب صحیح حدیث پیش کی جائے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو فوراً کہا جائے کہ مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" کی مخالفت ہوتی ہے۔

اصول فقہ کی کتاب "نور الانوار" میں ہے کہ جب دو آیتوں میں تعارض آ جائے۔ "اِذَا تَعَارَضَتَا تَسَاقَطَتَا۔" تو ان متعارض دونوں آیتوں کو ساقط کر دو کیونکہ وہ استدلال کے قابل نہیں ہیں اور مثال یہ دی ہے کہ "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" اور "فَاقْرَأُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔" ان دو آیتوں میں تعارض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اصول فقہ کی روشنی میں میں گزارش کروں گا کہ آپ کے نزدیک یہ دونوں آیتیں متعارض ہیں اور متعارض آیات بطور استدلال پیش نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے آگے سے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔" کو فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر بطور دلیل پیش نہ کریں۔ ورنہ آپ کے اپنے ہی مقرر کردہ اصول کی خلاف ورزی ہوگی۔ عدم جواز "فاتحہ خلف الامام" پر ایک اور دلیل دی جاتی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت پڑھی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا۔ جی ہاں میں نے پڑھی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اِنِّی اَقُوْلُ مَالِی اُنَازِعُ الْقُرْاٰنُ قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرأَۃ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرأَۃ مِنَ الصَّلٰوۃ حِیْنَ سَمِعُوْا ذَالِکَ مِنْهُ۔"

کہ میں سوچتا تھا کہ مجھ سے قرآن کیوں کھینچا جارہا ہے۔ پس اس ارشاد کے بعد لوگ نبی پاک ﷺ کے ساتھ قرأت پڑھنے سے رک گئے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا مطلب بھی لوگوں کو قرأت خلف الامام سے روکنے کا تھا۔ پس فاتحہ بھی قرأت ہے۔ لہٰذا مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "فَانْتَهَی النَّاسُ" یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ امام زہری کا اپنا قول ہے اوران کے اس قول کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ لوگ امام کے ساتھ مطلق قرات پڑھنے سے رک گئے۔ کیونکہ قرات میں منازعت کا سوال جہری قرات پڑھنے سے ہوسکتا ہے۔ سری قرات پڑھنے سے قرات میں منازعت نہیں پیدا ہوتی اور ساتھ ہی یہ بات بھی سن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی سن لیں کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں اور ان کا فتویٰ یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھ لینی چاہیے۔ اس لئے اس حدیث کے معنی اور مفہوم سے وہی مراد لیا جائے گا۔ جو ان کے فتویٰ کے خلاف نہ ہو۔ اصول ہے بھی یہی۔

”اِنَّ رَاوِیَ الْحَدِیْثَ اَدْرٰی بِمُرَادِ الْحَدِیْثِ مِنْ غَیْرِہٖ۔“

کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو بہ نسبت دوسروں کے بہتر سمجھتا ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث کو بطور استدلال پیش کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ اس قسم کے اور بھی اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جو کہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ حدیث لے لیتے ہیں۔ جن میں ان کا مطلب حل ہو رہا ہو اور جو اپنے مذہب کے خلاف معلوم ہو۔ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

یاد رکھئے: مسلمان کے لئے یہ لائق نہیں ہے۔ بلکہ اس پر فرض ہے کہ جب بھی کوئی حدیث رسول ﷺ آ جائے۔ خواہ وہ طبیعت کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے فی الفور قبول کرے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ سنت کے مطابق وضو کر کے تکبیر تحریمہ کہہ کر رفع الیدین کر کے سینہ پر ہاتھ باندھ کر ثناء اور سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورۃ بھی ملا لے۔

پھر رفع الیدین کر کے رکوع میں چلا جائے۔ اچھی طرح رکوع کر کے تسبیحات پڑھ کر رفع الیدین کرتا ہوا قومہ میں آ جائے۔ پھر سجدہ کرے پھر جلسہ کر کے دوسرا سجدہ کرے۔ غرضیکہ نماز کا ایک ایک رکن بڑے ہی اچھے انداز میں سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق ادا کر کے سلام پھیر دے۔ اگر ہماری نماز سنت کے مطابق ادا ہو گئی۔ تو سمجھو کہ ہماری نجات ہو جائے گی۔ ورنہ یہی نماز ہمارے لئے باعث عذاب ہو جائے گی۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم سنت کے مطابق نماز پڑھ رہے ہیں یا خلاف سنت؟ جس طرح ہم دنیاوی مسائل میں جستجو کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں دینی مسائل میں بھی تحقیق کرنی چاہئے۔

میرے بھائیو! نماز میں رفع الیدین کرنا' سورۃ فاتحہ پڑھنا' آمین کہنا' یہ بھی نبی پاک ﷺ کی پیاری سنتیں ہیں۔ ان کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ بلکہ ان پر عمل کرنا چاہئے۔ مسلمان کا تو یہ شیوہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا اسے فرمان سنایا جائے تو وہ اسے بغیر کسی حیل و حجت کے تسلیم کرے۔ جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر حکم محمد ﷺ ہو اور ادھر گردن جھکائی ہو

مگر آج حالت یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کا فرمان اور حدیث پیش کی جاتی ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں اپنے اماموں کے قول پیش کئے جاتے ہیں۔ فقہ کو قرآن و حدیث سے مقدم سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مروجہ فقہ کی کتابوں میں بیشمار ایسے مسائل ہیں جو کہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ (بوقت ضرورت بیان کئے جائیں گے) ہمیں چاہئے کہ ہر ایسی چیز کو چھوڑ دیں۔ جو نبی پاک ﷺ کے حکم اور سنت کے خلاف ہو۔ خدا کی قسم ہمارا تو ایمان ہے کہ نبی پاک ﷺ کے فرمان کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم ٹھکرایا جا سکتا ہے۔ حتی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کا حکم ٹھکرایا جا سکتا ہے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ کی بات اگر نبی پاک ﷺ کے فرمان کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو ٹھکرائی جاسکتی ہے مگر نبی ﷺ کا فرمان نہیں ٹھکرایا جاسکتا۔ اگر آپ کے ایک فرمان کا بھی انکار کر دیا گیا تو سمجھو ایمان ضائع ہو گیا۔

میرے عزیزو! نبیوں کے حکم صحابہؓ کے حکم نبی کریم کے حکم کے سامنے اور آپ ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تو امام صاحب کے حکم کی کیا حیثیت ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ مولوی صاحب اتنے سخت مسائل کر کے دنیا کو ناراض نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں کوئی لگا ہے۔ لگا رہنے دو تمہیں اس سے کیا؟ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آپ کے گھر کو لوٹ رہا ہو۔ تو کیا آپ خاموش تماشائی بن کر بیٹھیں رہیں گے؟ اور اس کو لوٹنے دیں گے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنے مال اور عزت کی حفاظت کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ تو کیا قرآن و حدیث ہی اتنا مظلوم ہے کہ جس طرح مرضی اس کو کوئی پامال کرتا پھرے اور اس کے خلاف آواز تک نہ نکالی جائے۔ وہ باغ جس کی نبی پاک ﷺ نے اپنا اور صحابہ کرامؓ کا خون دے کر آبیاری کی تھی۔ اس کو جو چاہے تباہ کرتا پھرے مگر اس کو کچھ نہ کہا جائے۔

دیکھئے کسی گاؤں مین اگر چوری ہوتی ہے۔ تو گاؤں کے نمبردار کو پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ تمہارے ہوتے ہوئے چوری کیوں ہوئی۔ حالانکہ اس نے چوری کی نہیں ہوتی۔ مگر پوچھا ضرور جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ علمائے حق سے پوچھیں گے کہ بتاؤ دنیا میں تمہارے سامنے میرے احکامات کو اور میرے نبی پاک ﷺ کے فرامین کو جھٹلایا جاتا تھا اور اس کے مقابلہ میں اقوال رجال پیش کئے جاتے تھے تم کہاں تھے؟

سنئے! فرمان خدا اور فرمان رسول اللہ ﷺ سنانے سے دنیا ناراض ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہو جائے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کل قیامت میں عدالت خداوندی میں فیصلہ ہوگا۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی آدمی بظاہر کتنا ہی نیک اور بزرگ کیوں نہ ہو۔ ہزاروں سال عبادت کرتا رہے۔ ہزاروں سال بیت اللہ شریف میں سجدہ میں پڑا رہے۔ لاکھوں روپیہ خدا کی راہ میں صدقہ خیرات کرے۔ اس کی کبھی نجات نہیں ہوگی۔ جب تک وہ نبی پاک ﷺ کا سچا تابعدار نہ بن جائے اور آپ کے فرمان کو دل و جان سے تسلیم نہ کرنے لگ جائے۔

دوستو اور عزیزو! جن آئمہ کرام کے اقوال تم رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے سامنے پیش کرتے ہو وہ تو خود کہہ گئے ہیں:

”اُتْرُكُوا قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ۔“

کہ حدیث کے سامنے میرے قول چھوڑ دیا کرو۔

”إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ۔“

کہ جب کوئی صحیح حدیث آ جائے تو سمجھ لینا کہ میرا مذہب بھی وہی ہے۔

حدیثوں سے نہ منہ پھیرو عمل ان پر سنوارو تم
خلاف ان کے ہمارا قول ہو تو پھینک مارو تم

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

”لَا أُقَلِّدُ التَّابِعِيَ لِأَنَّهُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ وَلَا يَصِحُّ تَقْلِيْدُهُ۔“

www.KitaboSunnat.com

کہ میں کسی تابعی کی تقلید نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ بھی ہماری طرح کے آدمی ہیں۔ لہٰذا ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میزان شعرانی جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں ہے کہ:

"دَخَلَ شَخصٌ الْكُوفَةَ بِكِتَابِ دَانِيَالَ فَكَادَ اَبُوْحَنِيْفَه اَنْ يَقْتُلَه وَقَالُوا اَكِتَابٌ سِوَى الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِيْثِ۔"

کہ ایک شخص کوفہ میں حضرت دانیال کی کتاب لے کر آیا تو امام صاحب اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا قرآن وحدیث کے سوا کوئی اور بھی کتاب ہے جس پر عمل کیا جا سکے۔

امام صاحب کی ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پکے اہلحدیث تھے بلکہ اہل حدیث گر تھے۔ حضرت سفیان عینیہؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہلحدیث بنایا ہے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۱۳۵) وہ تو اہل حدیث ہو کر لوگوں کو بھی اہل حدیث بنائیں اور ہم ان کے مقلد ہو کر اہلحدیثوں کو برا بھلا کہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

ہوتے ہوئے مصطفٰے ﷺ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس کے شکرانہ میں "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" میں آپ ﷺ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کر دوں گا اور ان کا نام ونشان مٹا دوں گا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے اسی طرح ہوا۔ دارالنجوئی میں یہودی اکٹھے ہو کر نبی پاک ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور پھر آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے منصوبے کو ناکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا کر اور آپ ﷺ کو صحیح سلامت گھر سے نکال کر مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ حضرت عمرؓ نبی پاک ﷺ کی گردن لینے کیلئے گھر سے نکلتے ہیں۔ مگر اپنی گردن دے بیٹھتے ہیں۔ ابولہب نے نبی پاک ﷺ کو گستاخانہ الفاظ "تبالک" کہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں پوری سورۃ "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" نازل فرمادی۔ غرضیکہ جس نے بھی آپ ﷺ کے خلاف کوئی پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا اور اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ"

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نبی پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرنے اور آپ ﷺ کے مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"واخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیسواں وعظ

۱۲ ربیع الاول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔“(پ۱سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- اے پروردگار ہمارے بھیج ان میں ایک رسول۔ ان سے ہی جو پڑھے ان پر تیری آئتیں اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو۔ بے شک تو ہی **غالب** حکمت والا ہے۔

حضرات! ربیع الاول کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مہینہ میں جو کچھ ہوا ہے اسی کے بارے میں آپ کے سامنے کچھ گزارشات پیش کروں۔

یادرکھیئے! ربیع الاول کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں ہمارے نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اور دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو۔ جو اس بات سے بے بہرہ ہو۔ اس لئے ہر سال جب بھی یہ مہینہ آتا ہے۔ تو خطیب اور واعظ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریروں میں نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان کرتے ہیں اور آپ کے یوم ولادت کو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ شہر شہر قریہ قریہ سیرت پاک کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ ویسے تو آپ ﷺ کی سیرت پاک کو ہر وقت بیان کیا جاتا ہے۔ مگر ان دنوں میں خصوصاً اس بات کا اہتمام ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ آپ کی ذات گرامی سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کو بیان کروں۔ تاکہ میرا نام بھی محبانّ رسول اللہ ﷺ کی لسٹ میں درج ہوجائے۔ میرے اس بیان کو یوں سمجھئے جیسے یوسف علیہ السلام کو خریدنے کیلئے ایک عورت مصر کے بازار میں اٹی لے کر چلی گئی تھی۔ لوگوں نے کہا اماں تو کیا لینے آئی ہے۔ کہنے لگی یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے آئی ہوں۔ لوگ کہنے لگے اماں تیرا دماغ تو خراب نہیں ہے۔ لوگ تو ہیرے جواہرات لیکر یوسف علیہ السلام کو خریدنے کیلئے آئے ہیں اور تو ایک اٹی لیکر آئی ہے۔ تیری اس اٹی کی یوسف علیہ السلام کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ کہنے لگی ٹھیک ہے۔ میں اس اٹی سے یوسف علیہ السلام کو خرید تو نہیں سکتی مگر میرا نام خریداران یوسف علیہ السلام میں تو لکھا ہی جائے گا اور میں اسی کو ہی اپنے لئے باعث سعادت سمجھوں گی۔

میرے بھائیو! میں بھی اپنی اس تقریر کو اس اٹی کے ساتھ ہی تشبیہ دیتا ہوں۔ تاکہ میرا نام بھی آپ کے محبان کی فہرست میں درج ہوجائے اور میری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ویسے بھی میری خواہش ہے ؎

منشا یہی ہے میری اس قیل و قال کی
کہ کرتا رہوں ثناء میں تیرے اخلاق و جمال کی
گلستان میں جاکر ہر گل کو دیکھوں نہ تیری رنگت نہ تیری سی بو ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے۔

تو ہاں یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ جب بیت اللہ شریف بنایا تو کہنے لگے۔ یا اللہ میں نے تیرے حکم کے مطابق تیرا گھر بنا دیا ہے۔ اب اس کو آباد کرنے کیلئے

”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ۔“

تو ان میں ایسا رسول بھیج جو ان میں سے ہی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں آباد تو انسان ہیں اور تو رسول کسی دوسری جنس کا بھیج دے۔ یا اللہ انسانوں میں انسان ہی رسول بنا کر بھیج۔ جو ان کے سامنے آ کر تیری آیتوں کی تلاوت کر کے ان کا تزکیہ نفس کرے۔ یا اللہ یہاں کے لوگ شرک وکفر کی نجاست سے آلودہ ہو چکے ہیں۔ تو ان کو پاک صاف کرنے کیلئے ان میں ایسا رسول بھیج جو سب سے اعلیٰ اور افضل ہو۔

دوستو اور بزرگو! دعا کرنے والا کون ہے اور کس جگہ کھڑے ہو کر کہہ رہا ہے اور کس کیلئے کر رہا ہے۔ دعا کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آمین کہنے والے اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں۔ جس جگہ کھڑے ہو کر کر رہے ہیں۔ وہ بیت اللہ ہے اور جس کے لئے کر رہے ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دعا کرنے والا بھی بے مثال۔ آمین کہنے والا بھی بے مثال۔ جس جگہ دعا کی جا رہی ہے وہ جگہ بھی بے مثال اور جس کیلئے کی جا رہی ہے۔ وہ بھی بے مثال۔

”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔“

کہ یا اللہ تیرا گھر میں نے بنا دیا ہے۔ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی عمارت بھی نہیں کر سکتی۔ اب اس گھر میں خطبہ دینے کے لئے خطیب بھی وہ بھیج جس کا مقابلہ دینا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خطیب بھی نہ کر سکے۔ اصول بھی ہے کہ جتنی بہترین مسجد ہوتی ہے۔ اس کے لئے اتنے ہی بہترین خطیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا اللہ خطیب وہ بھیجنا جوان کے سامنے آ کر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ ایسا خطیب نہ بھیجنا جو قصے کہانیاں اور افسانے سنا کر وقت ضائع کرنے والا ہو۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسی مہینہ کی ۹ تاریخ کو طلوعِ آفتاب سے قبل مکہ مکرمہ میں نبی پاک ﷺ کو پیدا فرما دیا۔

گو تاریخ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے مگر سوموار کے دن پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے تھے۔ حساب لگانے سے سوموار کا دن ۹ ربیع الاول کے علاوہ کسی دوسری تاریخ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لئے لامحالہ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول ہی ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کے مایہ ناز مورخ اور ''رحمۃ اللعالمین'' کے مشہور مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصوری پوری نے بڑی تحقیق کے بعد تمام مروجہ سنین کا مقابلہ کر کے ۹ ربیع الاول ہی لکھی ہے' تاریخ دول العرب والاسلام میں بھی ۹ تاریخ کو ہی صحیح قرار دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے بیت اللہ میں رکھے ہوئے تمام بت خود بخود گر گئے۔ شیاطین کا آسمان پر جانا موقوف کر دیا گیا۔ بیت اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کا گرنا اور شیاطین کا آسمانوں پر جانے سے رکنا اس بات کی علامت تھی کہ اب بتوں کی پرستش ختم ہو کر ایک خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے گی اور شیاطین کے تمام پرچم سرنگوں ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے آپ کے تمام رشتہ داروں کو از حد خوشی ہوئی۔ والد محترم تو پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ مگر آپ ﷺ کے چچا اور دادا موجود تھے۔ جو خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا ابولہب کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اس کی لونڈی ثوبیہ نے ولادت کی خبر سنائی تو اس نے خوشی میں لونڈی کو آزاد کر دیا۔ دادا سردار عبدالمطلب نے خبر سنی تو فوراً گھر آئے اور آپ ﷺ کو اٹھا کر بیت اللہ شریف میں لے گئے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی یہ دعا کیا کرتے تھے۔

دعا یہ تھی کہ الٰہی نعمت موعود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھِل جائے

آپ ﷺ کو طواف کروایا اور علو مرتبت کی دعا کر کے واپس آئے۔ پھر ساتویں روز عقیقہ کیا اور تمام برادری کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ تو دادا جان نے کہا کہ میں نے بچے کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروّجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ ایک علیحدہ ہی نام رکھ لیا ہے۔ تو دادا جان نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جتنا حسین یہ بچہ ہے۔ اتنا حسین ہی اس کا نام رکھا جائے۔ میں نے محمد ﷺ نام رکھا ہی اسلئے ہے کہ جو بھی اس کا نام لے اس کے منہ سے بے ساختہ اس کی تعریف نکلے۔

تو خیر شروع شروع میں چند روز آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ پھر عرب کے دستور کے مطابق آپ ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے ایک دائی حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کر دیا گیا۔ حلیمہ سعدیہؓ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کو یتیم سمجھ کر جب کسی دائی نے نہ لیا کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ تو میرے ذہن میں بھی یہی خیال آیا۔ میں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا تو اس نے کہا۔ حلیمہؓ اسی بچہ کو ہی لے لو شاید یہی بچہ ہمارے لئے بہتر ثابت ہو۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو گود میں اٹھا لیا۔ میں ایک غریب عورت تھی اور میری سواری بھی کمزور تھی۔ جو کہ سفر میں دوسری سواریوں سے پیچھے رہ جایا کرتی تھی۔ مگر جب میں آپ ﷺ کو اٹھا کر سواری پر سوار ہوئی تو اس میں برق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسی تیزی پیدا ہوگئی اور وہ سب سواریوں سے آگے نکل گئی۔ میں نے فوراً سمجھ لیا کہ واقعی یہ بچہ صاحب اقبال ہوگا۔ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو لے کر جب گھر پہنچی تو میرا گھر برکات الٰہی سے معمور ہوگیا۔ میری چھاتی میں دودھ آتا ہی نہیں تھا اور اگر آتا بھی تھا تو اتنا کم تھا کہ میرا بچہ بھی پیٹ بھر کر نہ پی سکتا تھا۔ بھوک کی وجہ سے رات کو روتا رہتا تھا۔ نہ سوتا تھا اور نہ ہی سونے دیتا تھا۔ مگر جب میں نے اپنا دودھ آپ ﷺ کے منہ مبارک میں پلانے کے لیے ڈالا تو میرے پستان دودھ سے بھر گئے۔ جس سے میرے بچے نے بھی پیٹ بھر کر دودھ پی لیا اور بڑے مزے سے ساری رات آرام کی نیند سویا رہا۔ نیز ہماری بکریاں بڑی لاغر اور دبلی تھیں۔ جن سے تھوڑا بہت دودھ دوھ کر ہم اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کیا کرتے تھے۔ مگر آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہماری بکریوں کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ جس سے ہم سیر ہو کر دودھ پینے لگے۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت دنیا مافیھا میں برکات الٰہی کا نزول تھا۔ کائنات کو شرک و کفر کی نجاست سے پاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ایک عظیم احسان فرمایا تھا اور آپ کا اس دنیا میں تشریف لانا ہی صرف اس مقصد کیلئے تھا کہ لوگ ایک خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرسکیں۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس مقصد کیلئے آپ ﷺ تشریف لائے تھے۔ اس کو تو ہم نے فراموش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے رائج کردہ کئی قسم کی بدعات کو فروغ دے دیا ۔ مثلاً جب ماہ ربیع الاول آئے تو خوب دھوم دھام سے عید میلاد النبی ﷺ کے جشن منائے جائیں۔ گلیوں محلوں میں رنگ برنگ کی جھنڈیاں لگا کر راستوں کو سجایا جائے۔ بسوں، ٹریکٹروں، ٹرالیوں، سکوٹروں، تانگوں، بیل اور گدھا گاڑیوں پر سوار ہو کر لاؤڈ سپیکروں میں بڑے زور شور سے مختلف قسم کے نعرے لگائے جائیں۔ دکانوں پر ریکارڈنگ کی جائے اور تاثر یہ دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ ہم جشن عید میلاد النبی ﷺ منا رہے ہیں اور اگر کوئی شخص ان بدعات کی تردید کرے تو اس کے متعلق کہا جائے کہ اس کو آپ ﷺ کی خوشی نہیں ہے۔

کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ بدعات کو فروغ دینے والا تو عاشق رسول ﷺ کہلوائے اور سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دینے والے کو گستاخ رسول کہا جائے۔

میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے یوم ولادت کی خوشی میں جلوس نکالنا۔ یہ آپ کو کس نے بتلایا ہے؟ کیا آپ کے اسلاف میں سے کسی نے محبت کا اظہار اس طریقہ سے کیا ہے۔ جیسے کہ تم کرتے ہو؟ کیا ابوبکر صدیقؓ کے دو سالہ دور خلافت میں یا فاروق اعظمؓ کے دس سالہ دور خلافت میں، عثمان غنیؓ کے بارہ سالہ دور خلافت میں، یا علی المرتضیٰؓ کے چھ سالہ دور خلافت میں کوئی یوم میلاد منانے کا ثبوت ملتا ہو۔ کیا امام ابوحنیفہؒ نے آپ کے یوم ولادت کو جلوس نکالا ہو، یا نکالنے کا حکم دیا ہو۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ نے جلوس نکالا ہو یا نکالنے کا حکم دیا ہو۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جن کا نام لے کر ہم حلوے اور کھیریں کھاتے ہیں۔ انہوں نے جلوس نکالا ہو یا نکالنے کا حکم دیا ہو۔

ہے دنیا کا کوئی مولوی؟ جو کتاب و سنت سے اس جلوس کو ثابت کرے؟ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ لفظ "جلوس" نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے لئے استعمال کرنا یہ آپ ﷺ کی توہین ہے۔ جلوس عزت و احترام کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ احتجاج کے لئے نکالا جاتا ہے۔ پہلے ہم نے اس ملک سے انگریز کا جلوس نکالا۔ پھر مرزائیوں کا جلوس نکالا۔ پھر بھٹو کا جلوس نکالا۔ اب ہم نعوذ باللہ نبی پاک ﷺ کا جلوس نکال رہے ہیں۔

فیصلہ آپ پر۔ میری اس بات کو انصاف کی نظر سے دیکھ کر پھر کوئی فیصلہ دیجئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جلوس کسی کی عزت وتوقیر کے لئے نکالا جاتا ہے یا ذلیل خوار کرنے کیلئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنے ان افعال اور گستاخانہ طرزعمل سے آج ہی توبہ کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جرم کی پاداش میں آپ کو خداتعالیٰ کے دربار میں سزا بھگتنی پڑے۔

تو ہاں میں عرض کررہا تھا کہ نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد ہی یہ تھا کہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا شروع کردیں۔ آپ کو علم ہی ہے کہ ابتدائے نبوت میں پہلی وحی اترنے کے بعد آپ جب گھر آکر کپڑا لے کر لیٹ گئے تو حکم ہوا۔

”یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْہ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْہ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْہ وَلَاتَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُہ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْہ۔“ (پ۲۹ سورۃ مدثر)

کہ اے میرے نبی ﷺ اٹھئے اور میری مخلوق کو میری توحید بتلایئے۔ ان کے سامنے میری بڑائی بیان کیجئے۔ وہ پیغام جس کی اشاعت کے لئے آپ کو بے شمار تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سر مبارک زخمی کروالیا۔ دانت مبارک شہید کروائے۔ گھر سے بے گھر۔ وطن سے بے وطن ہوئے۔ اس کو اس مولوی نے لوگوں کے سامنے پیش ہی نہیں کیا۔ صورت تو بیان کردی مگر سیرت بیان نہ کی۔ شان تو بیان کردی مگر فرمان بیان نہ کیا۔ کتنی بڑی بددیانتی ہے کہ نبی ﷺ کی محبت کے اظہار کے لئے جلوس تو نکال لئے مگر اپنے افعال واعمال کو سنت کے سانچے میں نہ ڈھالا۔

میرے بھائیو! یاد رکھو ایسی محبت جس میں اطاعت نہ ہوگی۔ قیامت کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ آج کل کے لاکھوں کروڑوں عاشق اکٹھے کرلئے جائیں تو آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چچا ابو طالب کی محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ابو طالب اس وقت تک روٹی نہیں کھاتا جب تک آپ ﷺ کو ساتھ نہ بٹھا لیتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے دعوت خداوندی پیش کی تو باوجود اعتراف کے اس نے اس کو قبول نہیں کیا۔ کہتا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا
دَعَوْتَنِيْ وَعَرَفْتُ اَنَّكَ نَاصِحِيْ
وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَثَمَّ كُنْتَ اَمِيْنًا

کہ اے میرے بیٹے میں سمجھتا ہوں کہ تیرا دین سب دینوں سے بہتر ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تیرا مجھ کو اسلام کی دعوت دینا یہ بھی میرے لئے بہتر ہے۔ مگر:

"لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مُسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ يَقِيْنًا۔"

اگر مجھے ملامت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ضرور تجھ پر ایمان لے آتا اور تیرے دین کو اختیار کر لیتا۔

چنانچہ کفر کی حالت میں ہی فوت ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کا چچا ابو طالب آپ سے محبت کرنے کے بدلے جہنم سے بچ جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا۔

"اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهٗ۔" (مسلم شریف)

جہنم میں سے سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ اس کو دوزخ میں آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ اللہ اکبر کبیرہ

دیکھ لیجئے! ابو طالب کو آپ ﷺ سے کتنی محبت تھی۔ مگر وہ پھر بھی عذاب جہنم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں بچ سکا۔ وہ اس لئے کہ اس نے محبت تو کی تھی۔ مگر اطاعت نہیں کی تھی۔ اطاعت کے بغیر صرف محبت کرنے والا بے شک حقیقی چچا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بھی عذاب خداوندی سے نہیں بچ سکتا۔ تو ہماری کیا حیثیت ہے؟

ہم کہتے ہیں لوگو!

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهُ

لِاَنَّ الْمُحِبُّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

اگر نبی پاک ﷺ سے محبت ہے تو پھر آپ ﷺ کی اطاعت بھی کرو۔ صرف جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکالنے سے یا نعرے لگانے سے یا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے سے کام نہیں بنے گا۔ بلکہ دیکھنا یہ پڑے گا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ یہ نبی پاک ﷺ کی سنت ہے کہ نہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

"هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ O وُجُوْهٌ" يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ" O عَامِلَةٌ" نَاصِبَةٌ" تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔" (پ۳۰ سورۃ غاشیہ)

کہ کئی لوگ دنیا میں عمل کر کر کے تھک گئے ہوں گے۔ مگر پھر بھی ان کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ اس لئے کہ یہ لوگ عمل تو کرتے تھے۔ مگر ان کے عمل سنت کے مطابق نہ تھے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری اس کائنات پر خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان تھا۔ انوار الٰہی کا نزول شروع ہو گیا۔ سالہا سال کے بگڑے ہوئے حالات دنوں میں درست ہو گئے۔ آپ ﷺ نے قرآن پاک کے ذریعے ان کا تزکیہ نفس کر دیا۔ جو چور اور ڈاکو تھے۔ وہ ایک دوسرے کے مال کے محافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گئے۔ جو جوئے باز اور شرابی تھے۔ وہ جوئے بازوں اور شرابیوں کو سزائیں دینے لگے۔ جو ظالم اور سنگدل تھے وہ عادل اور رحم دل بن گئے۔ جو بت پرست اور مشرک تھے وہ خدا پرست اور موحد بن گئے۔ غرضیکہ ان میں جتنی برائیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ سب کی سب دور ہو گئیں۔

میرے دوستو اور عزیزو! اسی ربیع الاول میں ہی اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو پیدا فرما کر ہم پر احسان کیا تھا اور اسی ربیع الاول میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ نعمت واپس لے لی۔ آپ ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا اور پھر اس دنیا سے تشریف لے جانا اسی ربیع الاول ہی میں ہوا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی اپنے ملفوظات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے اور اس تاریخ کو ہی آپ فوت ہوئے تھے۔ اب آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ جب آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ایک ہی ہے تو پھر کس کو اہمیت دینی چاہئے۔ یہاں ایک مثال دے کر میں آپ کو ذرا سمجھاتا ہوں کہ ایک آدمی کو بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا تو وہ خوشی میں پھولا نہیں سما رہا۔ کہیں عقیقہ کر کے غریبوں میں گوشت تقسیم کر رہا ہے۔ کہیں دوست احباب کی دعوتیں کر رہا ہے۔ گھر میں عزیزوں رشتہ داروں کی چہل پہل ہے۔ ہر طرف سے مبارکوں کی آوازیں آ رہی ہیں کہ اچانک بچہ بیمار ہو جاتا ہے اور عین اسی دن اگلے سال فوت ہو جاتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ بچے کے والد کے ساتھ کیا بیتے گی۔ وہی خوشی غمی میں بدلے گی کہ نہیں؟ بچے کی موت سے اس کی پیدائش کی خوشی سے کہیں بڑھ کر صدمہ ہو گا کہ نہیں؟ اب وہ آئندہ سالوں میں بچے کی سالگرہ منائے گا یا اس کی موت کو یاد کر کے آنسو بہائے گا۔ کسی ذی شعور انسان سے پوچھئے کہ ایک نعمت مل جانے پر جتنی خوشی ہوتی ہے۔ اس کے چھن جانے پر کہیں بڑھ کر صدمہ ہوتا ہے۔ بعینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو انتہائی زیادہ خوشی تھی۔ مگر جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر غم اس سے کہیں بڑھ کر تھا۔ ہم تو ۱۲ ربیع الاول کو جشن مناتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں۔ جھنڈیوں سے گلیوں' محلوں' دکانوں اور مکانوں وغیرہ کو آراستہ کرتے ہیں۔ مگر کیا کبھی سوچا ہے کہ اسی بارہ ربیع الاول کو جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ میں کیا قیامت برپا تھی۔ صحابہ کرامؓ کا کیا حال تھا؟ ازواج مطہرات پر کیا بیتی تھی؟

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس مولوی نے تصویر کا ایک رخ تو دکھا دیا لوگوں کو۔ مگر دوسرا دکھایا ہی نہیں ولادت کی خوشی تو بتلا دی۔ مگر یہ نہ بتلایا کہ جب یہ نعمت واپس چلی گئی تو اس وقت صحابہ کرامؓ کا کیا حال ہوا؟ میں اشارۃ یہ دونوں تصویریں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ کی خوشی بھی دیکھئے اور غم بھی ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے ہجرت کیلئے مکہ مکرمہ سے جب رخت سفر باندھا تو مدینہ منورہ کے مسلمان آپ ﷺ کے انتظار میں بڑے بے چین و مضطرب نظر آنے لگے۔ وہ ہر روز صبح کے وقت آپ ﷺ کے استقبال کے لئے مقام حرہ تک آتے اور دوپہر تک انتظار کر کے پریشان حال گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن جب انتظار کر کے واپس ہوئے تو ایک یہودی نے نبی پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دور سے آتے ہوئے دیکھ کر بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اے مسلمانو! وہ دیکھو تمہارا مطلوب جس کا تم انتظار کرتے تھے۔ آ گیا ہے۔ مسلمان یہ سنتے ہی دیوانہ وار آپ ﷺ کے استقبال کیلئے دوڑ پڑے۔ فضاء نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی اور زبانوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ترانے جاری ہو گئے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"مَا رَأَیْتُ یَوْمًا قَطُّ کَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَاءَ مِنْ یَوْمٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ حسین اور روشن نہیں دیکھا۔ جس دن نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور کیفیت یہ تھی:

"لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ اَضَاءَ فِیْهَا کُلُّ شَیْءٍ۔"

کہ آپ کی تشریف آوری سے ہر چیز روشن ہو گئی تھی۔ صحابہ کرامؓ کا شوق دیدار دیکھا نہیں جاتا تھا۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں جب داخل ہوئے تو اس وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ اور سوموار کا دن تھا۔ لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے آرہے تھے۔ کئی لوگ ایسے تھے جنہوں نے نبی پاک ﷺ کو پہلے دیکھا نہیں تھا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول خدا ﷺ سمجھ کر سلام کر دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات کو سمجھ گئے کہ لوگوں کو آپ ﷺ کی شناخت میں شبہ ہو رہا ہے۔ فوراً چادر پکڑ کر آپ ﷺ کے سر مبارک پر تان کر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ ہر آدمی سمجھ جائے کہ سایہ کرنے والا خادم ہے اور جس پر سایہ کیا ہوا ہے۔ وہ مخدوم ہے۔ مولانا شہاب الدین ثاقب صاحب نے اس نقشہ کو اپنے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے۔

شاباش صدیقا ادباں والیاں سیانیاں
کول کھلوکے سوہنے تے تُو کپڑا سی تانیاں
کہ لگے نہ بھلیکھا جانے پیر پچھانیاں
میں دل نہ انگلی ہوجائے عشق و ہیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی
لیا پچھان لوکاں نال اشارتاں

www.KitaboSunnat.com

کہندے سلام شوقوں کر ذے زیارتاں
ٹھنڈے ہوئے دل ختم ہویاں حرارتاں
فضل خداؤں بجھی اگ سریر دی
جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی

مدینہ منورہ کا ایک ایک فرد آپ ﷺ کی زیارت کے لئے سراپا چشم بن گیا تھا۔ خوب چہل پہل اور عبرکا سماں نظر آ رہا تھا۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں بڑی پیاری آواز سے شعر پڑھ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع
اَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

کہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔ کتنا بہترین دین اور عمدہ تعلیم ہے۔ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہم پر تیرے حکم کی اطاعت فرض ہے۔ اس لئے کہ تیرا بھیجنے والا خدا ہے۔

شاعر نے بچیوں کے اس گیت کو اپنے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے۔

دیکھو نی سیو ساڈی قسمت عجیب اے
کتھے انصار قوم عاجز غریب اے
کجا تشریف لیایا رب دا حبیب ﷺ اے،
دعوت سلیمان منی کیڑی حقیر دی
جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی
قسمت اساڈی سارے جگ توں اچیری نی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم رسولاں جتھے پائی اے پھیری نی
وعدہ بھی کردے ایتھے ای بنے گی ڈھیری نی
سوہنا گوانڈھ ساڈا رحمت قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

میرے بھائیو! ذرا اندازہ لگالیں کہ آپ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے وہاں کے مسلمانوں میں کتنی خوشی پائی جاتی ہے۔ بچے' بوڑھے' مرد' عورتیں سب اپنی اپنی جگہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ بڑا عجیب اور دلکش منظر ہے۔

۱۲ ربیع الاول مدینہ منورہ میں داخلے پر خوشی ہے اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو ہی صحابہ کرامؓ پر مدینہ منورہ میں قیامت نازل ہوگی۔ تصور میں اس واقع کو ذرا سامنے رکھئے کہ کتنا دردناک وہ منظر ہے۔ جبکہ آپ سخت بخار میں مبتلا ہیں اور اتنی کمزوری ہوگئی ہے کہ چل کر حجرہ عائشہ صدیقہؓ تک بھی نہیں جایا جاتا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ کو دونوں بازوؤں سے تھاما تو پھر کہیں آپ ﷺ حجرہ عائشہ میں پہنچے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ بیمار ہوتے تو یہ دعا۔

"اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیُ لَاشِفَا اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَمًا۔"

پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے آپ ﷺ کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے تھے۔ میں نے بھی چاہا کہ اسی دعا کا دم کر کے آپ کے ہاتھوں کو آپ کے جسم پر پھیر دوں۔ مگر آپ نے اپنے ہاتھ ہٹا لئے اور فرمایا کہ عائشہ پہلے اس دعا سے مجھے آرام آجایا کرتا تھا۔ اب آرام نہیں آئے گا۔ کیونکہ میری تیاری کا وقت آگیا۔ پھر فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ بِاالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔"

"کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے اپنی رفاقت عطا فرما۔"

وفات سے پانچ دن پہلے ۷ ربیع الاول بروز بدھ آپ ﷺ ایک ٹب میں بیٹھ گئے اور سر مبارک پر پانی کی سات مشکیں ڈلوائیں۔ جس سے طبیعت مبارک میں کچھ سکون پیدا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو قبول کرے یا آخرت کو۔ تو اس نے آخرت کو قبول کر لیا ہے۔ اس پر رمز شناس نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے کہ خدا نے جس بندے کو اختیار دیا ہے وہ آپ ﷺ ہی ہیں اور مجھے اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ پھر نبی پاک ﷺ نے کچھ اور نصیحتیں فرمائیں۔ جو کہ بڑی دردناک تھیں۔ اختتام نصائح کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔ تکلیف زیادہ ہو گئی تھی۔ بے تابی کے عالم میں کبھی ایک پاؤں پھیلاتے کبھی دوسرا۔ گھبرا کر کبھی چادر اپنے چہرہ مبارک پر ڈال لیتے اور کبھی ہٹا دیتے۔ وفات سے ایک دن پہلے آپ ﷺ نے اپنے سب غلاموں کو آزاد فرما دیا۔ جن کی تعداد چالیس کے لگ بھگ تھی۔ پھر حکم دیا کہ جتنی دولت دنیا اس وقت گھر میں موجود ہے۔ وہ بھی صدقہ کر دو۔ کیونکہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں خدا سے اس حال میں ملوں کہ دنیا کی دولت میرے گھر میں پڑی ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر یکایک غشی کے بادل آئے اور آپ ﷺ پر چھا گئے۔ اسی عالم میں آپ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کو بلایا اور اس کے کان میں کہا کہ میں س دنیا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جس پر وہ بے ساختہ رو پڑی۔ پھر فرمایا بیٹی رو نہیں میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم میرے ساتھ ملاقات کرو گی۔ بیٹی ہنس پڑی کہ یہ جدائی قلیل ہے۔ آپ ﷺ کی حالت نازک ترین ہوتی جا رہی تھی۔ جس کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا "واکرباہ" ہائے میرے باپ کو کتنی تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی آج کے بعد تمہارے باپ کو کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔ پھر حسنؓ وحسینؓ کو بلایا۔ ان کو چوما' پیار کیا اوران کے احترام کی وصیت فرمائی۔ پھر ازدواج مطہرات کو طلب فرمایا اور انہیں نصیحتیں فرمائیں پھر علی المرتضیٰؓ کو بلا کر نصیحتیں فرمائیں پھر نزاع کا عالم طاری ہوگیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ جس میں ہاتھ ڈبو کر چہرہ پر مل لیتے اور فرماتے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ"۔

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور موت میں تکلیف ہوا ہی کرتی ہے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا۔

"اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى"۔

کہ اللہ بس اب تیری ہی رفاقت چاہتا ہوں۔ اسی وقت ہاتھ لٹک گیا اور روح مبارک جسم اطہر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئی۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ"۔

میرے بھائیو! جاؤ مدینہ منورہ میں جا کر پتہ کرو کہ بارہ ربیع الاول کو نبی پاک ﷺ کے انتقال فرما جانے کے وقت کیا کہرام برپا تھا۔ قیامت سے پہلے ہی قیامت آ گئی تھی۔ اس تاریخ کو تم خوشیاں منا رہے ہو۔ صحابہ کرامؓ کی کیفیت تو دیکھو کہ ان کا کیا حال ہوا ہے؟ دل کٹ گئے' قدم لڑکھڑا گئے' چہرے بجھ گئے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں کہ تھمتے نہیں۔ کچھ سوجھتا نہیں کہ کیا کیا جائے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ دیوانہ وار حجرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک میں داخل ہوئے اور چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ کی زندگی پاک تھی اور موت بھی پاک ہے۔ واللہ آپ پر دو موتیں وارد نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو موت آپ ﷺ کے لئے لکھ رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔ اب موت کبھی بھی آپ کا دامن نہیں چھوئے گی۔ عمر فاروقؓ آپ ﷺ کی جدائی میں دماغی توازن بحال نہیں رکھ سکے۔ تلوار نکال کر فرمانے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں، میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ عثمان غنیؓ اپنی جگہ نڈھال پڑے آنسو بہا رہے ہیں۔ علی المرتضیٰؓ فرما رہے ہیں۔

"بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی لَقَدْ اِنْقَطَعَ بِمَوْتِکَ مَا لَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْاَنْبَاءِ وَالْاَخْبَارِ السَّمَاءِ۔"

کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ کی وفات سے وہ دولت گم ہو گئی ہے۔ جو کسی دوسرے کی موت سے نہیں ہوئی۔ نبوت غیب کی خبریں اور نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کی وفات سے ہمیں بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے:

"لَوْلَا اَنَّکَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَاَنْفَذْنَا عَلَیْکَ مَاءَ الشُّیُوْنِ۔"

اگر آپ ﷺ صبر کا حکم نہ دیتے اور جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم آج آنسو بہا بہا کر آنکھوں اور دماغ کی تمام رطوبتیں خشک کر دیتے۔ (نہج البلاغت صفحہ ۲۰۵

حضرت فاطمہ غم سے نڈھال فرما رہی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”یَا اَبَتَاہ، اَجَابَ رَبًا دَعَاہ، یَآ اَبَتَاہ، مِنْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاہُ یَا اَبَتَاہ، اِلٰی جِبْرِئیلَ نَنْعَاہُ۔“

کہ میرے اباجی نے دعوت حق کو قبول کرلیا ہے اور جنت الفردوس میں نزول فرمایا ہے۔ آہ! وہ کون ہے جو جبرئیل کو اس حادثہ کی اطلاع دے؛

کہتی ہیں:

اِنَّا فَقَدْ نَاکَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَھَا
وَغَابَ مُذْغِبْتَ عَنَّا الْوَحْیُ وَالْکُتُبُ
فَلَیْتَ قَبْلَکَ کَانَ الْمَوْتُ صَادَفَنَا
لَمَّا نُعِیْتَ وَحَالَتْ دُوْنَکَ الْکُتُبُ
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

کہ ہماری محرومی آپ ﷺ سے ایسی ہے جیسے زمین سے طراوت کا جاتے رہنا۔ آپ ﷺ کے فوتگی سے وحی اور کلام الٰہی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ کاش آپ ﷺ کے انتقال سے پہلے ہمیں موت آجاتی اور ہم مرگئے ہوتے۔ آپ ﷺ کی وفات سے جو مصیبت مجھے پہنچی ہے۔ اگر یہ روشن دنوں پر ڈال دی جائے تو وہ راتوں میں تبدیل ہوجائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی پاک ﷺ کو دفن کرکے صحابہ کرامؓ واپس ہوئے تو حضرت فاطمہؓ حضرت انسؓ کو مخاطب کرکے کہنے لگیں۔

”یَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ۔“

کہ اے انسؓ تمہیں یہ کیسے گوارا ہوا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گئے ہو؟

ازواج مطہرات کا رو رو کر برا حال ہو رہا ہے۔ حضرت عائشہؓ کو پوچھیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو ان پر کیا قیامت گزری؟ حضرت حسنینؓ سے پوچھیں کہ انکے نانا جان آج کہاں چلے گئے ہیں؟ حضرت بلالؓ کو ہی پوچھ لیں کہ اسکے دل پر کیا گزری ہے؟

خدا اس مولوی کو ہدایت دے۔ مدینہ منورہ میں تو اس تاریخ کو صحابہ کرامؓ کا رو رو کر برا حال ہو رہا ہے اور اس تاریخ کو یہ مولوی جشن منانے کا حکم دے رہا ہے۔

ہمارا جس دن کوئی فوت ہو جائے۔ ہمارا تو کھانا پینا چھوٹ جائے۔ مگر نبی پاک ﷺ جس دن فوت ہو ہم اس دن حلوے اور مرغ کھائیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کیا اس دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو اس کو ذرا سمجھائے۔ اس اللہ کے بندے نے تو اپنے سامنے کھانا ہی کھانا رکھا ہوا ہے۔ کسی کا مر جائے تو پھر بھی کھانا' کسی کی خوشی ہو تو پھر بھی کھانا۔ کم از کم دیکھنا تو چاہیے کہ کب کھانا ہے اور کب نہیں کھانا۔ یہاں مجھے خطیب پاکستان مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری کی بات یاد آئی ہے۔ وہ اپنی تقریر میں ایک دفعہ فرمانے لگے کہ مصر کی عورتوں نے زلیخا کو جب طعنے دینے شروع کر دیئے کہ غلام پر فریفتہ ہوئی پھرتی ہے۔ تو اس نے ان عورتوں کو دعوت کے بہانے گھر بلایا۔ تاکہ ان کو یوسف علیہ السلام دکھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَآ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ"۔ (پ۱۲ سورۃ یوسف)

دستر خوان لگا دیئے گئے۔ کھانا اور فروٹ رکھ دیا گیا اور ہر ایک کو ایک ایک تیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھری دے دی گئی۔ تا کہ اس سے پھل کاٹ کر کھائیں۔ جب وہ کھانے میں مصروف ہوگئیں تو یوسف علیہ السلام کو کسی کام کی غرض سے وہاں بلایا تا کہ یہ عورتیں اسے دیکھ لیں۔ جب یوسف علیہ السلام کو انہوں نے دیکھا تو پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ بیٹھیں اور کہنے لگیں یہ انسان تو نہیں ہے۔ بلکہ کوئی فرشتہ ہے۔ زلیخا کہنے لگی تم نے تو اسے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ تو اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھی ہو مگر میں بھی تو ہوں جسکے پاس یہ رات دن رہتا ہے۔ میرا کیا حال ہوگا۔ مصر کی عورتوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا تو کھانا بھول گئیں۔ آج کے مولوی نے کھانا دیکھا تو نبی ﷺ بھول گئے۔ دیکھ لیجئے کتنا بڑا فرق ہے۔ (اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے)

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی جدائی میں نڈھال نظر آ رہے ہیں۔ چلئے ذرا یمن میں حضرت معاذؓ کو ہی پوچھ لیں۔ نبی پاک ﷺ نے ان کو مبلغ بنا کر بھیجا تھا۔ ایک دن خواب میں دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ پریشانی کے عالم میں نیند سے بیدار ہو گئے۔ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیا بن گیا ہے؟ دوسرے دن سوئے تو یہی خواب تیسرے دن پھر یہی خواب۔ اپنا سامان تیار کر کے واپس مدینہ منورہ آنے کا پروگرام بنا لیا۔ لوگوں نے پوچھا معاذؓ کیا بات ہو گئی ہے؟ ہمیں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟ تو حضرت معاذؓ نے کہا۔

فوت رسول ﷺ ہویا میرا جی مَیں بے لگدا
بجھ گیا دیوا جیہڑا چانن سی جگ دا
سنیا حال لوکاں بلیا بھانبڑ ی اگ دا
کسے نوں، چین رہیا تا ئیں

کہ مجھے تین دن سے متواتر خواب آ رہا ہے کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اب میرا یہاں رہنے کو دل نہیں چاہتا۔ لوگ حیران ہیں کہ پتہ نہیں یہ خواب سچا ہے کہ نہیں۔

ہوئے حیران اے پر یک نہیں آوندا
سوچدے سوچاں ہر کوئی خیال دوڑا وندا
تاں ربدا فرشتہ اچی بول سناوندا
کر دا اعلان لوکاں تائیں
قسم خدا دی نہ میں ابلیس شیطان ہاں
ملک الٰہی ۔ بھیجیا رب رحمان آں
فوت رسول (ﷺ) نت کردا اعلان ہاں
پر تساں یقین کر دے نائیں

آخر ایک فرشتے نے مسجد کے کونے سے اعلان کیا کہ نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ تب لوگوں کو یقین ہوا۔ حضرت معاذؓ مدینہ منورہ آئے تو والدہ سے پوچھنے لگے کہ نبی اکرم ﷺ کا حال کیسے گزرا؟ تو والدہ نے کہا بیٹا یہ سوال نہ کرو۔ کیونکہ آپ کی جدائی سے جو زخم ہمارے دلوں میں لگ چکے ہیں۔ انہیں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

رو رو وداع کیتا پیاریاں یاراں نے
لے او معاذؓ اجڑ گیاں گلزاراں نے
پھیر نئیں آؤناں اینہاں باغ بہاراں نے
ہن پڑھیں دورد نبی (ﷺ) تائیں

صحابہ کرامؓ کا حال تو یہ ہونا ہی ہونا تھا۔ ذرا آپ ﷺ کی سواری کا حال سن لیجئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ دی ذاتی عضبا نام سدا وندی
نبی ﷺ دے پیچھے نہ کجھ پیندی نہ کھاوندی
گلیاں دے وچ پھرے آڑا وندی
میرا سوار دسے نا ئیں
بھکھی ترہائی کدے مسجد ول آوندی
نبی (ﷺ) نہ دے پھیر گھر ول جاوندی
دیکھ آسمان دل ہنجوں وہاوندی
مر گئی اوہ پندراں روزاں تائیں

نبی پاک ﷺ کو تلاش کرتی پھرتی ہے۔ کبھی مسجد کی طرف جاتی ہے اور کبھی گھر کی طرف جاتی ہے۔ جب آپ ﷺ کسی جگہ نظر نہیں آئے تو پھر اسی صدمہ سے اپنی جان دے دیتی ہے۔

میرے دوستو اور عزیزو! نبی پاک ﷺ کی وفات کا صدمہ مسلمانانِ عالم کے لئے کتنا بڑا المیہ ہے۔ کیا کسی مولوی نے اس بارے بھی لوگوں کو کچھ بتلایا ہے۔ کیا یہ بے انصافی نہیں ہے کہ ولادت تو بتلائی جائے اور وفات کا ذکر ہی نہ کیا جائے۔ یہی بارہ ۱۲ ربیع الاول جسے صرف میلاد کے نام پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ چند سال قبل بارہ وفات سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ مگر اس مولوی نے وفات کا ذکر ہی لوگوں کی نظروں سے غائب کر دیا اور اس دن جشن منانے کی ترغیب دے دی۔

یارو، کھو! اس قسم کی خوشیاں منانا جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہیں۔ باعث ثواب نہیں ہیں۔ بلکہ مجھے تو یہاں تک خوف ہے کہ کل قیامت کے دن کہیں ان پر آپ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت دعویٰ نہ کر دیں کہ یا اللہ ہمارا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دن رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور یہ لوگ اس دن جشن عید میلاد النبی ﷺ منا رہے تھے۔

میرے بھائیو! خدا کیلئے اس بات کو ذرا سوچو کہ ہمارے یہ افعال جائز بھی ہیں کہ نہیں۔ اپنے آپ کو کتاب وسنت کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔ نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری کو منانے کی حد تک ہی نہ لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ بلکہ وہ مشن اور وہ مقصد لوگوں کو بتلاؤ جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے پوری زندگی صرف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں میں آپ کے سامنے سلام بر خیر الانام بزبان مولانا شہاب الدین صاحب ثاقب پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں آپ ﷺ کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سلام بر خیر الانام

ساہ ساہ اندر دم دم اندر سوہنے پیر نوں میں سلام آکھاں
جھنڈا ہتھ جیہدے الحمد والا اس بشیر نوں میں سلام آکھاں
جیہدے نور دی روشنی جگ اندر اوس بدر منیر نوں میں سلام آکھاں
اوہ طٰہٰ یٰسین دی شان والا اس نذیر نوں میں سلام آکھاں
جیہڑا کملی اوڑھ کے وعظ کردا اس فقیر نوں سلام آکھاں
جیہدے گھر نوں گھیریا کافراں نے اوس اسیر نوں میں سلام آکھاں
مازاغ البصر جیہدا شان فلک اپڑ اس تصویر نوں میں سلام آکھاں
جیہدے آیاں نبوتاں ختم ہویاں اوس اکسیر نوں میں سلام آکھاں
جو خلیق، کریم، حلیم سوہنا اس تاثیر نوں میں سلام آکھاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثاقب جس دی کھا زبان پھرے گھائل کردی اس تقریر نوں میں سلام آکھاں

ماراں کھاکے دسدا حکم ربدے اس امین نوں میں سلام آکھاں

جیہڑا ام الکتاب نوں لے آیا اوس یٰسین نوں میں سلام آکھاں

جیہدا نام لیاں ہووے لکھ رحمت اودھے دین نوں میں سلام آکھاں

چمکاں مار دا حسن کمال جسدا اوس جبین نوں میں سلام آکھاں

جیہد ونداں تے احد وچہ ضرب لگدی اوس مسکین نوں میں سلام آکھاں

جیہدی دید ویکھیاں ہووے عید ثاقب اوس مبین نوں میں سلام آکھاں

جیہدی شفقت عام جہان اُتے اوس کریم نوں میں سلام آکھاں

جیہدی شفقت عام جہان اتے اوس کریم نوں میں سلام آکھاں

جیہدی ساری خدائی توں شان اچی اوس یتیم نوں میں سلام آکھاں

جیہڑا تیز براق تے چڑھن والا رؤف الرحیم نوں میں سلام آکھاں

محمد ﷺ نام محبّاں وڈا ایسے خلق عظیم نوں میں سلام آکھاں

جیہدے کولوں شفا مخلوق پاوے اس حکیم نوں میں سلام آکھاں

ثاقب جسدا سینہ نور دے نال بھریا اوس فہیم نوں میں سلام آکھاں

ماراں کھاکے جیہڑا دعا دیوے اودھے پیار نوں میں سلام آکھاں

جیہڑا فلک تے جا مہمان بنیاں اوس اسوار نوں میں سلام آکھاں

جیہڑا کسے دا دکھ ونڈا لیندا اوس غمخوار نوں میں سلام آکھاں

دن رات سلام سلام میرا اوس سرکار نوں میں سلام آکھاں

گڑیاں پنبھ ٹلیاں ہویا خون جاری اوس رخسار نوں میں سلام آکھاں

جیہدے نال محبت اوہ لائے ثاقب اوس یار نوں میں سلام آکھاں

”واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں سوالات

۱۔ یہ عید میلاد النبی ﷺ نبی صلعم ﷺ نے اپنی تیرہ سالہ مکی زندگی یا دس سالہ مدنی زندگی میں منائی ہے؟ یا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو اس کے منانے کا حکم دیا ہے؟ کیا آپ ﷺ نے یا آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے اس تاریخ کو اس قسم کی خوشی کا اظہار کیا ہے؟

۲۔ کیا خلفائے راشدین میں سے ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دو سالہ دور خلافت میں یا فاروق اعظمؓ نے اپنے دس سالہ دور خلافت میں یا عثمان غنیؓ نے اپنے بارہ سالہ دور خلافت میں یا علی المرتضیٰؓ نے اپنے چھ سالہ دور خلافت میں یہ دن منایا ہے؟ یا اس طرح محبت کا اظہار کیا ہے۔ جیسے ہم کرتے ہیں؟ کیا ان کی زندگی میں یہ دن نہیں آیا؟ کیا ان کو رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں تھی؟

۳۔ کیا تابعین عظامؒ جن کا دور ۱۰۰ھ ہجری سے شروع ہو کر ۱۸۰ھ تک رہا ہے۔ ان کی زندگی میں یہ دن نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو انہوں نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں منایا؟

۴۔ کیا تبع تابعین جن کا دور ۱۸۰ھ سے لے کر ۲۲۰ھ تک رہا ہے۔ ان کی زندگی میں یہ دن نہیں آیا؟ اگر آیا ہے تو انہوں نے یہ دن کیوں نہیں منایا؟

۵۔ کیا آئمہ اربعہؒ میں سے امام ابوحنیفہ نے اپنی ستر سالہ زندگی میں امام شافعیؒ نے اپنی چون سالہ زندگی میں ۱۲ ربیع الاول کا دن منایا ہے؟ یا کسی کو منانے کا حکم دیا ہے؟

۶۔ محدثین عظامؒ جنہوں نے اپنی پوری زندگیاں رسول اللہ ﷺ کے فرامین جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں صرف کر دیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کا یوم ولادت نہیں منایا تو کیوں؟

۷۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جن کے نام کی گیارہویں دنیا باعث نجات سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی اکانوے سالہ زندگی میں یہ دن کیوں نہیں منایا؟

کیا صحابہ کرامؓ تبع تابعینؒ آئمہ عظامؒ محدثینؒ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبت تھی یا ہمیں؟ اگر واقعی ان کو زیادہ محبت تھی تو انہوں نے پھر اس دن کیوں خوشی کا مظاہرہ نہیں کیا؟ تحقیق کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جو کام ہم محبت رسول اللہ ﷺ کے اظہار کے لئے کرتے ہیں۔ خیرالقرون میں ایسا اظہار محبت کسی نے نہیں کیا۔ اگر جلوس نکالنے اور جشن منانے واقعی نیکی ہوتے تو وہ ضرور ایسا نیک کام کرتے۔ جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو پھر اسے نیکی کہنا کہاں تک درست ہے؟

ابتداء:- تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ سے چھ سو سال بعد تک عید میلاد کا نام تک نہیں ملتا۔ ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ایک دنیا دار بادشاہ المعظم مظفرالدین صاحب اربل نے اس کی ابتداء کی۔ ماہ صفر میں وہ اس کی تیاریاں شروع کر دیتا۔ گانے والوں کو جمع کر کے آلات لہو ولعب کے ذریعے گانے سنتا اور رقص و سرور کی محفلیں منعقد کرواتا۔ پھر ایام ولادت سے دو دن قبل اونٹ گائے اور بکریاں ذبح کر کے مختلف قسم کے کھانے پکا کر اہل مجلس میں تقسیم کرتا۔ (حوالہ تاریخ ابن خلکان ص ۳۸۱)

تاریخ ولادت:- آپ ﷺ کی تاریخ ولادت میں کافی اختلاف ہے۔ کسی نے ۹ ربیع الاول کسی نے دس اور کسی نے بارہ لکھی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیلانیؒ نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں دس محرم لکھی ہے۔ مگر اصل تاریخ ۹ ربیع الاول ہی ہے۔ (حوالہ تاریخ اسلام)

تاریخ وفات:- آپ ﷺ کا یوم وفات ۱۲ ربیع الاول ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی "ملفوظات" میں تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے۔

آپ ﷺ کے یوم وفات پر اندھا دھند خوشیاں منانا۔ دکانوں اور گھروں کو رنگ برنگ جھنڈیوں سے آراستہ کرنا۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکالنا' کیا یہ محبت کی نشانی ہے یا کچھ اور؟ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں کیا کہرام برپا تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں۔

"فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ۔"

کہ آپ ﷺ کی وفات کے دن ہر چیز تاریک ہوگئی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

"وَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمًا مَاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ میں نے اتنا تاریک اور قبیح دن کبھی نہیں دیکھا جتنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن تھا۔ ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ عمر فاروقؓ جیسے بہادر اپنے حواس کھو بیٹھے ہیں۔ عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ پریشان و مضطرب ہیں۔ ازواج مطہرات کی دنیا اندھیر ہوگئی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کہہ رہی ہیں:

صُبَّتْ عَلَىَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صُبَّتْ عَلٰی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

کہ ابا جی کی وفات کا صدمہ جو مجھے پہنچا ہے۔ اگر یہ صدمہ روشن دنوں پر ڈال دیا جائے تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جائیں۔

۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تو قیامت برپا تھی اور ہم اس دن خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں۔

اگر جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا نیکی کا کام ہوتا تو صحابہ کرامؓ اسے ضرور مناتے۔ جو کام شریعت میں نہ ہو اسے نیکی سمجھ کر کرنا شرعی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے اور بدعت کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة" وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّار۔"

کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔

اب ہم خود ہی سوچ لیں کہ نام نہاد محبت میں کہیں بدعتی بن کر اپنی آخرت نہ خراب کر لیں۔ یہ آواز آپ تک صرف آپ کی اصلاح کے لئے پہنچائی گئی ہے۔

"اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔"

(پ۱۲ سورۃ ہود)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتیسواں وعظ

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰه نَحْمَدُهُ و نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نُؤمِنُ بِه وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنعوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلا هَادِيَ لَهُ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اَلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ صلى الله عليه وسلم اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَى السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى و مَنْ يعص اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰى فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا. اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ.

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اَلَّا لِيَعْبُدُوْنِ." (پ۲۷ع۳)

ترجمہ:- میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میں نے اپنی تقریر میں یہ بتانا ہے کہ جنوں اور انسانوں کو کس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا اس دنیا میں ان کو بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟

یاد رکھئے! اس دنیا میں جو چیز بھی پیدا کی گئی ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے۔ جو بے سود اور بے فائدہ پیدا کی گئی ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس پیدا شدہ چیز کی حکمت سمجھ میں نہ آئے۔

"فِعْلُ الْحَكِيمِ لَايَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ۔"

حکیم کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اسی طرح انسان کو بھی کسی مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔ وہ مقصد ہے عبادت خداوندی۔ کہ اے انسان دنیا میں تم نے میری عبادت کرنی ہے۔ مجھے ہی اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا ہے۔ میرے آگے ہی سر جھکانا ہے۔ گویا کہ اپنی ساری زندگی میرے حکم کے مطابق بسر کرنی ہے۔

آج جب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا جس مقصد کے لئے انسان پیدا کیا گیا تھا۔ اس کو وہ پورا کر رہا ہے کہ نہیں۔ تو ہمیں جواب نفی میں ملتا ہے۔ گویا کہ اس نے عبادت الٰہی کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اپنے مقصد پیدائش کو فراموش کر دیا ہے۔

دوستو اور عزیزو! جو چیز اپنے مقصد کو بھول جاتی ہے۔ اس کی قدر و منزلت مالک کی نظروں سے گر جاتی ہے اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کسی مشین کا پرزہ جب تک اپنی جگہ رہ کر کام دیتا رہے۔ جس کیلئے وہ بنایا گیا تھا۔ تو مالک کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت بہت ہوگی اور وہ بہت بڑی قیمت پائے گا اور اگر وہ اپنی جگہ پر پورا ہی نہ اترے اور جس کام کے لئے وہ بنایا گیا ہے۔ وہ کام ہی نہ دے۔ تو آپ جانتے ہیں کہ اس پرزہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔ مالک کی نظروں میں اس پرزہ کی کوئی وقعت باقی نہیں رہ جاتی اور وہ اسے چند کوڑیوں کے عوض کباڑیوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ (چاہے وہ دو چار ہزار کا ہی کیوں نہ ہو) یا وہ اسے یوں ہی بے کار سمجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر پھینک دیتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ اس قیمتی پرزے کی اہمیت کم کیوں ہوگئی؟ اور اتنا بڑا قیمتی پرزہ اتنا سستا کیوں ہوگیا؟ محض اس لئے کہ اس نے اپنا مقصد پورا کرنے سے جواب دے دیا۔ تو اسی طرح جب تک مسلمان اپنے مقصد حیات کو نہیں بھولا اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہا تو اس وقت تک خدا نے بھی اس کی عزت و شرافت' بلندی' عظمت برقرار رکھی تھی۔ اس نے جس میدان میں قدم رکھا۔ خدا نے اس کے قدم رکھنے کی بدولت بڑے بڑے ملک اس کے زیر قدم کر دیئے۔ اس نے اپنی گردن خدا کے آگے جھکا دی۔ تو خدا نے بڑے بڑے جابر اور ظالم بادشاہوں کو اس کے آگے جھکا دیا۔ اس نے ذکر الٰہی کو اپنا مشغلہ بنائے رکھا۔ تو خدا نے خشک پہاڑوں سے اس کے لئے چشمے پیدا فرمادیئے اور سمندروں میں اس کے لئے راستے پیدا فرمادیئے۔ اس قسم کے مسلمانوں کے لئے کسی نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

مسلماں وہ مسلماں تھے جو میدانوں میں نکل آئے
قیصر اور اس کے ساتھ کسریٰ کو کچل آئے
جہاں پہنچے زمین کو کر دیا آسمان سے اونچا
جہاں ٹھہرے درو دیوار کا نقشہ بدل آئے
سمندر میں بھی ان کی دوڑ کی راہیں نکل آئیں
پہاڑوں پر بھی ان کے فیض کے چشمے ابل آئے

مگر آج مسلمان اپنے مقصد کو بھول چکا ہے۔ اس کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ مگر مسجد میں اس کا دل نہیں لگتا۔ گویا کہ یہ ایک پرزہ ہے۔ جو اپنی جگہ فٹ ہی نہیں بیٹھتا اور جس کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ وہ کام ہی نہیں دیتا۔ حالانکہ اسے عبادت الٰہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی زندگی کا معمول بنالینا چاہئے تھا۔ مگر افسوس فرنگی تہذیب اور غیر اسلامی نظریات نے اس پرزہ کے اسلامی دندانے توڑ پھوڑ کے رکھ دیئے اور مقامات عبادت کے لئے اسے رہنے ہی نہ دیا۔ اب یہ پرزہ بجائے مسجد کے سینما میں فٹ بیٹھتا ہے۔ بجائے کعبہ کے لندن کے چکر کاٹتا ہے۔ بجائے بیت اللہ کے طواف کے قبروں کے طواف کرتا ہے۔ بجائے قرآن و حدیث کے لینن' مارکس' اور ماؤزے تنگ کے نظریات پڑھتا ہے اور بجائے اسلام کے کفر کے گرد گھومتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی نظروں سے گر گئے ہیں اور ہماری کوئی قدر و قیمت نہ رہی اور آئے دن مختلف قسم کے عذابوں کا منہ دیکھنے لگے۔ آپ اخبارات کا مطالعہ کیجئے کہیں زلزلے آرہے ہیں۔ کہیں سیلاب آرہے ہیں اور کہیں مختلف قسم کی بیماریوں سے سینکڑوں اموات واقع ہورہی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ صرف ہمارے اپنے اعمال کی شامت ہے۔ پچھلے چند سالوں سے جو ہولناک سیلاب آرہے ہیں۔ یہ صرف اسی چیز کا نتیجہ ہے کہ ہم خدا سے بالکل غافل ہو چکے ہیں۔ مکروفریب' جھوٹ' بلیک' رشوت' شراب اور زنا ہمارا دن رات کا معمول بن چکا ہے۔ ناچ گھر' سینما اور تھیٹر آباد ہیں اور مسجدیں ویران ہیں۔ بے حیائی اور بے دینی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ جس کی انتہا نہیں۔ دین و مذہب سے بیزاری اور بے ایمانی و بے غیرتی عام ہوگئی ہے۔ اس قدر تباہی کے بعد بھی ہم نہیں سنبھلے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ خدا تعالیٰ اپنے اس عذاب کو ہم سے دور فرما دیں۔ الٹا سیلاب کا مقابلہ کرنے کیلئے مادی منصوبے بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ بھائیو!

''اِنَّ عذابَ ربِّکَ لَواقعٌ' مالَه' مِنْ دافعٍ۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداتعالیٰ کے عذاب کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ مادی منصوبے بنانے کی بجائے اپنی تمام تر توجہ خداتعالیٰ کی طرف مبذول کریں اور پھر دیکھیں کہ یہ عذاب رکتے ہیں کہ نہیں۔ پانی کے عذاب سے بچنے کے لئے نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا۔

”یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا۔“

اے میرے بیٹے میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو کہنے لگا۔

”سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔“

میں پہاڑ پر چڑھ کر اپنی جان بچا لوں گا۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا۔

”لَاعَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِاللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔“

آج کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی منصوبہ نہ بچا سکے گا۔ مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمائے۔

نوح علیہ السلام کے اس فرمان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کو راضی کیا جائے اور اس کے آگے جھکا جائے۔

دوستو اور بزرگو! خدا کی بندگی اور اس کے احکام کی تعمیل سے اخروی فوائد کے علاوہ دنیا میں بھی بہت سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

”مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔“

جو خدا کا ہو جائے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

یہ آج کل جو پانی سیلاب کی شکل میں ہم کو تنگ کر رہا ہے اور کبھی آگ ہمارے لئے عذاب بن کر ہمارے مکانوں، دکانوں اور سامانوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا طوفان کی شکل میں آ کر ہمیں پریشان کر دیتی ہے۔ اگر ہم خدا والے بن جائیں اور اس کی عبادت میں منہمک ہو جائیں تو یہ پانی آگ اور ہوا سب کے سب ہمارے مطیع اور فرمانبردار بن جائیں۔

"مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ"

کے تحت چند واقعات میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں کہ ہم بھی ان کو سن کر اپنے آپ کو اس زمرہ میں شامل کر لیں اور رحمت خداوندی کے مستحق ہو جائیں۔ سب سے پہلے پانی ہی کو لیجئے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ تاکہ ہم اپنی ضروریات زندگی اس سے پوری کر سکیں۔ پانی ہمارے سامنے اگر گلاس کی شکل میں آئے تو ہم اس کو پی جاتے ہیں اور اگر سیلاب کی شکل میں آئے تو یہ ہم کو پی جاتا ہے۔ اگر ہم خدا والے بن جائیں تو یہ پانی ہمارا نقصان کرنے کی بجائے ہمارا مطیع ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر دریائے نیل کے کنارہ پر پہنچتے ہیں تاکہ دریا پار کر کے دوسری جانب پہنچ کر فرعون کے مظالم سے بچ جائیں۔ لیکن دریا پر پل نہیں ہے اور پانی پوری رفتار سے بہہ رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سوچ رہے ہیں کہ اب پار کیسے جایا جائے۔ اتنے میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے دیکھا کہ فرعون اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ پکڑنے کے لئے آ رہا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ

"فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰی اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ۔"

جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا کہ بس اب تو ہم پکڑ لئے گئے۔ آگے دریا کی موجیں' پیچھے فرعون کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجیں کہاں جائیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔"

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یقین مانو کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے۔ جو مجھے ابھی ابھی راہ دکھادے گا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ الفاظ کہے تھے کہ

"فَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ۔"

اللہ پاک کی طرف سے وحی آ گئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو دریا پر مارو اور میری قدرت کا کرشمہ دیکھو۔ چنانچہ آپ نے فوراً اپنا عصا دریا پر مارا۔

"فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ۔"

عصا لگتے ہی بحکم خدا دریا کا پانی پھٹ گیا اور بارہ صاف ستھری سڑکیں بن گئیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے۔ پھر قدرت خداوندی سے ہر دو فریق کے درمیان پانی مثل شیشے کی دیوار کے کھڑا ہو گیا۔ تا کہ ایک دوسرے کو سلامتی کے ساتھ پار ہوتا دیکھ لے۔ پھر ہوا کو حکم ہوا اس نے درمیان سے پانی کو زمین سے خشک کر کے راستے صاف کر دیے۔ پس ان خشک راستوں سے آپ اپنی قوم کو لے کر بے خوف وخطر دریا پار کرنے لگے۔ اتنے میں فرعون اپنے لشکر سمیت دریا پر پہنچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام صحیح سلامت اپنے ساتھیوں سمیت جب پار ہو گئے تو فرعون اپنے لشکر سمیت دریا میں داخل ہو گیا۔ جب فرعونی دریا کے درمیان پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ اسی طرح چلنا شروع کر دو۔ جیسے پہلے چل رہا تھا۔ چنانچہ راستے ختم ہو گئے اور پانی اپنی رفتار سے بہنے لگا۔ فرعون اور اس کا لشکر آناً فاناً غرق ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس رستے موسیٰ دیاں فوجاں رب نے پار لگائیاں

اوسے رستے فرعونی فوجاں رب نے غرق کرائیاں

دیکھ لیجئے اللہ والوں کو پانی نے کچھ نہ کہا اور کافروں کو تباہ برباد کر دیا۔ آج ہم بھی اگر اللہ والے بن جائیں تو ہر سال آنے والے سیلاب سے ہماری بھی جان بچ جائے اور یہ جو بڑا جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ وہ نہ ہو۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے احکامات کی بے چون و چراں بجا آوری کرتے رہیں اور اپنی عقل و قیاس کے گھوڑے نہ دوڑائیں اور اللہ و رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلتے رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ کے عہد خلافت میں جب مصر فتح ہوا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ وہاں کے گورنر بنائے گئے۔ تو دریائے نیل خشک ہو گیا۔ لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ یہ دریا ہر سال خشک ہو جاتا ہے اور اس وقت تک جاری نہیں ہوتا جب تک ایک کنواری لڑکی کو اس کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن العاصؓ کو ہر سال ایک لڑکی کے ناحق قتل کا بڑا صدمہ ہوا۔ فرمانے لگے کہ اس دفعہ اس کا انتظام کرتا ہوں تم بے فکر رہو۔ آپ نے اسی وقت بارگاہ خلافت میں حضرت عمر فاروقؓ کے نام ایک خط لکھا جس میں دریا کے خشک ہو جانے اور ہر سال ایک کنواری لڑکی کے قتل ناحق کا مفصل واقعہ لکھ دیا۔ ان کا یہ خط جب فاروق اعظمؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے فوراً ایک خط دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا جس کے الفاظ یہ تھے۔

”مِنْ عَبْدِاللّٰهِ عُمَرَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى نِيْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ۔ اِنْ كُنْتَ تَجْرِىْ مِنْ قَبْلِكَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ كَانَ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُجْرِيْكَ فَاسْأَلُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ يُّجْرِيَكَ۔" (تاریخ الخلفا ص۹۰)

"یہ خط اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔اے دریا اگر تو خود مختار ہے۔اپنی مرضی سے بہتا ہے اور اپنی مرضی سے رک جاتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔مت جاری ہو اور اگر تیرا چلنا اور تیرا بند ہونا اللہ کے اختیار میں ہے تو ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تمہیں جاری کر دے۔"

اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو لکھا کہ بجائے عورت کی بھینٹ کے میرا یہ خط دریا میں ڈال دیں۔مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ فاروق اعظمؓ کا خط لے کر دریا پر پہنچے اور اندر جا کر فاروق اعظمؓ کا حکم نامہ دریا کو پہنچا کر باہر آ گئے۔کیا دیکھتے ہیں کہ چند لمحوں بعد دریائے نیل خود بخود جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک بند ہونے کا نام نہیں لیا۔

دیکھ لیجئے! اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانیوالے فاروق اعظمؓ کے سامنے پانی بھی جھک گیا۔وہاں پانی آیا تو ایک لڑکی کی جان بچانے کی خاطر اور اب جو پانی آتا ہے تو سینکڑوں جانیں لے جانے کی خاطر۔آخر یہ اتنا بڑا فرق کیوں: صرف اس لئے کہ وہ لوگ خدا کے اور خدا ان کا تھا۔آج ہم خدا کے نہ رہے اور ہمارا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ اگر ہم بھی اللہ والے بن جائیں تو یہ پانی ہمارے اشاروں پر چلے۔اسی طرح آگ بھی اہل اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتی۔جذبہ صادق ہو تو راہ حق میں پیش آنے والی سبھی رکاوٹیں اللہ تعالیٰ خود ہی دور فرما دیتے ہیں اور اس راہ کی بڑی سے بڑی مصیبتیں بھی قادر کریم اپنی رحمت سے راحت میں بدل دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے نمرود نے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کروا کے ایک بہت گہرے گڑھے میں رکھوا کر ان کو آگ لگوادی۔ مفسرین کے قول کے مطابق روئے زمین پر اتنی بڑی آگ کبھی نہیں جلائی گئی۔ آگ کی تپس کی وجہ سے کسی کو قریب جانے کی جرأت نہیں پڑتی تھی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے اطمینان اور بغیر کسی گھبراہٹ کے نمرود کے پاس کھڑے ہیں۔ کسی نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

اگ بلی تاں ترے ترے کوہ سڑیا گرد چوفیرا
کوئی نہ خوف خیال نبی نوں وھن رسولاں جیرا

اگر ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو آگ کی دہشت کی وجہ سے نمرود کے پاؤں میں گر پڑتا اور معافی مانگ لیتا۔ مگر ابراہیم علیہ السلام گھبرانے کی بجائے زبان سے یہ الفاظ کہہ رہے ہیں۔

”اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ فِي السَّمَاءِ وَاحِدٌ“ وَأَنَا فِي الْأَرْضِ وَاحِدٌ“ أَعْبُدُكَ۔“

”کہ اے اللہ تو آسمانوں میں اکیلا معبود ہے اور میں زمین میں اکیلا عابد ہوں۔“

واحد واحد واحد مولا بولے نبی حقانی
وحدت ذکر محبت اندر ہو جانا قربانی
اتول پئے کناراں والی بھانبھڑ بھڑک مچاوے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتول وچہ عشق الٰہی تیز المبہ لاوے

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے پیغمبر علیہ السلام!

حکم کرو تاں طبق زمین دا پنجہ مار اٹھاواں
آتش سنے کفار تمامی وچہ سمندر پاواں

اگر حکم ہو تو میں ان تمام کفار کو تباہ و برباد کر دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

میرا مولا حاضر ناظر رکھن مارن والا
پھر میں کس کارن غیراں اگے کراں بیان حوالہ

کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ رب جلیل ہے اور میں اس کا بندہ ابراہیم خلیل ہوں۔ پیچھے ہٹ جاؤ میرے اور میرے خدا کے درمیان حائل نہ ہو۔ مجھے اس کے راستہ میں قربان ہو لینے دو۔ چنانچہ جس وقت آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آگ کو حکم دیا۔

”قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ۔“

کہ اے آگ میرے خلیل علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔ اتنی ٹھنڈی نہ ہوتا کہ اس کو سردی لگنے لگے اور اتنی گرم بھی نہ ہونا کہ اس کو گرمی محسوس ہو۔ گویا ایئر کنڈیشن بن جاتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

”لَمْ یَبْقیٰ نَارًا فِی الْاَرْضِ اِلَّا طُفِئَتْ۔“

کہ اس حکم پر اس دن روئے زمین کی تمام آگ ٹھنڈی ہو گئی اور کوئی شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

دیکھ لیجئے۔آگ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ جہاں آگ لگ جائے وہاں سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔مگر اللہ والے ابراہیم علیہ السلام کے لئے یہی آگ گلزار بن گئی۔ دوستو اور بزرگو! اگر ہمارا ایمان بھی ابراہیم علیہ السلام جیسا ہو۔ ہمارا صبر و استقلال بھی ابراہیم علیہ السلام جیسا ہو تو ہمارے لئے بھی آگ انداز گلستان پیدا کر سکتی ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ مولانا رومیؒ نے اپنی کتاب مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک بت پرست بادشاہ نے ایک بہت بڑی خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلانے کا حکم دیا اور خود اپنے وزیروں کے ساتھ خندق کے کنارے بیٹھ گیا اور سامنے ایک بت رکھ لیا۔ پھر شہر میں اعلان کروا دیا کہ ہر کوئی حاضر ہو کر اس بت کو سجدہ کرے جو سجدہ نہ کرے گا۔ اس کو اس خندق میں جلتی بھڑکتی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ چنانچہ اس بت پرست ظالم بادشاہ کے حکم پر لوگ آ آ کر بت کو سجدہ کرنے لگے۔ اتنے میں ایک مسلمان عورت جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا لایا گیا اور کہا گیا۔

گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن
ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

کہ اے عورت اس بت کو سجدہ کر۔ ورنہ آگ میں تجھے ڈال دیا جائے گا۔

بود آں زن پاک دین و مومنہ
سجدہ آں بت نہ کرد موقنہ

وہ عورت مومن اور دین دار تھی۔ اس نے بت کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طفل زد بستید در آتش فگند
زن مترسید دل از ایماں بکند

چنانچہ بادشاہ کے حکم پر اس کے ظالم سپاہیوں نے عورت کا بچہ اس سے چھین کر آگ میں پھینک دیا۔ عورت اپنے بچے کا حشر دیکھ کر ڈر گئی اور بت کو مجبوراً سجدہ کرنے پر رضامند ہو گئی۔

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت
بانگ زد آں طفل انی لم امت

وہ عورت سجدہ کرنے ہی لگی تھی کہ خندق سے بچے کی آواز آئی کہ اے ماں میں مرا نہیں ہوں۔

اندر آ مادر کہ من ایں جا خوشم
گرچہ در صورت میان آتشم

اے ماں تو بھی خندق میں آ جا۔ دیکھ میں یہاں کس قدر خوش ہوں۔ اگرچہ بظاہر میں آگ میں ہوں۔

قدرت آن سگ بدیدی اندر آ
تا بہ بینی قدرت فضل خدا

ماں جی اس بت پرست ظالم کتے کی قدرت تو نے دیکھ لی۔ اب ذرا اس میں آ کر میرے خدا کی قدرت دیکھ۔

اندر آؤ دیگراں راہم بخواں
کاندر آتش شاہ بنہا دست خواں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ماں! تو بھی اندر آ جا اور دوسروں کو بھی یہاں آنے کی دعوت دے اور کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آگ میں سب کے لئے اپنی رحمت کا دستر خوان بچھا رکھا ہے۔ یہ سنتے ہی ماں نے خندق میں چھلانگ لگا دی اور پھر وہ بھی بچے کے ساتھ مل کر کہنے لگی کہ لوگو! اندر آ جاؤ اور بت کو ہرگز سجدہ نہ کرو۔ یہ آواز سن کر بہت سے لوگ خندق میں کود گئے۔ اتنے میں اچانک اس خندق کی آگ سے شعلے بلند ہو کر باہر آ گئے اور انہوں نے بادشاہ اور اس کے ارد گرد اس کے جتنے بھی ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنی لپیٹ میں لے لیا اور منٹوں سیکنڈوں میں جلا کر راکھ کر دیا۔

”مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔“

جو اللہ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کسی کا بن جائے تو پھر دنیا کی تمام چیزوں کو اس کے تابع کر دیتا ہے۔ ابن عساکر کے حوالہ سے حافظ ابن کثیرؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ بھی اسی لطف و کرم سے پیش آنا جو لطف و کرم تیرا مجھ پر رہا۔ تو وحی نازل ہوئی کہ سلیمان علیہ السلام سے کہہ دو کہ وہ بھی میرا اس طرح بن جائے جس طرح تو میرا تھا۔ تو میں بھی اس کے ساتھ ہو جاؤں گا۔ جیسے کہ تیرے ساتھ تھا۔

چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے عبادت خداوندی اور ذکر الٰہی اپنی زندگی کا معمول بنا رکھا تھا اور ذرا جتنی کوتاہی اور غفلت بھی برداشت نہ ہو سکتی تھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

”وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ“O اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُO فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِO رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًابِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔“(پ۲۳ص)

کہ ہم نے داؤد علیہ السلام علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام بہترین بیٹا عطا فرمایا جو کہ بہت ہی عبادت گزار اور رجوع کرنے والا تھا۔ ایک دن سلیمان علیہ السلام کے سامنے ان کی بادشاہت کے زمانہ میں شام کے وقت بہترین جنگی گھوڑے پیش کیے گئے۔ جن کو دیکھنے بھالنے میں اس قدر مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا خیال ہی نہ رہا اور سورج غروب ہوگیا۔ بعد میں یاد آیا کہ میری نماز رہ گئی ہے۔ سخت غصہ میں آ گئے اور حکم دیا کہ گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے پیش کرو۔ جب دوبارہ گھوڑے سامنے لائے گئے تو کہنے لگے کہ اس مال کی محبت میں میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہوگیا یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔ جو مال مجھے میرے رب کے ذکر سے غافل کردے۔ میں اسے رکھنا ہی نہیں چاہتا۔ حکم دیا کہ ان تمام کو کاٹ دو۔ چنانچہ ان تمام گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹ دیا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ ان کو خداتعالیٰ سے کتنا تعلق تھا اور دنیا سے کتنی بے رغبتی۔ آج ہم بھی ہیں کہ نماز کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ دکان پر بیٹھے بیٹھے نمازیں ضائع کردیتے ہیں۔ دوست واحباب مل کر لہوولعب میں مصروف ہو جاتے ہیں اور نماز کا ضیاع ہو جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ آؤ جی نماز پڑھنے چلیں تو کہا جاتا ہے کہ آپ چلیں ہم ذرا ابھی فارغ نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ نماز وہ پڑھے جو بالکل بے کار اور نکما آدمی ہو۔

دوستو اور بزرگو! خداتعالیٰ کے ہاں نماز چھوڑ دینے پر کسی قسم کا کوئی عذر بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول نہیں کیا جائے گا۔ آج ہی توبہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوگا ہم سارے کام چھوڑ کر پہلے اسے ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تو ہاں! میں عرض کر رہا تھا کہ جس طرح سلیمان علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے غافل کر دینے والے گھوڑوں کو ختم کر دیا ہم بھی اگر اسی طرح ہو جائیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہ ہوں۔ سلیمان علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے اس تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہواؤں اور جنات کو ان کے مطیع کر دیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے۔

"وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ O وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ۔" (پ ۱۷ سورۃ انبیاء)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زور آور ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ جو انہیں کے حکم کے مطابق برکت والی زمین ملک شام میں پہنچا دیتی تھی۔ آپ اپنے تخت پر مع اپنے لشکر اور سامان بیٹھ جاتے تھے۔ پھر جہاں جانا چاہتے ہوا آپ کو آپ کے فرمان کے مطابق گھڑی بھر میں وہاں پہنچا دیتی۔ ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر چھ ہزار کرسی لگائی جاتی۔ آپ کے قریب مومن انسان بیٹھتے۔ ان کے پیچھے جن (مومن) ہوتے۔ پھر آپ کے حکم پر سب کے سروں پر پرندے سایہ کرتے۔ پھر آپ حکم کرتے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا آپ کو لے چلتی۔ اسی طرح سرکش جنات بھی خدا تعالیٰ نے آپ کے قبضے میں کر دیئے تھے۔ جو سمندروں میں غوطے لگا کر موتی جواہر وغیرہ نکال کر لایا کرتے تھے اور بھی بہت سے کام کاج کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ کوئی جن انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ بلکہ سب کے سب ان کے ماتحت فرمانبردار اور تابع تھے۔

تو میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام چیزوں کو اس کے ماتحت کر دیتے ہیں۔ یہ پانی انسان کا نقصان کرنے کی بجائے اس کے لئے راستے بنا دیتا ہے۔ یہ آگ جلانے کی بجائے انداز گلستان پیدا کر دیتی ہے اور یہ ہوا تباہ کرنے کی بجائے راحت کا سامان مہیا کر دیتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ سرکش قوم میری یاد سے غافل رہنے کی پاداش میں تیز و تند ہواؤں سے تباہ و برباد کر دی گئی۔

”وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔“ (پ۲۹ سورۃ الحاقہ)

عادی بہت تیز وتند ہوا سے تباہ کر دیئے گئے۔ جو ان پر برابر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن تک بحکم خدا چلتی رہی۔ پس تو دیکھے گا کہ یہ لوگ زمین پر اس طرح گر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔

یہ خطرناک آندھی اس سرکش قوم پر ایسی مسلط ہوئی کہ لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ آدمیوں اور جانوروں کو زمین سے اٹھا کر اوپر لے جاتی اور نیچے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھینک دیتی۔ تمام مکانوں کو گرادیا اور کوئی جاندار زندہ نہ رہنے دیا۔ مگر اس قدر ہولناک ہوا کے طوفان میں

"فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا۔"

اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو بچالیا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ عذاب آنے سے قبل حضرت ہود علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ مسلمانوں کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکل جائیں اور اپنے اور ان مسلمانوں کے گرد ایک خط دائرہ کی شکل میں کھینچ لیں اور اس دائرہ سے باہر کوئی شخص قدم نہ نکالے۔ چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اپنے اور اپنے متبعین کے گرد ایک لکیر دائرہ کی شکل میں کھینچ لی اور سب لوگ اس دائرہ کے اندر بیٹھ گئے۔ اب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جو ہوا اس دائرے کے باہر بڑے بڑے مکانوں اور قلعوں کو ڈھارہی تھی۔ انسانوں اور جانوروں کو میلوں اونچا اڑارہی تھی اور درختوں کو جڑوں سے اکھیڑ رہی تھی۔ وہ ہوا دائرہ کے اندر بیٹھنے والے مسلمانوں کی پیشانی اور جسم کے پسینہ کو خشک بھی نہ کرسکتی تھی۔ دائرہ سے باہر اس قدر ہوا کہ انسان اڑ رہے تھے اور اندر اس قدر کم کہ مسلمانوں کو پسینہ آرہا تھا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔ یہ ہے قدرت خداوندی کہ خدا تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں کو تو سزا دے رہا تھا اور اپنی عبادت کرنے والوں کو بچارہا تھا۔

"مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔"

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ایک اللہ والا بچہ جس کو اس وقت کے ظالم بادشاہ نے خدا تعالیٰ سے لولگانے کی وجہ سے مختلف طریقوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ختم کروانا چاہا۔ مگر وہ ختم نہ کروا سکا۔ آخر کار اس اللہ کے بندے نے اس بادشاہ کو کہا کہ اگر تو مجھے مروانا چاہتا ہے تو یہ طریقہ اختیار کرو۔ اس سے میری موت واقع ہو جائے گی اور وہ۔ طریقہ بھی ایسا تھا۔ جس سے لوگوں کو بادشاہ کے مذہب کے باطل ہونے کا اور اس کے مذہب کے حق ہونے کا علم ہو سکے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس بچے کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جس سے بچہ تو شہید ہو گیا۔ مگر بے شمار لوگوں کے ایمان کا سبب بن گیا۔ مسند امام احمد میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔ جس نے اپنے پاس ایک جادوگر رکھا ہوا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ لہذا کسی ہونہار بچے کو میرے سپرد کر دیجئے تاکہ میں اس کو جادو سکھا سکوں۔ چنانچہ ایک ذہین بچے کو وہ تعلیم دینے لگا۔ لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک راہب کا گھر آتا تھا۔ جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ و نصیحت میں مشغول ہوتا۔ یہ بھی وہاں کھڑا ہو جاتا اور اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا۔ غرضیکہ جادوگر کے پاس جاتے وقت اور آتے وقت تھوڑی دیر کے لئے راہب کے پاس رک جاتا۔ اس کو جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی۔ کیونکہ وہاں بھی دیر سے پہنچتا اور یہاں بھی دیر سے آتا۔ ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے اپنی یہ شکایت بیان کی۔ راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھے پوچھے کہ دیر کیوں لگی تو کہہ دینا گھر والوں نے روک لیا تھا اور اگر گھر والے پوچھیں تو کہہ دیا کرو کہ جادوگر نے روک لیا تھا۔ چنانچہ یونہی ایک زمانہ گزر گیا۔ ایک طرف تو یہ بچہ جادو سیکھتا تھا اور دوسری طرف خدا کا دین سیکھتا تھا۔ ایک دن کیا دیکھتا ہے کہ راستے میں ایک زبردست ہیبت ناک جانور راستہ روکے کھڑا ہے جو کہ لوگوں کو گزرنے نہیں دیتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمد و رفت بند ہے۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقعہ ہے کہ امتحان کرلوں کہ راہب کا دین سچا ہے یا جادوگر کا۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس کی طرف پھینکا۔ کہ یا اللہ! اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کی تعلیم سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کردے تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے۔ چنانچہ پتھر لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں کی آمد و رفت بحال ہوگئی۔ لڑکے نے جاکر یہ سارا واقعہ راہب کو بتادیا۔ راہب نے کہا کہ پیارے بچے تو مجھ سے فضیلت لے گیا ہے۔ اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہوگی۔ اگر ایسا ہوا بھی تو تم میرے متعلق کسی کو نہیں بتلانا۔

اب خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ اس لڑکے کے ہاتھوں اس ہیبت ناک جانور کے مرنے سے دُنیا کی جگہ جگہ شہرت ہوگئی۔ حاجت مند لوگوں کا اس کے پاس ہجوم لگ گیا۔ لوگ آتے اور اس سے دعا کرا کے چلے جاتے۔ اس کی دعا سے مادر زاد اندھے' کوڑھی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پہنچی۔ وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا اگر تو مجھے شفا دے دے۔ تو یہ سب کچھ میں تجھے دے دوں گا۔ لڑکے نے کہا شفا میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفاء دینے والا تو اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اس سے تیری صحت کے لئے دعا کروں گا اور تو تندرست ہو جائے گا۔ وزیر نے ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ بچے نے اس کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی اور تندرست ہو گیا اور خدا تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ اب وزیر بادشاہ کے دربار میں آیا اور کام شروع کر دیا۔ جس طرح اندھا ہونے سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتا تھا۔ بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا ہاں یعنی میں نے۔ وزیر نے کہا نہیں نہیں۔ تو میرا رب نہیں ہے۔ بلکہ میرا رب وہ ہے جس نے تجھ کو اور مجھ کو پیدا کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب بھی ہے۔ وزیر نے کہا ہاں۔ میرا رب اللہ عزوجل ہے۔ بادشاہ یہ بات سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اس نے وزیر کو مارنا شروع کر دیا اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا کہ تجھے یہ تعلیم کس نے دی ہے۔ وزیر نے کہنے لگا مجھے یہ تعلیم اس بچے نے دی ہے۔ جس کو آپ نے جادو سیکھنے کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس بچے کو بلایا او کہا کہ اب تو تم جادو میں کامل ہو گئے ہو۔ کیونکہ اندھوں کو بینا اور بیماروں کو تندرست کر دیتے ہو۔ بچے نے کہا غلط ہے۔ نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں اور نہ جادو کسی کو شفا دے سکتا ہے۔ شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگا کہ ہاں یعنی میرے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں۔ بچے نے کہا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ تو خدا نہیں ہے بلکہ خدا وہ ہے جس نے تجھ کو اور مجھ کو اور ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور سب کو رزق دیتا ہے۔ بادشاہ اس بچے کی زبان سے یہ باتیں سن کر اور زیادہ جل گیا اور اس نے بچے کو بھی مارنا شروع کر دیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا۔ پوچھنے لگا کہ بتاؤ تجھے یہ تعلیم کس نے دی ہے۔ بچے نے راہب کا پتہ بتا دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ راہب کو پکڑ کر لاؤ۔ جب راہب کو لایا گیا تو بادشاہ نے اس کو اسلام چھوڑنے کا حکم دیا۔ راہب نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ساری دنیا کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر اسلام کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چنانچہ اس ظالم بادشاہ نے اس راہب کو آرے سے دو ٹکڑے کروا دیا۔ پھر اس بچے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ تو بھی اسلام سے پھر جا۔ مصائب و آلام کے بعد دنیاوی جاہ و حشمت کا لالچ دیا۔
لیکن بچے نے تمام تکلیفوں اور دنیاوی دولت سے بے نیاز ہو کر کہا۔

آکھیا لڑکے منصب دولت کچھ نئیں لوڑ اسانوں
دنیا منصب نوں کی جانن حق نصیب جنہاں نوں

بادشاہ نے حکم دیا کہ چند سپاہی حاضر ہوں۔ سپاہی آ گئے تو کہنے لگا کہ اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ۔ اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچ کر اسے اسلام چھوڑنے کے متعلق کہنا۔ اگر یہ اسلام چھوڑ دے تو ٹھیک ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دینا تاکہ یہ مر جائے۔ چنانچہ سپاہی اس بچے کو پہاڑ پر لے گئے اور دھکا دینے کا ارادہ کیا۔ بچے نے دعا کی۔

"اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔"

کہ یا اللہ جس طرح تو چاہتا ہے اسی طرح مجھے ان سے نجات دے۔ اس دعا کے بعد پہاڑ نے حرکت کی جس سے وہ تمام سپاہی لڑھک گئے اور بچہ صحیح سلامت وہاں کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے اترا اور ہنسی خوشی بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ پوچھنے لگا میرے سپاہی کہاں ہیں؟ بچے نے جواب دیا کہ خداتعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور مجھے بچا لیا ہے۔ پھر بادشاہ نے چند اور سپاہی بلائے اور کہا کہ اس کو کشتی میں بٹھا کر دریا میں پھینک آؤ۔

سن کر حکم سپاہیاں لڑکا کشتی پکڑ چڑھایا
جد وچکار گئے دریا دے لڑکے عرض سنایا

"اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔"

کہ یا اللہ مجھے ان سے بچاؤ۔ دعا کرتے ہی دریا میں طغیانی آ گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر الا ہوں وچہ دریا دے کشتی پھٹی ہوئی
غرق کیتے رب سارے دشمن دیر نہ لگی کوئی

کشتی الٹ گئی اور سب سپاہی غرق ہو گئے اور لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے بخیر و عافیت کنارے پر پہنچا دیا۔

بے نقصان سلامت لڑکا خیریں باہر آیا
شاہ دے پاس ہویا حاضر ہرگز خوف نہ کھایا

بچہ بادشاہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ بچے نے کہا اے بادشاہ تو چاہے تمام تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہاں جس طرح میں کہوں اس طرح اگر کرے تو البتہ میری جان نکل جائے گی۔ بادشاہ نے کہا کیا کروں؟ بچے نے کہا کہ تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر۔ پھر کھجور کے تنے پر مجھے سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا کر

"بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ۔"

کہہ کر میری طرف پھینک وہ مجھے لگے گا پھر میں مروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا۔ تیر بچے کی کنپٹی میں لگا جس سے خون جاری ہو گیا اور بچہ شہید ہو گیا۔ اس کے اس طرح شہید ہوتے ہی لوگوں کو دین کی سچائی کا علم ہو گیا اور چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔

"اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ۔"

ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لے آئے۔ یہ حال دیکھ کر بادشاہ اور اس کے ساتھی بڑے گھبرائے اور کہنے لگے کہ اس لڑکے کی ترکیب تو سمجھے ہی نہیں۔ دیکھئے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا یہ اثر ہوا کہ تمام لوگ اس کے مذہب میں داخل ہو گئے۔ ہم نے تو اس لئے اس کو قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ جائے۔ مگر وہی بات ہوگئی اور یہ سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا اب اس طرح کرو۔ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدوا کر ان میں لکڑیاں بھر کر آگ لگوا دو۔ جو تو اس دین سے پھر جائے۔ اس کو چھوڑ دو اور جو نہ مانے اسے اس آگ میں ڈال دو۔

باراں گز ہر چوڑی خندق چالی گزاں درازی
رب دا دین چھڑاون کارن کیتی حیلہ سازی
حق پرستان تائیں ناحق ڈالن وچہ انگاراں
مثل پتنگاں اس دن عاشق دے گئے جان ہزاراں

دیکھ لیجئے! اس بچے نے ساری کائنات سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ سے لو لگائی تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کی حفاظت کی۔ سپاہی اس کو مارنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ لیکن خود مر جاتے ہیں۔ دوبارہ سپاہی اس کو دریا میں پھینکنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ مگر خود ڈوب جاتے ہیں اور بچہ صحیح سلامت رہتا ہے۔ آج ہم بھی اگر خدا والے بن جائیں تو دنیا کی کوئی چیز بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو جنگل میں شیر پر سواری کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو گیا کہ یہ شخص شیر پر کس طرح سوار ہوا اور شیر اس کا کس طرح مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ آدمی نے مجھے متحیر دیکھ کر کہا۔

تو ہم گردن از حکم داور میچ
کہ پیچد نہ کردن ز حکم تو ہیچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ کے حکم سے تو منہ نہ موڑے تو تیرے حکم سے کوئی چیز بھی منہ نہ موڑے گی۔

دوستو اور بزرگو! یہ ہے اللہ کے ہو جانے کی برکتیں۔ ہم خدا کا کہا نہ مانیں تو خدائی ہمارا کہا نہ مانے گی۔ حتیٰ کہ ہماری بیوی بچے بھی ہمارے نافرمان ہو جائیں گے اور اگر ہم خدا کا کہا مانیں تو خدائی ہمارا کہا مانے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بیوی ہمارے حکم کو تسلیم کرے۔ ہماری اولاد ہماری تابعدار بن جائے اور دنیا کے لوگ ہمیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں تو اس کا حل صرف یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اس کے ہر حکم کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر لیں۔ خدا تعالیٰ خود بخود ساری خدائی کے دلوں میں ہمارا رعب پیدا کر دے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سفینہؓ سرزمین روم میں اپنے لشکر سے الگ ہو کر راستہ بھول گئے۔ آپ اپنے لشکر کو تلاش کرتے کرتے ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ رات کا اندھیرا چھا گیا اور ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے لئے ٹھہر گئے۔ دور سے ایک شیر نے دیکھا کہ درخت کے نیچے ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ خوشی سے دھاڑا کہ آج میں اس کو لقمہ بنا لوں گا۔ چنانچہ دوڑ کر حضرت سفینہ کی طرف آیا۔

حضرت سفینہؓ نے جب شیر کو دھاڑتے ہوئے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو ذرا نہیں گھبرائے بڑے حوصلہ اور جوانمردی سے کہنے لگے۔

”یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔“

اے شیر خبردار، میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ اس حدیث کا ترجمہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجابی شاعر نے یوں کیا ہے۔

کا ہمنوں اوہ شیرا بھجھاں ایڈیاں مار دا
خوف نہیں کوئی تینوں رب جبار دا
میں خادم غلام نکی مدنی سردار دا
شان جس دا حد نائیں
ٹھہر جا شیرا میرے نیڑے نئیں آوناں
ایس وجود تائیں توں نئیں کھاوناں
نبی ﷺ دیاں قدماں وچہ خاک رلا وناں
تیرا کوئی حق اتھے نائیں

حدیث میں آتا ہے کہ یہ سن کر شیر نے اپنی گردن جھکا دی اور دم ہلانے لگا۔ ساری رات حضرت سفینہؓ کے پاس کھڑے ہو کر پہرہ دیا۔ اس رات جنگل کا کوئی درندہ بھی حضرت سفینہؓ کی طرف آتا تو شیرا سے کہتا کہ آج یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ نبی پاک ﷺ کا غلام ہمارا مہمان بنا ہوا ہے۔ کہیں اس کی گستاخی نہ ہو جائے۔

سنیاں جاں گلاں شیر گردن جھکا وندا
کردا پیار نالے پوچھل ہلا وندا
کول کھلو کے ساری رات لنگھا وندا
پہرہ دتا اس صبح تائیں

صبح کے وقت حضرت سفینہؓ کی راہنمائی میں ساتھ گیا اور آپ کو لشکر میں ملا کر واپس آ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کا ایک واقعہ افریقہ کے جنگلات میں نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ کے ساتھ پیش آیا۔ محمدی فوج نے جنگل کو اپنے پڑاؤ کے لئے منتخب کیا تو پتہ چلا کہ یہاں بے شمار درندے اور موذی جانور ہیں جو لوگوں کو چیرتے پھاڑتے ہیں۔ حضرت عقبہؓ نے ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر تمام جنگل کے درندوں اور موذی جانوروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"یَا خَشْرَاتِ الْاَرْضِ وَالسِّبَاعِ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا اِنَّا نَازِلُوْنَ مَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدُ فَقَتَلْنَاهُ."

اے جنگل کے جانورو! ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ ہم نے یہاں پڑاؤ کرنا ہے۔ لہذا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ جو نہ گیا ہم اسے قتل کر دیں گے۔ پھر نہ کہنا ہمیں اطلاع نہیں دی۔

اسیں ہاں یار سوہنے نبی سردار دے
نام محمد ﷺ سرور نیک ابرار دے
دین پیار ے اتوں جاناں نوں وار دے
دنیاوی لوڑ سانوں ناہیں
کل سویرے سانوں نظر نہ آوناں
دور دراڈے وچہ جنگل دے جاوناں
نظر جو آیا اساں مار مکاوناں
فیر نہ کہنا ساڈے تائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ اس اعلان کے بعد درندوں نے جنگل خالی کرنا شروع کر دیا۔ حتی کہ وہ جانور جنہوں نے بچے دیئے ہوئے تھے۔ بچوں کو اپنے مونہوں میں پکڑ کر جنگل سے نکل گئے اور جنگل خالی کر دیا۔

دیکھا آپ نے اللہ والوں کا رعب۔ انسان تو درکنار جنگل کے درندوں پر بھی ان کا رعب طاری تھا۔ یہ کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ اللہ والے تھے۔

"مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔"

انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری سمجھ رکھا تھا۔ قرآن پاک کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا تھا۔

آج ہم شیر تو کیا بلی اور چوہے سے بھی ڈرتے ہیں۔ آیئے ہم سب بھی مل کر اپنا تعلق خدا تعالیٰ کیساتھ استوار کر لیں تا کہ ہمارا دین و دنیا دونوں سدھر جائیں۔

"واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسواں وعظ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰی فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ" وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وِاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔"(پ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۹/۹/۱۸)

ترجمہ :- ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔"

کہ ہر ایک جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو بقا نہیں ہے۔

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔"

جو بھی اس دنیا میں آتا ہے۔ اس نے ایک نہ ایک دن ضرور مرنا ہے۔ خواہ وہ دولت میں قارون، تکبر میں فرعون، ظلم میں ضحاک، تمرد میں نمرود، شہ زوری میں رستم، خوبصورتی میں یوسف علیہ السلام، صبر میں ایوب علیہ السلام، درازی عمر میں نوح علیہ السلام، حکمت میں لقمان علیہ السلام، گریہ میں یعقوب علیہ السلام، رضا میں ابراہیم علیہ السلام، غربت میں یحییٰ علیہ السلام، خاموشی میں زکریا علیہ السلام، انصاف میں نوشیرواں، دانش میں ارسطو، سخاوت میں حاتم، طوالت قد میں عوج بن عنق، ملک گیری میں سکندر، صدق میں ابوبکرؓ، عدل و انصاف میں عمرؓ، حیاداری میں عثمانؓ، شجاعت میں علیؓ، جہالت میں ابوجہل، خونریزی میں چنگیز، فلسفہ میں غزالی، سیاحت میں ابن بطوطہ ہی کیوں نہ ہو۔

قدرت نے ہر ایک کے لئے جو موت کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ وہ کسی طرح بھی نہیں رک سکتا۔ انسان خواہ کتنا ہی زبردست، قوی اور جوان کیوں نہ ہو۔ موت کے پنجے میں ایک نہ ایک دن ضرور گرفتار ہوگا۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ موت کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے دونوں آنکھیں کبھی اس طرح نہیں کھولیں۔ جس میں یہ خیال نہ کیا ہو کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں بند کرنے سے پہلے میری روح عزرائیل علیہ السلام قبض کرے گا اور کوئی نگاہ اوپر کو میں نے ایسی نہیں کی۔ جس میں یہ خیال نہ کیا ہو کہ نیچے نگاہ کرنے تک میں زندہ رہوں گا اور کوئی لقمہ ایسا نہیں کھایا جس میں یہ خیال نہ کیا ہو کہ موت سے پہلے اسے نگل جاؤں گا۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو کوئی پتہ نہیں ہے کہ موت کب آ جائے اور اسے اپنا لقمہ بنا لے۔ نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ تین لکڑیاں پکڑ کر ایک کو اپنے سامنے گاڑ دیا اور فرمایا کہ پاس پاس کی دو لکڑیوں میں سے ایک انسان ہے اور دوسری لکڑی موت ہے اور تیسری لکڑی انسان کی امید ہے۔ آدمی اس سے معاملہ رکھتا ہے۔ مگر موت اس تک پہنچنے نہیں دیتی۔

تو خیر اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی موت کبھی بھی فراموش نہ کرے اور ہر وقت اس کے لئے تیاری کرتا رہے۔ لیکن آج اس کے برعکس ہم نے موت کو بالکل بھلا رکھا ہے اور اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو ہی اپنا ہمشیگی کا گھر سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے عبداللہ!

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ" أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ۔"

دنیا میں اس طرح رہو جیسے کہ تم مسافر ہو یا راہ گزرنے والے ہو۔

اے عبداللہ! جب تم پر شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر شاید صبح سے پہلے ہی تجھ پر موت آ جائے اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو۔ شاید کہ شام سے پہلے ہی موت آ جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک ﷺ کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ دنیا میں ایک مسافر کی طرح اپنی ساری زندگی گزار دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ایک دن ایک چٹائی پر سو کر اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے لئے ایک بستر تیار کر دیں تاکہ سونے کے وقت اس کو نیچے بچھا دیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا۔

میں تے دنیا رہیر نہ کوئی حضرت آکھ سنایا
دنیا رہن مثال اینویں جویں راہ وچہ رکھ دا سایہ
سائے بیٹھ لوے دم راہی ہووے فیر روانہ
اس دم کارن کد کوئی عاقل طلب کرے سمیانہ

اے عبداللہ! مجھے دنیا کی آسائش سے کیا تعلق؟ میرا حال تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہے۔ جس نے ایک درخت کے سایہ میں گھڑی بھر آرام کیا اور پھر درخت کو وہیں چھوڑ کر آگے چل دیا۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے لئے بڑے بڑے مکان' بڑی بڑی بلڈنگیں' بڑی بڑی کوٹھیاں' بڑی بڑی وسیع وعریض دکانیں' غرضیکہ ہر قسم کی آرائش کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے مرنا ہی نہیں۔

کسی بزرگ نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ بندوں کو اگر اپنی موت معلوم ہوتی تو بڑے بڑے اونچے گنبدوں والے محل نہ بنتے اور نہ ہی کبھی بازار لگتا۔ نہ کبھی خرید و فروخت ہوتی اور نہ ہی باہمی عداوت ہوتی۔ بلکہ سب یاد خدا میں ہی مصروف رہتے۔ یہ سب کام موت کے بھولنے سے ہی ہو رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد صاحب لکھویؒ نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

رنگ محل بناون احمق خرچن مال ربانا
آئی موت سب چھوڑ علاقہ قبریں کرن ٹھکانا
حق حقوق خدا ہور بندیاں مالوں ادا نہ کردے
مال ربانا خاک رلاون پچھو تماسن مر دے
دنیا نال محبت کوڑی دنیا چار دہاڑے
ایہ نال کسے دے رہی نہ رہسی دنیا دین وگاڑے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

''اکثر واذکر ھازم اللذات الموت۔''

کہ دنیاوی لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا کی حقیقت نہ دکھاؤں۔ میں نے عرض کیا ضرور دکھائیں۔ آپ ﷺ مجھے ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے باہر ایک کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر تشریف لے گئے۔ جہاں جانوروں کی کھوپڑیاں پاخانے پھٹے پرانے کپڑے اور ہڈیاں پڑی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہؓ! یہ جانوروں کی کھوپڑیاں ہیں۔ یہ دماغ اسی طرح دنیا کی حرص کرتے تھے۔ جس طرح تم سب زندہ آج کل کر رہے ہو۔ یہ بھی اسی طرح امیدیں باندھتے تھے۔ جس طرح تم لوگ امیدیں لگائے بیٹھے ہو۔ آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں۔ چند روز اور گزر جانے کے بعد مٹی ہو جائیں گی۔ یہ پاخانے وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں۔ جن کو بڑی محنت سے کمایا۔ حاصل کیا اور پھر ان کو تیار کیا اور کھایا اور اب یہ اس حال میں پڑے کہ لوگ ان سے نفرت کر کے بھاگتے ہیں۔ وہ لذیذ کھانے جن کی خوشبو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ آج اس کا منتھا یہ ہے کہ ان کی بدبو لوگوں کو اپنے سے متنفر کر رہی ہے۔ یہ پھٹے پرانے کپڑے کسی وقت انسان کی زینت کا سامان تھا۔ جن کو پہن کر یہ اکڑ کر چلتا تھا۔ یہ آج اس حال میں ہیں کہ ہوائیں ان کو اِدھر سے اُدھر اڑائے پھرتی ہیں۔ یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواری کیا کرتے تھے اور دنیا میں گھومتے پھرتے تھے۔ آج ان کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر اور آپ ﷺ کے فرمودات سن کر ہم بہت روئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ موت ایک برحق چیز ہے۔ ہر ایک نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جب کسی کا وقت آ گیا۔ تو اسے ایک منٹ بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔

"اِذَاجَآءَ اَجَلُهُمْ لَايَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَايَسْتَقْدِمُوْنَ۔"

کہتے ہیں کہ ملکہ الزبتھ اول جب مرنے لگی تو اس نے اعلان کروایا کہ اگر کوئی ڈاکٹر مجھے زندہ رکھ سکے تو میں زندگی کے ہر منٹ کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ادا کروں گی۔ مگر سب بے سود۔ موت کے آگے کسی کا کوئی چارہ نہیں چل سکتا۔ اگر زندگی دولت سے خریدی جا سکتی ہوتی تو امیر آدمی کبھی نہ مرتے۔

رستم تے بہرام زور آور شاہ سکندر جہے
بھی لقمان حکیم چلے جد کھلے رب سنیے
شاہ سلیمان پیغمبرؑ اُڑدا تخت ہوائیں
بادشاہی سب چھوڑ گیا اتھے مشرق مغرب تائیں
آدم تھیں تا اس دم تائیں جتنی خلقت ہوئی
گھاٹی جان کندن سب لنگھے پاسے گیا نہ کوئی

جس طرح اور جس جگہ انسان کی موت لکھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اور اسی جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جاتی ہے۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جس جگہ انسان نے مرنا ہوتا ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی کام ڈال دیتے ہیں۔ جب وہ کام کرنے جاتا ہے تو فرشتہ وہاں اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔

دیکھ لیجئے! سید ابوبکر غزنویؒ گھر سے بڑی خوشی کے ساتھ لندن اسلامی جشن میں شریک ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن انہیں کیا پتہ تھا کہ تقدیر ان کی موت کے لئے انہیں وہاں لے جارہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ملک الموت انسانی شکل میں ملاقات کے لئے آئے تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ ملک الموت نے اس وزیر کی طرف کئی مرتبہ بڑے غور سے دیکھا۔ جب ملک الموت چلے گئے تو وزیر نے پوچھا حضرت یہ کون شخص تھا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا عزرائیل، وزیر نے کہا مجھے کئی بار عزرائیل نے گھورا ہے۔ جس وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا ہے۔ آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے بوماس کے جزیرے میں پہنچادے۔ تاکہ میں وہاں کچھ آرام کرسکوں اور میرے دل کو کچھ سکون حاصل ہو۔ وزیر کے وہاں پہنچتے ہی عزرائیل علیہ السلام وہاں نمودار ہوئے اور اس کی روح قبض کر لی۔ کئی دن بعد عزرائیل علیہ السلام پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے اپنے وزیر کا قصہ بیان کیا۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جو اس روز میں بار بار اس شخص کی طرف دیکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ میں حیران تھا کہ اس کی زندگی کی مدت پوری ہو چکی ہے اور تھوڑی دیر بعد جزیرہ بوماس میں مجھ کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم ہے اور یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کی زندگی کے تمام لمحات ختم ہونے کے بعد جب میں جزیرہ بوماس میں پہنچا تو یہ وزیر وہاں موجود تھا میں نے فوراً اُس کی روح قبض کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ جس جگہ انسان کی موت واقع ہونی ہوتی ہے۔ اس جگہ وہ ہر حالت میں پہنچ جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے:

”وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ○ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر کے حوالہ (ص ۱۹۸) سے کا ایک بڑا عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ادریس علیہ السلام کے پاس وحی آئی کہ اے ادریس علیہ السلام! تیرے اکیلے کے اعمال ہی کل آدم علیہ السلام کی اولاد کے نیک اعمال کے برابر ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ درزی تھے اور سوئی کے ایک ایک ٹانکے پر سبحان اللہ کہا کرتے تھے۔ شام تک آسمان پر ان سے زیادہ نیک اعمال کسی کے نہ چڑھتے تھے)

آپ کو خیال آیا کہ میں عمل میں اور سبقت کروں۔ آپ کا دوست فرشتہ جب آپ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اس سے اس وحی کا ذکر کیا اور کہا کہ تم ملک الموت سے دریافت کرو کہ میری کتنی عمر بقایا رہ گئی ہے۔ تاکہ میں پہلے سے زیادہ نیک عمل کروں۔ فرشتے نے آپ کو اپنے پروں پر بٹھایا اور آسمانوں پر لے گیا۔ چوتھے آسمان پر ملک الموت سے ملاقات ہوگئی۔ فرشتے نے ملک الموت سے پوچھا کہ ادریس علیہ السلام کی کتنی عمر بقایا رہ گئی ہے۔ ملک الموت نے کہا ادریس علیہ السلام اس وقت کہاں ہیں۔ فرشتے نے کہا وہ دیکھو میرے پروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی ملک الموت نے حضرت ادریس کی روح قبض کرلی اور کہنے لگا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا تھا کہ ابھی ابھی ادریس علیہ السلام کی روح چوتھے آسمان پر قبض کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور میں فکر مند تھا کہ وہ زمین پر ہیں اور میں چوتھے آسمان پر ان کی روح کیسے قبض کروں گا؟ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

انسان سوچتا کچھ ہے لیکن ہوتا کچھ ہے۔ تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ موت ایک برحق چیز ہے۔ اس کا فیصلہ اٹل ہے بڑا ہو یا چھوٹا' امیر ہو یا غریب' بادشاہ ہو یا غلام' کوئی بھی اس کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی موت کے واقعات کو قرآن پاک میں مختلف مقامات پر مختلف انداز سے بیان فرماتے ہیں۔ تا کہ یہ عبرت حاصل کرے۔ حکم ہوتا ہے۔

"فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ○ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ○ فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ○ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ." (پ ۲۷ سورۃ واقعہ)

جس وقت انسان کا آخری ٹائم ہوتا ہے۔ موت سر پر منڈلا رہی ہوتی ہے۔ ماں باپ بہن بھائی دوست احباب عزیز و اقارب سب کے سب جمع ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر ہر کوئی آنسو بہا رہا ہوتا ہے۔ لیکن کر کچھ نہیں سکتا۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم اپنی اپنی جگہ کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ مریض کہ جان بچ جائے۔ لیکن بے سود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت تم سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں۔ لیکن تم ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ اگر تم میں کوئی طاقت ہے تو اس کو بچا کر دکھاؤ۔

اس واقعہ کو ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان کیا ہے۔

"كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ○ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ○ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ○"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس وقت انسان کی روح ہنسلی تک پہنچتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی دم جھاڑا کرنے والا۔ بڑی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی روح نہ نکلے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے سامنے سب مجبور ہوتے ہیں۔ سب بہن بھائی دوست احباب رشتہ دار روتے رہ جاتے ہیں اور فرشتہ روح قبض کر کے چلا جاتا ہے۔

زن فرزند خویش قبیلہ دوست بھیناں بھائی
ویکھن کھلے تے رودن کھوہن واہ چلے نہ کائی

اس موت نے کبھی کسی کا لحاظ نہیں کیا۔ جو بھی اس کے سامنے آیا وہ ختم ہو گیا۔ بڑے بڑے بادشاہوں کو اس نے خاک میں ملا دیا۔ وہ حسین اور نرم و نازک چہرے جو دنیا کی زینت تھے۔ اس نے منٹوں سیکنڈوں میں معدوم کر دیئے۔ وہ اہل کمال جن سے استفادہ کرنے کے لئے جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ وہ بھی رخصت ہو گئے۔ وہ بزرگان دین جن کے علم سے دنیا فیض حاصل کر رہی تھی رخت سفر باندھ گئے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس موت نے ہم سے بے شمار انمول موتی چھین لئے۔ جن کی اس نازک دور میں ہم کو سخت ضرورت تھی۔

مولانا داؤد غزنوی صاحبؒ مولانا اسماعیل صاحب سلفیؒ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑیؒ مولانا سید عبدالغنی صاحبؒ مولانا حافظ اسماعیل صاحبؒ مولانا یحییٰ صاحب حافظ آبادیؒ مولانا ابراہیم صاحب خادمؒ مولانا عبدالمجید صاحب سوہدرویؒ مولانا حافظ عبدالحق صاحب صدیقیؒ سید ابوبکر غزنویؒ صوفی محمد عبداللہ صاحبؒ مولانا عبدالرشید صاحب امرتسریؒ مولانا محمد شریف صاحب اشرفؒ مولانا حافظ عبدالغفار صاحب سلفیؒ مولانا داؤد صاحب راغب رحمانیؒ وغیرہ ہمارے وہ بزرگ جن کی وجہ سے ہمارے اسٹیج پُر رونق تھے۔ خطاب کرتے تھے تو سامعین مسحور ہو جاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْل۔"

کو اپنی زندگی کا معمول بنا رکھا تھا۔ ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے خداداد علم سے بہرہ ور کرتے تھے۔ کہاں گئے؟ وہ بھی اس دار فانی کو چھوڑ کر دار البقاء کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ عالم جن کی موت گویا کہ ساری دنیا کی موت ہے۔ موت کے ہاتھوں پیالہ اجل پی گئے۔

موت کا تصور جب ذہن میں آتا ہے تو طبیعت پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل غم کے آنسو روتا ہے۔ مگر کر کچھ نہیں سکتا۔

اگر کسی کو اس دنیا میں بقا ہوتی تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوتی۔ آپ ﷺ کی موت کا صدمہ تمام دنیا کے لوگوں کی اموات کے صدمہ سے بڑا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ جب کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کر لیا کرے۔ یعنی یہ سوچے کہ جب نبی پاک ﷺ نہ رہے تو اس کی کیا حیثیت ہے۔ یقینی بات بھی یہی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وفات سے مسلمانوں کو جو صدمہ پہنچا ہے۔ وہ آج تک فراموش نہیں ہو سکا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی اس دنیا سے روانگی کا واقعہ آپ کے سامنے بیان کروں۔ آپ ﷺ ایک جنازہ سے تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں سر درد شروع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر رومال باندھ لیا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے سر مبارک کو میں نے ہاتھ لگایا تو وہ اس قدر جل رہا تھا کہ ہاتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی بخار ہو گیا۔ جس نے شدت اختیار کر لی۔ ازواج مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ ﷺ کا مستقل قیام حضرت عائشہؓ کے ہاں کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ اس وقت کمزوری اتنی ہو چکی تھی کہ خود چل کر حجرہ عائشہؓ تک تشریف نہ لے جا سکے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں بازوؤں سے تھاما۔ تب کہیں آپ ﷺ حجرہ عائشہ میں پہنچے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب کبھی آپ ﷺ بیمار ہوتے تو یہ دعا اپنے ہاتھوں پر دم کر کے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

”اِذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اَلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَمًا۔“

کہ اے اللہ! خطرات دور فرما دے اور صحت عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفا وہی ہے جو تو عنایت کرے۔ ایسی صحت دے کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔

چنانچہ میں نے بھی یہ دعا پڑھی اور نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں پر دم کر کے چاہا کہ جسم اطہر پر پھیروں مگر آپ ﷺ نے ہاتھ ہٹا لئے اور ارشاد فرمایا۔

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی وَالْحِقْنِیْ بِاالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔“

اے اللہ مجھے بخش دے اور اپنی رفاقت عطا فرما۔

وفات سے پانچ دن پہلے آپ ﷺ ایک ٹب میں بیٹھ گئے اور سر مبارک پر پانی کی سات مشکیں ڈلوائیں۔ جس سے طبیعت میں کچھ سکون پیدا ہو گیا اور پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا لوگو! تم سے پہلے ایک قوم گزر چکی ہے۔ جس نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ تم ایسا نہ کرنا۔ میری قبر کو میرے بعد ایسا نہ بنا دینا کہ اس کی پرستش شروع ہو جائے۔ وہ قوم اللہ کے غضب میں آجاتی ہے جو قبور انبیاء کو مساجد بنا دے۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ تو اس پر گواہ رہنا کہ میں ان کو تبلیغ کر چکا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو قبول کرے یا آخرت کو تو اس نے آخرت کو قبول کرلیا ہے۔ یہ سن کر رمز شناس نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے۔ لوگوں نے ان کو تعجب سے دیکھا اور پوچھا کہ حضور علیہ السلام تو ایک شخص کا واقعہ بیان فرماتے ہیں اور آپ نے رونا شروع کردیا ہے۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ کہنے لگے کہ خدا نے جس بندے کو اختیار دیا ہے وہ آپ ﷺ ہی ہیں۔ مجھے اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔

پھر نبی پاک ﷺ نے کچھ اور نصیحتیں فرمائیں۔ جو کہ بڑی دردناک تھیں۔ اختتام نصائح کے بعد آپ ﷺ واپس حجرہ عائشہ میں تشریف لے آئے۔ شدت مرض اور زیادہ ہوگئی۔ بے تابی کے عالم میں کبھی ایک پاؤں پھیلاتے تھے۔ کبھی دوسرا۔ گھبرا کر کبھی چادر چہرہ انور پر ڈال لیتے اور کبھی الٹا دیتے۔

نبی پاک ﷺ نے بیماری کی تکلیف اور بے چینی کے باوجود مسجد میں تشریف آوری گیارہ دن تک فرمائی۔ جمعرات کے دن مغرب کی نماز خود پڑھائی اور اس میں سورۃ مرسلات تلاوت فرمائی۔ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا تو بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آیا تو فرمانے لگے حضرت الصلوۃ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ ﷺ کا انتظار ہو رہا ہے۔ برتن میں پانی منگوا کر وضو کر کے اٹھے۔ مگر غشی آگئی۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمانے لگے کیا نماز ہو چکی ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مسلمان آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی مگر پھر بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آنے پر پھر وہی سوال دہرایا کہ نماز ہو چکی ہے؟ لوگوں نے کہا سب لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ابو بکرؓ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا۔

"اِنَّ اَبِیْ رَجُل" اَسِیف" اِذَا قَامَ ذَالِکَ الْمُقَامُ بکی فَلا یَسْتَطِیْعُ۔"

کہ میرا باپ ابو بکرؓ نہایت رقیق القلب آدمی ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں گے تو رونے لگیں گے اور نماز پڑھانے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ اس لئے کسی اور کو فرما دیجئے کہ وہ نماز پڑھادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ابو بکرؓ کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہی الفاظ فرمائے۔ چنانچہ اس حکم سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کی زندگی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اگلے دن نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ کی طبیعت میں کچھ افاقہ ہوا۔ آپ ﷺ نے مسجد کی طرف رجوع کیا۔ حضرت علیؓ اور حضر... کے کندھوں پر سہارا لیتے ہوئے جماعت میں تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اشارے سے منع فرما دیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بائیں جانب برابر میں بیٹھ گئے اور نماز ادا کرنے لگے۔ آپ ﷺ کی اقتداء حضرت ابو بکر صدیقؓ کر رہے تھے اور صدیق اکبرؓ کی اقتداء سب لوگ کر رہے تھے۔ یہ نماز اس طرح مکمل کر کے آپ واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے۔ وفات سے ایک دن پہلے آپ نے سب غلاموں کو آزاد فرما دیا۔ جنکی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ پھر گھر کے سامان کی طرف توجہ کی۔ اس وقت گھر میں کل پونجی سات دینار تھے۔ حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ انہیں غریبوں میں تقسیم کر دو۔ مجھے شرم آتی ہے کہ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اپنے اللہ سے ملے اور اسکے گھر میں دولت دنیا پڑی ہو۔ اس ارشاد پر سارا گھر دولت دنیا سے صاف کر دیا گیا۔ حتی کہ گھر میں چراغ جلانے کیلئے تیل تک بھی موجود نہ تھا۔ وہ کسی پڑوسی عورت سے ادھار لیا گیا۔

آخری دن طبیعت میں کچھ سکون تھا۔ صبح کی نماز ادا کی جا رہی تھی کہ آپ ﷺ نے مسجد اور حجرہ کا درمیانی پردہ اٹھا دیا۔ چشم اقدس کے سامنے نمازیوں کی صفیں مصروف رکوع و سجود نظر آئیں۔ آپ ﷺ اس پاک نظارے کو جو کہ آپ ﷺ کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا۔ بڑے اشتیاق سے ملاحظہ فرمایا اور جوش مسرت سے ہنس پڑے۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ نمازی بے اختیار ہو گئے۔ ابوبکر صدیقؓ جو کہ امامت کرا رہے تھے۔ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اشارہ سے سب کو تسکین دی اور دوبارہ حجرہ مبارک پر پردہ ڈال دیا۔ یہ دن بڑا عجیب تھا۔ ایک سورج طلوع ہو رہا تھا اور دوسرا سورج غروب ہو رہا تھا۔ پے در پے غشی کے بادل آئے اور رسول اللہ ﷺ کے وجود اقدس پر چھا گئے۔ ایک بے ہوشی گزر جاتی تھی تو دوسری پھر آ جاتی۔ اس کشمکش میں پیاری بیٹی فاطمہؓ کو یاد فرمایا وہ مزاج اقدس کا یہ حال دیکھ کر سنبھل نہ سکیں اور سینہ مبارک سے چمٹ کر رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے بیٹی کو اس طرح نڈھال دیکھ کر فرمایا کہ میری بیٹی رو نہیں۔ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کہنا کیونکہ اس میں ہر شخص کے لئے سامان تسکین موجود ہے۔ جس قدر رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ اس قدر حضرت فاطمہؓ کا کلیجہ پھٹتا جا رہا تھا۔ بیٹی کے کان میں کہا کہ میں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں۔ جس پر بیٹی بے اختیار رو پڑی۔ پھر فرمایا کہ فاطمہؓ! میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ فاطمہ بے اختیار ہنس پڑی کہ یہ جدائی قلیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک ﷺ کی حالت نازک ترین ہوتی جارہی تھی۔ یہ حال دیکھ کر حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ " واکرباہ " ہائے! میرے باپ کو کتنی تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ! آج کے بعد تیرے باپ کو کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔ پھر حسنؓ حسینؓ کو بلایا۔ دونوں کو چوما اوران کے احترام کی وصیت فرمائی۔ پھرازدواج مطہرات کو طلب فرمایا اور انہیں نصیحتیں فرمائیں پھرعلی المرتضیٰؓ کو بلایا انہوں نے آپ ﷺ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا۔ ان کو بھی نصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا۔

"اَلصَّلٰوۃُ الصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔"

اس کے بعد نزع کا وقت آپہنچا۔ نبی پاک ﷺ کا سر مبارک حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا۔ پانی کا پیالہ پاس رکھا ہوا تھا۔ اس میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ مبارک پر پھیر لیتے۔ چہرہ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا تھا۔ زبان اقدس سے یہ فرمارہے تھے۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ"۔

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت میں تلخی ہوا ہی کرتی ہے۔ اتنے میں حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن آگئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک تھی۔ آپ ﷺ نے مسواک پر نظر جمادی حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ مسواک کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے بھائی سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کر کے پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے پکڑی اور بالکل تندرستوں کی طرح دانت صاف کیے۔ دانت مبارک تو پہلے ہی کلیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ مگر مسواک کرنے سے اور مجلا ہوگئے۔ اس واقعہ کو حضرت عائشہ یوں اپنے الفاظ میں فرمایا کرتی تھیں۔

"تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ وَنَوْبَتِیْ وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِہٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُه، فَمَضَضْتُه، ثُمَّ سَنَنْتُه، ۔"

کہ آپ ﷺ نے میرے گھر میں میری باری میں میرے سینے اور گود کے درمیان وفات پائی اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے میرے لعاب دہن کو آنحضرت کے لعاب دہن کیساتھ ملا دیا اور وہ اس طرح کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن مسواک لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ کرنا چاہتے ہیں میں نے مسواک لے کر پہلے اپنے دانتوں سے نرم کی اور پھر آپ ﷺ کو مسواک پیش کردی پھر آپ نے کی۔

پھر آپ ﷺ نے یک لخت اپنا ہاتھ بلند کیا اور زبان مبارک سے فرمایا۔

"بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔"

کہ اب کوئی نہیں۔ بس اسی کی رفاقت چاہئے تیسری آواز پر ہاتھ لٹک گیا۔ پتلی اوپر کو اٹھ گئی اور روح جسم اطہر سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی۔

" اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔"

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔"

خبر وفات سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے جگر کٹ گئے۔ قدم لڑکھڑا گئے۔ چہرے بجھ گئے۔ آنکھیں خون بہانے لگیں۔ ارض وسما سے خوف آنے لگا۔ صحابہؓ کو کچھ سوجھ نہیں رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ سورج تاریک ہوگیا تھا۔ آنسو بہہ رہے تھے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔ مسجد نبوی قیامت سے پہلے قیامت کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور چپ چاپ آپ ﷺ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوگئے۔ چہرہ اقدس سے کپڑا اٹھا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فَوَضَعَ فَمَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ۔"

پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ پھر ڈھک دیا اور رو کر کہا۔

حضور آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کی زندگی بھی پاک تھی اور موت بھی پاک ہے۔ واللہ آپ پر دو موتیں وارد نہیں ہوں گی۔ اللہ نے جو موت لکھ رکھی تھی۔ آج آپ ﷺ نے اس کا ذائقہ چکھ لیا۔ اب اس کے بعد موت کبھی بھی آپ ﷺ کا دامن نہ چھو سکے گی۔

پھر آپ مسجد میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت عمر فاروقؓ نہایت بے بسی سے نڈھال کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

"لَا اَسْمَعُ اَحَدًا یَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ اِلَّا ضَرَبْتُهٗ بِسَیْفِیْ هٰذَا۔"

کہ جس نے کہا نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا عمرؓ سنبھلو اور خاموش ہو جاؤ۔ مگر عمر فاروقؓ اپنی بات پر ڈٹے ہوئے تھے۔ حضرت صدیقؓ اکبر نہایت عقلمندی سے ان سے علیحدہ ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو!

"فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔"

تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے۔ وہ کبھی بھی فوت نہیں ہوگا۔

اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وَمَا مُحَمَّدٌ“ اِلَّا رَسُوْلٌ“ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّاللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰاكِرِيْنَ۔“

کہ محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں۔ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں۔کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیے جائیں۔تو تم دین سے پھر جاؤ گے۔جو شخص ایسا کرے گا۔وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

اس آیت کو سن کر تمام صحابہ کرامؓ چونک پڑے۔حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت اس سے پہلے نازل ہی نہیں ہوئی۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ آیت سن کر میرے پاؤں ٹوٹ گئے اور کھڑے رہنے کی سکت ہی نہ رہی اور یقین ہو گیا کہ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما گئے ہیں۔حضرت فاطمہ غم سے نڈھال تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

”يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبَّه‘۔ يَا اَبَتَاه‘ اِلٰى جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاه‘ يَا اَبَتَاه‘ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ نَنْعَاه‘۔“

میرے پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول کر لیا اور جنت الفردوس میں نزول فرمایا۔آہ!وہ کون ہے جو جبرائیل امین کو اس حادثہ غم کی اطلاع کرے۔

الٰہی فاطمہ کی روح کو محمد مصطفےٰ ﷺ کی روح کے پاس پہنچا دے۔الٰہی مجھے دیدار رسول کی مسرت عطا فرما۔

الٰہی مجھے اس مصیبت کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور روز محشر شفاعت محمد رسول اللہ ﷺ نصیب فرمانا۔پھر کہتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّا فَقَدْ نَاكَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَهَا
وَغَابَ مُذْغِبْتَ عَنَّا الْوَحْیُ وَالْکُتُبُ
فَلَیْتَ قَبْلَکَ کَانَ الْمَوْتُ صَادَفَنَا
لَمَّا نُعِیْتَ وَحَالَتْ دُوْنَکَ الْکُتُبُ

کہ ہماری محرومی حضور علیہ السلام سے ایسی ہے۔ جیسے زمین سے طراوت کا جاتے رہنا۔ جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس سے وحی اور کلام الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ کاش حضور علیہ السلام کے انتقال سے اور اس وقت سے جب مٹی نے آپ ﷺ کو پوشیدہ کر دیا تھا۔ ہمیں موت آ جاتی اور ہم مر گئے ہوتے۔

حضرت عائشہؓ کے دل و جان پر غم کی گھٹائیں چھا گئی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں۔

وہ نبیؐ جس نے فقیری کو غنا پر چن لیا اور تونگری کو ٹھکرا کر مسکینی قبول کر لی۔

آہ! وہ دین پرور رسول ﷺ جس نے ہمیشہ بڑی استقامت سے نفس کے ساتھ جنگ کی۔

جس نے ممنوعات کو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

جس نے فقیروں اور حاجت مندوں کیلئے اپنے دروازوں کو کبھی بند نہ کیا۔

جسکا رحیم دل اور پاک ضمیر دشمنوں کی ایذاؤں سے کبھی غبار آلود نہ ہوا۔

جس کے موتی جیسے دانت توڑے گئے اور پیشانی انور کو زخمی کیا گیا مگر اس نے عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آج دنیا سے رخصت ہو گیا۔

حضرت علیؓ نبی پاک ﷺ کو غسل دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔

"بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ لَقَدْ اِنْقَطَعَ بِمَوْتِکَ مَالَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْاَنْبَاءِ وَالْاَخْبَارِ السَّمَاءِ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ کی وفات سے وہ دولت گم ہوگئی ہے جو کسی دوسرے کی موت سے گم نہیں ہوئی۔ یعنی نبوت غیب کی خبروں اور نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ کی وفات تمام انسانیت کے لئے یکساں مصیبت ہے۔

"لَوْلَا انَّکَ اُمِرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَھَیْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَانْفَذْنَا عَلَیْکَ مَاءَ الشُّیُوْنِ۔"

اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے اور اور جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر دل کھول کر آنسو بہاتے۔ یہاں تک کہ آنکھوں اور دماغ کی تمام رطوبتیں خشک ہوجاتیں۔ مگر پھر بھی یہ دکھ کا علاج نہ ہوتا اور یہ زخم لازوال ہوتا۔ لیکن موت ایک ایسی چیز ہے۔ جسے رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے دفع کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اپنے پروردگار کے سامنے ہمارا بھی ذکر کرنا۔ ہمیں اپنے دل میں رکھنا اور فراموش نہ کردینا۔ (نہلا البلاغہ ص ۲۰۵)

حضرت ابوسفیان مغیرہ بن الحارث جو کہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات پر اپنے غم کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

لَقَدْ عَظَمَتْ مُصِیْبَتُنَا وَجَلَّتْ
عِیْشَۃَ قِیْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ
وَضَعَتْ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاھَا
تَکَادُ بِنَا جَوَانِبُھَا تَمِیْلُ
فَقَدْنَا الْوَحِیُ وَالتَّنْزِیْلُ فِیْنَا
یَرُوْحُ بِہٖ وَ یَغْدُوْا جِبْرَائِیْلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذَاكَ أَحَقُّ مَاسَالَتْ عَلَيْهِ
نُفُوسُ النَّاسِ أَوْ كَادَتْ يَسِيلُ
نَبِيَّ" كَانَ يَجْلُوْا الشَّكَّ عَنَّا
بِمَا أُوْحٰى عَلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ
وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا
عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ
اَفَاطِمَهُ إِنْ جَزَعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ"
وَاِنْ لَمْ تَجْزَعِيْ ذَاكَ السَّبِيْلُ
فَقَبْرُ اَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ
وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ رَسُوْلُ

''کہ اس روز ہماری مصیبتوں کی کوئی انتہا نہ رہی جب لوگ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر زلزلہ آ گیا ہے اور وہ دھنس جائیگی۔ جس وحی کو لے کر صبح و شام جبرائیل علیہ السلام ہم میں آیا تے تھے۔ آج ہم اس سے محروم ہو گئے۔ یہ وہ مصیبت ہے کہ لوگوں کا مر جانا یا قریب المرگ ہونا بالکل ٹھیک ہے۔ نبی پاک ﷺ اس شان کے تھے کہ دل کو شک سے صاف کر دیتے تھے۔ کبھی بذریعہ کلام الٰہی اور کبھی بذریعہ اپنے ارشادات وہ ہماری راہنمائی فرمایا کرتے تھے اور ہم کو کبھی بھٹک جانے کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ہمارا راہنما ہے۔ اے فاطمہؓ گر تو روئے گی۔ تو ہم تجھے
معذور سمجھیں گے اور اگر صبر کرے گی۔ تو یہی طریق بہتر
ہے۔ کیونکہ اس قبر میں سب لوگوں کا سردار خدا کا رسول ﷺ
ہے۔"

حضرت معاذ بن جبلؓ جن کو نبی پاک ﷺ نے یمن میں مبلغ بنا کر بھیجا تھا۔ ایک دن خواب میں دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ پریشانی کے عالم میں نیند سے بیدار ہو گئے۔ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیا بن گیا؟ دوسرے دن پھر یہی خواب آیا۔ تیسرے دن پھر یہی خواب۔ اپنا سامان تیار کر کے واپس مدینہ منورہ آنے کا ارادہ کر لیا۔ لوگوں نے پوچھا معاذؓ کیا بات ہوگئی ہے۔ ہمیں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو تو حضرت معاذؓ نے کہا:

فوت رسول ہویا میرا جی نہیں جے لگدا
بجھ گیا دیوا جیہڑا چانن سی جگدا
سنیاں جاں لوکاں بلیا بھانبڑ سی اگدا
کسے نوں چین رہیا نائیں

کہ مجھے تین دن سے متواتر خواب آ رہے ہیں کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے میرا اب یہاں رہنے کو بالکل دل نہیں چاہتا۔ لوگ حیران ہیں کہ پتہ نہیں یہ خواب سچا بھی ہے کہ نہیں:

ہو گئے حیران اے پر پک نہیں آوندا
سوچدا سوچاں ہر کوئی خیال دوڑا وندا
تاں رب دا فرشتہ اچی بول سنا وندا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دا اعلان لوکاں تائیں
قسم اللہ دی نہ میں ابلیس شیطان ہاں
ملک الہی بھیجیا رب رحمان ہاں
فوت رسول نت کردا اعلان ہاں
پر تساں یقین کر دے ناہیں

آخرکار ایک فرشتے نے مسجد کے کونے سے یہ اعلان کیا کہ نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ تب لوگوں کو یقین آیا۔ حضرت معاذؓ مدینہ منورہ آئے تو والدہ سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ اماں جان نبی پاک ﷺ کا حال کیسے گزرا۔ تو والدہ نے کہا بیٹا یہ سوال نہ کرو۔ کیونکہ آپ ﷺ کی جدائی سے ہمارے سینوں میں زخم ہو چکے ہیں اور ہم بتا نہیں سکتے۔

ایک طرف تو صحابہ کرامؓ کا یہ حال ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے صدمہ سے نڈھال ہوئے پھرتے ہیں۔ دوسری طرف آپ ﷺ کی اونٹنی کے متعلق سن لیجئے کہ اس کا کیا حال ہے۔

نبی دی ڈاچی عضبا نام سدا وندی
نبی بجھیں پچھے نہ کجھ پینڈی نہ کھاوندی
گلیاں دے وچ پھرے اڑا وندی
میرا سوار دے ناہیں
بھکھی ترہائی کدے مسجد ول آوندی
نبی نہ دے پھر گھر ول جاوندی
دیکھ اسمان ول ہنجوں دہا وندی
مر گئی اوہ پندھراں روزاں تائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک ﷺ کو تلاش کرتی پھرتی ہے۔ کبھی مسجد کی طرف جاتی ہے اور کبھی گھر کی طرف آتی ہے۔ جب آپ ﷺ کسی جگہ نظر نہیں آتے تو اسی صدمہ سے جان دے دیتی ہے۔

دوستو اور بزرگو! نبی پاک ﷺ کی وفات کا واقعہ تمام مسلمانان عالم کے لئے کتنا دردناک واقعہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی برگزیدہ شخصیت جب اس دنیا میں نہ رہی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم موت کو ہر وقت یاد رکھیں اور ہمہ تن اس کے لئے تیار رہیں۔ پتہ نہیں یہ کب ہم پر آ سوار ہو۔

مگر افسوس آج موت کو ہم نے بالکل فراموش کر دیا ہے اور دنیا میں اس قدر محو ہو گئے ہیں۔ جیسے مرنا ہی نہیں۔ یہ جتنے بھی خلاف شرع کام ہو رہے ہیں۔ اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ ہم موت کو بھول گئے ہیں۔ اگر پتہ ہو کہ موت ہمارا پیچھا کئے ہوئے ہے تو ہم کبھی بھی اس دنیا کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔

کسی نے اس دنیا کی کیا ہی بہترین مثال دی ہے کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا ہے کہ اچانک اسے اپنے پیچھے ایک شیر آتا دکھائی دیا۔ اس نے بھاگنا شروع کر دیا کہ اپنی جان بچالوں۔ آگے ایک گڑھا نظر آیا۔ سوچا کہ اس گڑھے میں چھپ کر اپنی جان بچالوں۔ مگر اس گڑھے میں بہت بڑا اژدھا نظر آیا۔ اب آگے اژدہے کا خوف اور پیچھے شیر کا ڈر۔ دوڑ کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس درخت کی جڑ کو دو سیاہ وسفید چوہے کاٹ رہے ہیں۔ بہت پریشان ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر میں درخت کی جڑ کٹ جائے گی اور میں گر جاؤں گا۔ شیر اور اژدھا مجھے شکار کر لیں گے۔ اتنے میں اسے اوپر کی طرف شہد کا چھتہ نظر آیا۔ جسے دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور شہد کھانے میں مصروف ہو گیا۔ شیر اور اژدھا کے خوف سے غافل ہو گیا کہ دفعۃً جڑ کٹ گئی اور یہ گر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا۔ شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرادیا اور اژدھے کے منہ میں جا پھنسا۔

جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر سے مراد موت ہے۔ جو کہ ہر وقت پیچھے لگی ہوئی ہے اور گڑھا قبر ہے جو اس کے آگے ہے۔ اژدھا اعمال بد ہیں جو قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے سیاہ و سفید دن اور رات ہیں۔ درخت گویا عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیائے فانی کی غافل کر دینے والی لذات و خواہشات ہیں کہ انسان دنیا کے حصول کی خاطر موت اور قبر کو بھول جاتا ہے۔ پھر اچانک موت کے آ جانے پر سوائے حسرت و ندامت کے اور کچھ ساتھ نہیں لے جاتا۔

دوستو اور بزرگو! اب بھی اگر ہم موت کو یاد نہ رکھیں تو پھر ہم پر افسوس ہے۔
ہماری ان دو آنکھوں نے کتنے جنازے اٹھتے دیکھے اور ہمارے ان دو ہاتھوں نے کتنوں کو سپرد خاک کیا۔ بے شمار عزیز بہن بھائی' ماں باپ' دوست و احباب' جن کی جدائی کسی وقت برداشت نہیں ہوتی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے لحد میں جا سوئے اور کتنے ہمارے بزرگ نیک لوگ' مذہبی راہنما' علماء کرام ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اب پتہ نہیں ہمیں پیغام اجل کس حال میں آ پہنچے۔ مکان میں یا دکان میں' حضر میں یا سفر میں' ہنسی میں یا کھیل میں' صحت میں یا بیماری میں' جوانی میں یا بڑھاپے میں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے ہی سے اپنے آپ کو موت کیلئے تیار رکھیں اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ورنہ موت ہمیں دوبارہ مہلت نہ دے گی اور سن لیجئے کہ موت کیا کہتی ہے۔

موت نام ہے میرا کہندے جس گھر قدم ٹکاواں
دکھ درداں دی بارش پاواں خوشیاں خاک ملاواں
پل وچہ مان توڑاں سب دے ترس ذرا نہ کھاواں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت کس دی موڑے مینوں عمر وچھوڑے پاواں
ترلے کر کر دنیا تھکی پائی نہ کسے رہائی
بیٹھے کول حکیم وی رہندے کردی نہ اثر دوائی
خوف خیال کسے نہ میرا اچن چیتی آواں
ریشم وچہ لپیٹیاں شکلاں مٹی ہیٹھ چھپاواں
راجے رانے مار کے پل وچہ طاقت عجب دکھاواں
دارے لکھ سکندر کھٹے کس کس ذکر سناواں
مخملی سیجاں چھوڑ کے اک دن خاک دے وچہ ساناں
نازک بدن رکھن وچہ سامی نہ کوئی دوہر سرہاناں
چنگے عمل جے کول نہ ہوسن وڈھ وڈھ کیڑیاں کھاناں
خویش قبیلے بھائی بھیناں کسے ناں نہیں جاناں
رستم جہے بہادر لکھاں پونی وانگ مروڑے
لقمہ کر لقمان جہاندے حکمت مان تروڑے
دعوے جنہاں خدائی کیتے اوہ بھی مول نہ چھوڑے
فرعون شداد جہے متکبر قبریں جا گھسوڑے
موسیٰ جہے پیغمبر میتھوں اک پل مہلت نہ پائی
عاصا چھوڑ بے آسا ٹریا چیز نہ کوئی اٹھائی
اکھیں ویکھ ہزاراں ٹردے عبرت کسے نہ پائی
چیتا یاد کراواں تینوں اجے کول تیرے نہ آئی

آخر میں دعا ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔"

اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے۔ اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو بھی ہم میں سے موت دے ایمان پر موت دے۔

آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا ہے اس میں اور اینٹیں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پر زور آندھی اس سے جب ٹکرائے گی
دیکھ لینا یہ عمارت ٹوٹ کر گر جائے گی

"واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں وعظ

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰى فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔" (پ۲۶ سورۃ حجرات)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ "اتباع سنت"

یاد رکھیے! ہم جو عبادت کرتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے گناہ معاف کردے۔ نماز پڑھتے ہیں تو اسی مقصد کے لئے زکوٰۃ دیتے ہیں تو اسی مقصد کے لئے' حج کرتے ہیں تو اسی مقصد کیلئے۔ غرضیکہ کوئی بھی کام کرتے ہیں تو اسی مقصد کے لئے کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہو جائے اور ہمارے گناہ بخش دے اور واقعی یہ ہے بھی حقیقت کہ یہ تمام عبادات اپنی اپنی جگہ بہت بڑا مقام اور درجہ رکھتی ہیں اور ان کے ادا کرنے والوں کو شریعت محمدی ﷺ کی طرف سے نجات اخروی کا سرٹیفکیٹ ملتا ہے۔ نماز پڑھنے سے' روزہ رکھنے سے' زکوٰۃ دینے سے' حج کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر اس وقت جب یہ سارے کام نبی پاک ﷺ کی سنت اور حکم کے مطابق ہوں۔ اگر ہماری عبادات آپ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہوگی تو پھر وہی عبادت باعث عذاب بن جائے گی۔ قرآن مجید میں ہے۔

"هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ O وُجُوْهٌ" يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ"O عَامِلَةٌ" نَاصِبَةٌ"O تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔" (پ۳۰ سورۃ غاشیہ)

کہ کئی لوگ دنیا میں عمل کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے۔ پھر بھی ان کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ اس لئے کہ ان کے اعمال پر محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مہریں نہیں ہوگی یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو! خدا اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ اپنے قول و فعل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سبقت نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وہ کام کرو جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہو۔ اگر تم نے وہ کام کیا جس پر حکم اللہ اور حکم رسول نہیں ہے۔ تو ایسے ہوگا جیسے تم خدا اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھ گئے ہو۔ ہر کام کرتے وقت خدا سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر بات کو سنتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمہارے ہر فعل کو جانتا ہے۔

اسلام قبول کرتے وقت جس کلمہ کا اقرار کروایا جاتا ہے۔اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اب تم نے اپنی زندگی خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق گزارنی ہے۔ عبادت خدا کی کرنی ہے اور اطاعت محمد مصطفی ﷺ کی کرنی ہے۔خدا کی عبادت میں بھی اس کا کسی کو شریک نہیں بنانا ہے اور نبی پاک ﷺ کی اطاعت میں بھی آپ کا کسی کو شریک نہیں بنانا۔مطلب یہ ہے کہ توحید و رسالت پر پختہ یقین رکھنا ہے اور قرآن و حدیث پر مضبوطی و یکجہتی سے قائم رہنا ہے۔اس کے علاوہ کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔جو ذریعہ نجات ہو۔نبی پاک ﷺ نے بھی یہی ارشاد فرمایا۔

"تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا۔"

(موطا امام مالک)

کہ میں تم میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔جس وقت تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے۔کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے زمین پر

"فَخَطَّ خَطًا وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِي الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطُ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ" وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ۔" (ابن ماجہ باب اتباع سنت)

ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر اس کے دائیں اور بائیں دو لکیریں کھینچیں۔پھر اپنا ہاتھ درمیان والی لکیر پر رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے۔پھر آپ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا۔''

(کہ یہ میری سیدھی راہ ہے۔ اسی پر چلنا)

دائیں اور بائیں راستوں پر نہ چلنا کیونکہ وہ تمہیں سیدھے راستہ سے دور کردیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جو راستہ نبی پاک ﷺ نے بتایا ہے۔ اسی کو اختیار کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے کسی راستہ کو اختیار نہیں کرنا۔

تو میرے بھائیو! قرآن وحدیث کا راستہ ہی ایک راستہ ہے۔ جس کو اختیار کرکے انسان نجات اخروی کا مستحق ہوتا ہے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو دو آنکھیں دو کان دو ہاتھ ایک دل ایک دماغ اور ایک زبان دی ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ایک ہاتھ میں قرآن پکڑنا ہے اور دوسرے ہاتھ میں حدیث۔ ایک آنکھ سے قرآن دیکھنا ہے اور دوسری آنکھ سے حدیث ایک کان سے قرآن سننا ہے اور دوسرے کان سے حدیث۔ ایک پاؤں سے قرآن کی مجلس کی طرف چل کر جانا ہے اور دوسرے پاؤں سے حدیث کی طرف۔ ایک زبان ایک دل اور ایک دماغ اسی لئے دیا ہے کہ جس زبان سے قرآن پڑھنا ہے۔ اسی سے حدیث پڑھنی ہے۔ جس دل اور دماغ میں قرآن کو محفوظ کرنا ہے۔ اسی میں ہی حدیث کو محفوظ کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا سارے کا سارا جسم خدا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمانبردار ہونا چاہئے۔ جیسے حکم خداوندی بھی ہے۔

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔''

کہ اے ایمان والو! سر سے لے کر پاؤں تک اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ تمہیں اپنے جسم پر محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کا لباس پہن لینا چاہیے۔

تو ہاں میں گزارش کر رہا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے ہاں وہ عبادت اور عمل قبول ہوگا۔ جس پر نبی پاک ﷺ کی سنت کی مہر ہوگی۔ جس پر آپ ﷺ کی مہر نہ ہوگی دیکھنے میں کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو۔ اس کو کوئی حیثیت نہیں دی جائے گی۔ بلکہ وہ بدعت شمار ہوگی اور باعث عذاب بن جائے گی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کی ایک جماعت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اماں جان ہمیں نبی پاک ﷺ کی عبادت کا حال بتلائیں۔ حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کی عبادت کی ساری تفصیل بتلائی تو وہ سن کر کہنے لگے۔

"اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔"

کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی اتنی عبادت کرتے ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو ہمیں اس سے کئی گنا زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔

"فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدً وَّقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدً وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ۔"

پس ایک نے ان میں سے کہا کہ میں آئندہ سے ہمیشہ تمام رات نماز پڑھتا رہا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہوں گا اور کوئی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی نکاح ہی نہ کروں گا۔ کیونکہ نکاح کر کے انسان دنیا میں پھنس جاتا ہے۔ نہ نکاح کروں گا اور نہ دنیا میں مشغول ہوں گا۔

نبی پاک ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ان کو بلا کر فرمایا۔

"اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّي وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ۔"

کہ تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوں۔ پھر بھی میں روزے رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں رات کو سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ تم کون ہو۔ ان کاموں سے باز رہنے کا عہد کرنے والے؟

یاد رکھو!

"فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔"

جس نے میری سنت سے روگردانی کی اور میرے طریقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے کو اختیار کیا وہ میری امت سے ہی نہیں ہے۔

میرے دوستو! ذرا غور کرو یہ تینوں آدمی کون ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے صحابی ہیں بظاہر انہوں نے کتنے اچھے کام کرنے کا عہد کیا ہے۔ مگر نبی پاک ﷺ نے ان کو برا قرار دے کر وعید فرمائی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کام دیکھنے میں کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ جب تک اس پر نبی پاک ﷺ کی مہر نہ ہوگی۔ وہ قبول نہیں ہوگا۔ اس کی مثال ذرا دنیاوی نقطہ نظر سے ہی سمجھ لیجئے۔ ایک شخص ہمارے سو کے نوٹ کے مقابلے میں ایک بڑا خوبصورت اور بڑا سا کاغذ لے کر اس پر سو کا لفظ لکھ کر کسی دوکاندار کو جا کر کہے کہ اس کو سو کا نوٹ سمجھ کر لے لو۔ تو کیا وہ لے لے گا۔ ہرگز نہیں لے گا۔ بلکہ وہ کہے گا کہ سو کا نوٹ وہ ہے جس کو گورنمنٹ نے سو کا نوٹ قرار دیا ہے اور حکومت کی اس پر مہر ہے۔ ٹھیک ہے کہ تمہارا یہ پیش کردہ کاغذ خوبصورت بھی ہے اور اصلی نوٹ سے بڑا بھی ہے۔ مگر ہے یہ جعلی۔ کیونکہ اس پر گورنمنٹ کی مہر نہیں ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ جعلی نوٹ بنانے والا گورنمنٹ کا مجرم ہے اور مستوجب سزا ہے۔ بعینہ اسی طرح ہم جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرتے ہیں۔ اس پر اگر گورنمنٹ محمدیﷺ کی مہر نہیں ہوگی۔ تو وہ عبادت جعلی قرار دی جائے گی اور عنداللہ اس کی سزا ملے گی۔ عبادت اسی کو قرار دیا جائے گا جو اللہ اور رسول اللہﷺ کے حکم کے مطابق ہوگی۔

مولانا عبدالستار صاحب نے کیا ہی خوب لکھا ہے۔

مہر محمدی (ﷺ) نور کلمہ اتھے حکم نہ غیر نکسال دا اے
نہیں ایس باجھوں دوجا سن جاری حکم آ گیا جل جلال دا اے
کوئی بندگی نہیں منظور اسدی جیہڑا غیر دی پیر دی پال دا اے
ستار بخش جس پاس نہیں مہر کلمہ بلاشک اوہ نمرود دے نال دا اے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔

کہ اے لوگو! میرا نبی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ تم نے جو کام بھی کرنا ہے وہ میرے نبیﷺ کی سنت کے مطابق کرو۔

یاد رکھئے! سنت رسولﷺ کی تابعداری کے بغیر کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا۔

صحیح عبادت اور کار ثواب عمل کے لئے خلوص نیت کے ساتھ ساتھ سنت رسولﷺ کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ اپنی مرضی سے عمل کرکے انسان کبھی بھی خوشنودی خدا حاصل نہیں کرسکتا۔ حدیث میں آتا ہے:

"بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ رَوَاحَةَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا اَصْحَابُهٗ، وَقَالَ اَتَخَلَّفُ وَاُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ فَقَالَ مَامَنَعَكَ اَنْ تَغْدُوْا مَعَ اَصْحَابِكَ فَقَالَ اَرَدْتُ اَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُصَلِّیْ مَعَکَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَدْرَکْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ۔'' (مشکوۃ شریف جلد دوم ص ۳۴۰)

کہ نبی پاک ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کو ایک لشکر کے ساتھ کسی جنگ میں صبح صبح روانہ ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ لشکر تو روانہ ہو گیا مگر حضرت عبداللہ نہ گئے۔ انہوں نے سوچا کہ میں جہاد کے لئے جا رہا ہوں۔ نہ جانے وہاں سے زندہ واپس لوٹوں یا نہ لوٹوں۔ کیوں نہ ہو کہ میں نبی پاک ﷺ کے پیچھے جمعہ ہی پڑھ جاؤں۔ میرے پاس سواری موجود ہے۔ جمعہ کے بعد روانہ ہو کر ساتھیوں کے ساتھ تو مل ہی جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے آپ ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھا۔ جمعہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے عبداللہؓ کو دیکھ کر بلایا اور پوچھا کہ صبح کے وقت تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں نے سوچا تھا کہ آپ ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھ لوں۔ شاید یہ میرا آخری جمعہ ہو۔ پتہ نہیں پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔ بعد میں میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ اگر زمین کی ساری دولت بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دو تو تم پھر بھی ان کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے ہو جو صبح صبح میرے حکم پر جا چکے ہیں۔

مقام غور ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کوئی برا ارادہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا ذہن تھا۔ صرف جمعہ پڑھنے کا ہی ارادہ کیا تھا اور جمعہ بھی پھر مسجد نبوی ﷺ میں نبی پاک ﷺ کے پیچھے۔ مگر کیا اپنی مرضی سے جب کہ ان کو آپ ﷺ کی طرف سے صبح صبح لشکر کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم تھا۔ ارادہ تو بظاہر ان کا نیک تھا۔ مگر نبی پاک ﷺ نے اس کو اچھا قرار نہ دیا۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نہیں ہے۔

میرے دوستو اور عزیزو! اس حدیث سے بھی یہ چیز روز روشن کی طرح واضح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ نیکی اس کو کہا جائے گا۔ جو نبی پاک ﷺ کے حکم کے مطابق ہوگی۔ دیکھنے میں کام کتنا ہی بہترین کیوں نہ ہو اگر وہ سنت کے مطابق نہیں ہے تو اس کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے۔

دیکھ لیجئے! آج بھی لوگوں نے کتنی بدعات جاری کر لی ہیں۔ جن کو اسلام کا لبادہ پہنا کر عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً اذان سے پہلے صلوٰت پڑھنا۔ کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا۔ آپ ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا۔ میلاد النبی ﷺ کے جشن منانا اور اسی قسم کی دیگر کئی چیزیں جن کو دین کا جزو بنالیا گیا ہے اور ارکان اسلام کی طرح زیر عمل لایا جارہا ہے۔ حالانکہ احادیث میں ان کا ثبوت تو در کنار شائبہ تک نہیں ملتا۔ دیکھنے میں یہ کام بہترین معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہیں یہ بدعت۔ اس لئے کہ ان پر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر نہیں ہے۔ ہم جب ایسے کاموں کی تردید کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ جناب ہم قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ پر درود ہی پڑھتے ہیں۔ ان میں حرج ہی کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے تم پڑھتے تو قران ہو مگر جس طریقہ سے پڑھتے ہو۔ یہ طریقہ محمد رسول اللہ سے ثابت نہیں ہے۔ کام وہ کرو جو نبی پاک ﷺ نے کیا ہے۔ ایک آدمی قربانی ذبح کرتے وقت "بسم الله الله اكبر" کی بجائے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ کر قربانی ذبح کر دیتا ہے۔ تو کیا وہ حلال ہو جائے گی؟ نہیں ہوگی۔ کیوں؟ اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق ذبح نہیں کیا گیا کلمہ کی وجہ سے حرام نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کا طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنے سے حرام ہوئی ہے۔ سجدہ میں اگر کوئی شخص "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کی بجائے درود شریف پڑھ لے تو کیا اس کا یہ سجدہ ہو جائے گا۔ نہیں ہوگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق سجدہ نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح دوسرے کام جو آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق نہیں ہوں گے۔ وہ قبول نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ بدعت شمار کیے جائیں گے۔

یاد رکھیے! بدعت جب بھی آتی ہے۔ خوبصورت لباس پہن کر آتی ہے اور شیطان اس کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ دل میں یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ کرلو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم نے بھی کبھی اس بات کو نہیں سوچا اور یہی لفظ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس کام میں کیا حرج ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا کوئی حرج نہیں یہی تو سب سے بڑا حرج ہے۔ صحابہ کرامؓ جو کام کرتے تھے وہ یہ دیکھتے تھے کہ سنت ہے کہ نہیں۔ سنت ہوتا تو کر لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ غیر سنت کام کو وہ انتہائی برا سمجھتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو آ کر کہا کہ میں مسجد میں ایک کام ہوتا دیکھ کر آیا ہوں۔ فرمانے لگے کیا؟ کہنے لگے۔

”رَاَیْتُ فِی الْمَسْجِدِ قَوْمًا حَلَقًا جُلُوْسًا یَنْتَظِرُوْنَ الصَّلٰوۃَ فِیْ کُلِّ حَلْقَۃٍ رَجُلٌ“ وَفِیْ اَیْدِیْهِمْ حَصًی فَیَقُوْلُ کَبِّرُوْا مِائَۃً فَیَقُوْلُ هَلِّلُوا مِائَۃً فَیُهَلِّلُوْنَ مِائَۃً فَیَقُوْلُ سَبِّحُوْا مِائَۃً فَیُسَبِّحُوْنَ مِائَۃً۔“

کہ میں نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ نماز کا انتظار کرتے ہیں اور ہر حلقے کے درمیان ایک شخص ہے اور وہ لوگوں کو کہتا ہے۔ سو دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔ تو حلقہ نشین لوگ سو مرتبہ کنکریوں پر اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو تو حلقہ نشین سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ اے موسیٰ ”ماذاقلت لھم “ تو نے انہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کرتے دیکھ کر کیا کہا؟ کہنے لگے "مَاقُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا" میں نے کچھ نہیں کہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت موسیٰ اشعری کے ساتھ مسجد میں گئے اور ان حلقہ والوں کو پوچھا۔

"مَا هٰذَا الَّذِیْ اَرٰكُمْ تَصْنَعُوْنَ۔"

کہ تم سب یہ کیا کررہے ہو؟ وہ کہنے لگے۔

"يَا اَبَاعَبْدُالرَّحْمٰنُ حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّسْبِيْحَ۔"

کہ اے ابوعبدالرحمٰنؓ (حضرت عبداللہ بن مسعود کی کنیت تھی) ہم کنکریوں پر تکبیر، تھلیل، تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا۔

"فَعُدُّوا سَيِّاٰتِكُمْ فَاَنَا ضَامِنٌ" اَنْ لَا يُضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَیْ"۔"

کہ تم ان کنکریوں پر اپنے گناہ شمار کیا کرو۔ میں اس چیز کا ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں سے کچھ ضائع ہو۔

"وَيْحَكُمْ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْرَعَ هَلَكَتُكُمْ هٰؤُلَآءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَفِّرُوْنَ وَهٰذِهٖ ثِيَابُهٗ لَمْ تَبْلَ وَاٰنِيَتُهٗ لَمْ تُكْسَرْ۔"

تعجب ہے تم پر اے امت محمد ﷺ کتنی جلدی تم ہلاکت میں پڑ گئے ہو۔ ابھی بکثرت صحابہ کرامؓ تم میں موجود ہیں اور ابھی تک نبی پاک ﷺ کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور آپ ﷺ کے برتن نہیں ٹوٹے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَوْ مُفْتَتِحُوْا بَابُ ضَلَالَةٍ۔"

کیا تم ابھی سے بدعت اور گمراہی کا دروازہ کھولنے لگے ہو۔ (سنن دارمی جلد اول ص ۶۸)

اس حدیث کو ذرا سامنے رکھ کر سوچیں کہ ان کا اکٹھے بیٹھ کر حلقے کی صورت میں بلند آواز سے کنکریوں پر تہلیل وتکبیر وتسبیح پڑھنا بظاہر کتنا اچھا کام معلوم ہوتا ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو بہت برا سمجھا اور ان پر گمراہی کا فتویٰ لگایا کیونکہ یہ طریقہ وردانہوں نے اپنے دل سے اختراع کیا تھا۔ نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں تھا۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ بحیثیت مطاع ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم سب پر آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری فرض ہے۔ خداتعالیٰ کے نزدیک عمل وہی مقبول ہوگا۔ جو اخلاص اور سنت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہوگا۔ اگر چہ وہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو اور وہ عمل جس میں اتباع سنت کی روح موجود نہیں ہے۔ دیکھنے میں بے شک پہاڑ جتنا ہو ضائع ہو جائے گا۔ یہاں مجھے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت یاد آئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمانؓ کے گھر اولاد نہیں ہوتی تھی۔ گھر میں کسی عورت نے کہا کہ اگر عبدالرحمٰنؓ کے گھر بچہ پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں ایک اونٹ ذبح کریں گے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا۔

"لَا بَلِ السُّنَّةُ اَفْضَلُ۔"

نہیں نہیں اونٹ ذبح نہیں کرنا بلکہ سنت ہی افضل ہے۔

"عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔"

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اونٹ اور بکریوں کی قیمت اور گوشت کا اگر موازنہ کیا جائے تو کافی فرق نظر آئے گا۔اونٹ قیمت اور گوشت میں بکریوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔مگر حضرت عائشہؓ راضی نہیں ہوئیں۔کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔بات تو ساری سنت کی ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ یہ عمل جو ہم کر رہے ہیں اس پر سنت کی مہر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو وہ عمل بدعت شمار ہوگا۔میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو چند عقلی دلائل سے آپ کے سامنے واضح کروں۔
دیکھئے دنیا کی ہر حکومت نے اپنی رعایا کی فلاح کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں کچھ قوانین مرتب کئے ہوتے ہیں۔جن پر عمل کرنا لازمی قرار دیا جاتا ہے اور خلاف ورزی جرم سمجھی جاتی ہے۔ہم اپنے ملک پاکستان کو ہی سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہاں کسی دوسرے ملک کے نوٹ چلانا چاہے تو اسے ایک جرم سمجھا جائے گا اور حکومت اس پر مقدمہ چلائے گی۔اسی طرح اگر کوئی پاکستانی فوج کا سپاہی کسی غیر ملکی فوج کی وردی پہن کر دفتر ڈیوٹی پر جائے گا تو وہ بھی جرم تصور ہوگا۔غیر ملکی وردی تو ایک طرف رکھئے۔اگر یہی فوجی اسٹیشن ماسٹر کی وردی پہن کر دفتر چلا جائے تو وہ بھی کسی صورت منظور نہیں کی جائے گی۔الغرض جس محکمہ کے لئے جو لباس یا وردی حکومت وقت متعین کرے تو اس پر پابندی کرنا لازمی ہوگی۔کیا مجال کوئی اس کی مخالفت کر سکے۔کوئی شخص ریلوے ٹکٹ کی جگہ ڈاکخانہ کے محکمہ کا منظور شدہ چوگنی قیمت کا ٹکٹ لے کر سفر نہیں کر سکتا۔اسی طرح ساٹھ پیسہ کے لفافہ پر بیس روپے کا ریلوے ٹکٹ لگانا بے کار ہوگا اور وہ لفافہ کو بے رنگ بنا دے گا۔تو کیا غضب ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ برحق کے متعین کردہ طریق عبادت میں تغیر و تبدل کرنے والے پر گرفت بھی نہ ہو۔تھوڑا سا ذرا آگے چلئے۔ہمارے روزمرہ کے معمولات میں سے ہے کہ ہم درزی اور موچی کو اپنے لباس اور جوتا کا ماپ دیتے ہیں۔پھر اگر انچ بھی ہمارے حساب سے اوپر نیچے ہو جائے تو ہم لباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جوتا درزی اور موچی کے سر پر دے مارتے ہیں کہ تم نے اسے ہماری مرضی کے مطابق کیوں نہیں بنایا؟ کپڑا بھی وہی ہے جو ہمیں پسند تھا۔ چمڑا بھی وہی ہے جو ہمیں مرغوب تھا۔ مگر ہے وہ ہمارے معیار سے کم یا زیادہ۔ ہم اس کو کبھی لینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے اعمال کے لئے ایک معیار مقرر فرمایا ہے اور وہ ہے اسوہ رسول اللہ ﷺ سیرت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ۔ اس اتباع رسول ﷺ اور اسوہ رسول ﷺ کی وردی کے خلاف تمام فیشن تمام رسمیں اور تمام بدعات خدا تعالیٰ کے کامل اور مکمل آئین اور نظام میں مردود ہیں اور اس پر عمل کرنے والا انسان کبھی بھی فلاح و کامیابی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

تو ہاں میرے بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ ہر کام میں سنت کو سامنے رکھتے تھے اور خلاف سنت کام کرنے والے کو بہت برا سمجھتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"لَا تَمْنَعُوا اَمَاءَ اللّٰهِ اَنْ يُصَلِّيْنَ فِي الْمَسْجِدِ۔"

کہ اگر عورتیں مسجد میں نماز پڑھنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔

آپ کے بیٹے نے کہا۔

"اِنَّا نَمْنَعُهُنَّ۔"

ہم تو انہیں روکیں گے۔ اس پر

"فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ اِنَّا نَمْنَعُهُنَّ۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نہایت غصے میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ میں تو تمہارے سامنے حدیث رسول ﷺ بیان کرتا ہوں اور تو اسکے خلاف کہہ رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فما کلمه عبدُاللّٰهِ حتّٰی مات۔"

پس اس وجہ سے حضرت عبداللہؓ نے اپنے بیٹے سے مرتے دم تک کلام ہی نہیں کی۔ (ابن ماجہ مسند امام احمد)

دوستو اور عزیزو! ذرا سوچ لو۔ ہم اہل سنت اور اہل حدیث تو کہلواتے ہیں مگر کبھی سنت اور حدیث کی پرواہ نہیں کی۔ آج جو سب سے زیادہ دشمن خدا اور دشمن رسول ﷺ ہو۔ قرآن اور سنت کے پرخچے اڑانے والا ہو وہ ہمارا دوست ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے سے فقط اس لئے کلام کرنا چھوڑ دی کہ اس نے حدیث رسول ﷺ کی مخالفت کی۔ آج اگر صحابہ کرامؓ ہوتے تو پتہ نہیں ہم پر وہ کون سا فتویٰ لگاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی شامی نے حج تمتع کے بارے میں پوچھا کہ جائز ہے کہ نہیں۔ تو انہوں نے کہا جائز ہے۔ شامی نے کہا۔

"انَّ اَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا۔"

کہ تیرا باپ تو اس سے منع کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔

"اَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ اَبِيْ نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرُ اَبِيْ يُتَّبَعُ اَمْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ اگر میرا باپ اس سے منع کرے اور رسول ﷺ اس کا حکم دیں تو میرے باپ کا حکم مانا جائے گا یا نبی ﷺ کا؟ شامی نے کہا رسول اللہ ﷺ کا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔

"لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع ہی کیا۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار

مت دیکھ کسی کا قول و کردار

دیکھا آپ نے کہ ان لوگوں نے فرمان رسول اللہ ﷺ کو کتنی اہمیت دی ہے۔

حدیث رسول اللہ ﷺ کے سامنے باپ آیا تو چھوڑ دیا۔ دوست احباب آئے تو چھوڑ دیئے۔ غرضیکہ سب کچھ چھوڑ دیا۔ مگر فرمان رسول ﷺ نہ چھوڑا۔

آج ہم حدیث رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ اپنے اماموں اور مولویوں کی باتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ حدیث رسول کی مخالفت ہوتی ہے تو ہو جائے مگر اپنے مولوی کی مخالفت نہ ہو۔ جن کے نام پر ہم نے اپنا مذہب قائم کر رکھا ہے اور جن کی تقلید اپنے اوپر فرض قرار دے رکھی ہے۔ ذرا ان کی بات سن کر ہی اپنی اصلاح کر لیجئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔

”اِیَّاکُمْ وَالْقَوْلَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالرَّایِ وَعَلَیْکُمْ بِاِتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْھَا ضَلَّ۔“

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی بات اپنی رائے سے داخل نہ کرو اور سنت کی پیروی کرو۔ جو شخص سنت سے نکل گیا وہ گمراہ ہو گیا۔ فرماتے ہیں۔

”اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ۔“

کہ میرا اپنا مذہب بھی صحیح حدیث ہی ہے۔ ایک مقام پر فرمایا۔

”اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَکِتَابُ اللّٰہِ یُخَالِفُه، فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ یُخَالِفُه، قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَوْل الصَّحَابَةِ يُخَالِفُه، قَالَ اُتْرُكُوْا قَوْلِی بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ۔"

کہ جب میری کوئی بات قرآن مجید کے خلاف ہو۔ تو اسے چھوڑ و۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ کی کوئی بات حدیث کے خلاف ہو تو پھر؟ فرمایا کہ میری بات چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ کا فرمان صحابہ کرامؓ کے فرمان کے خلاف ہو تو پھر؟ فرمایا پھر بھی میری بات چھوڑ دو اور صحابہ کرامؓ کے فرمان پر عمل کرو۔

اسی جگہ بس نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا۔

"اِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاهِرَا الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَعْمَلُوْا بِالْکِتٰبِ وَالسُّنَّةِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطِ۔"

کہ جب تم دیکھو کہ ہمارے اقوال قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو ہمارے اقوال دیوار پر دے مارو اور قرآن و حدیث پر عمل کرو۔ (امام صاحبؒ کے یہ تمام فرامین "عقد الجید" میں موجود ہیں)

میرے بھائیو! امام ابوحنیفہؒ کے فرامین کو ذرا دل کے کانوں سے سنو۔ کتنے واضح الفاظ سے وہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اگر تم سچے دل سے ان کے مقلد ہو تو پھر کیوں نہیں ان کے ان فرامین پر عمل کرتے؟

وہ تو کہیں کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور تم اقوال رجال پر عمل کرتے ہو۔ میزان شعرانی کو اٹھا کر دیکھو اس میں لکھا ہے کہ

"دَخَلَ شَخْصٌ بِالْکُوْفَةِ بِکِتَابِ دَانِیَالِ فَکَادَ اَبُوْ حَنِیْفَه اَنْ یَقْتُلَهُ وَقَالُوْا لَه، اَکِتَابٌ" سِوَی الْقُرْآنِ وَالْحَدِیْثِ۔"

کہ ایک شخص کوفہ میں حضرت دانیال کی کتاب لے کر آیا تو حضرت امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حنیفہؒ اس کے قتل کے در پے ہو گئے اور فرمانے لگے کیا قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی اور کتاب لئے پھرتا ہے؟

ذرا اندازہ لگائیے! حضرت دانیال علیہ السلام خدا کے نبی ہیں۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے قرآن و حدیث کے سوا ان کی کتاب کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ چہ جائے کہ دوسری کتابوں پر عمل کیا جائے۔

میرے دوستو اور عزیزو! میں دردِ دل سے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ تمام بدعات اور اقوال رجال چھوڑ کر سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے شیدائی بن جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر قیامت کے دن پچھتانا پڑے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا O لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا۔“ (پ۱۹)

کہ ظالم آدمی قیامت کے دن اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں دنیا میں رسول اللہ ﷺ کا راستہ اختیار کر لیتا۔ ہائے افسوس! میں اس کو اپنا دوست نہ بناتا جس نے مجھے سیدھے راستے سے گمراہ کیا۔ کاش میں قرآن و حدیث کو ہی اپنے لئے کافی سمجھتا۔ قیامت کو پچھتانا پھر کسی کام نہیں آئے گا۔ نبی پاک ﷺ بھی فرما دیں گے۔

”وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔“

کہ یا اللہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی اطاعت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرمانبرداری شروع کر دی تھی۔

روز قیامت کہسی حضرت یارب قوم جو میری
چھوڑیا اینہاں قرآن دو راڈا خاص کلام جو تیری
نہ ایس نال ایمان لیاندا نہ اس عمل کمایا
کدہے میری اُمت وچو بندے بار خدایا
جے ایہ میرے ﷺ امت ہندے تے سنت عمل کماندے
دور کرو اج میرے کولوں ٹولے بدعتیاندے
اج اینہاندی نسبت یارب میں ایہ حکم سناندا
نہ ایہ میری امت وچوں نہ میں نبی اینہاندا
روز حشر دے اس ظالم دا کتھے ہور ٹکانا
جس نوں کہیا نبی محمد ﷺ میں ٹیں نال لے جانا

اللہ تعالیٰ معاف کرے اور ہمیں ایسے لوگوں میں سے نہ بنائے۔ (آمین)

میرے بھائیو! کل قیامت والے دن وہ ظالم انسان کہاں جائے گا۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

"سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِى۔"

کہ اس کو مجھ سے دور کر دو۔

سوائے جہنم کے اس کی جگہ کہاں ہوگی؟ قرآن مجید نے بھی صاف لفظوں میں بیان کیا ہے کہ

"مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔"

کہ جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود پیغمبر کی نافرمانی کرتا ہے اور مومنوں کے طریقے کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتا ہے۔ تو ہم اس کو جدھر جانا چاہتا ہے جانے دیتے ہیں۔ آخر کار اسے جہنم میں داخل کر دیتے ہیں۔ جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقہ سے قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھے۔

محمد (ﷺ) کی جس دل میں الفت نہ ہوگی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی
کرے جو اطاعت محمد (ﷺ) کی دل سے
اسے پیر و مرشد کی حاجت نہ ہوگی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا
محمد (ﷺ) سے جس کو عقیدت نہ ہوگی

"وآخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتیسواں وعظ

مسلک اہلحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰی فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ" وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"اِتَّبِعُوْا مَآاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَاتَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلًا مَّاتَذَکَّرُوْنَ۔" (پ۸ سورۃ اعراف)

ترجمہ:- صرف اپنے رب کی طرف سے اتاری گئی وحی (قرآن وحدیث) پر عمل کرو اور اسکے سوا کسی دوسرے کی پیروی نہ کرو۔ تھوڑے ہیں جو نصیحت پکڑتے ہیں۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے "مسلک اہل حدیث"

اس کی ضرورت میں نے اس لئے محسوس کی ہے کہ بعض حضرات نے ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ان کا ذرا جائزہ لیا جائے اور اس حقیقت کو واضح کیا جائے کہ اس مسلک والے کون لوگ ہیں اور انکی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے اور معاندین حضرات نے جو تاثر مسلک اہل حدیث کے بارہ میں قائم کر رکھا ہے۔اس کی حقیقت کیا ہے؟ میں انشاء اللہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس بات کو ثابت کروں گا کہ یہ مسلک کوئی بُرا مسلک نہیں ہے اور نہ ہی یہ نیا ہے۔ بلکہ یہ وہی مسلک ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے من جانب اللہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا اور جس کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

قبل اس کے کہ میں اپنے مضمون کو شروع کروں۔ پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اہل حدیث کے معانی کیا ہیں۔

سنیئے! اہل حدیث دولفظوں کا مرکب ہے۔ایک اہل اور دوسرا حدیث۔

حدیث کے معانی ایک لغوی اور دوسری اصطلاحی۔لغت میں لفظ حدیث گفتگو کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔گفتگو کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو یا انبیاء علیہم السلام سے یا عوام الناس سے۔مگر اصطلاح میں

”اَنَّ الْحَدِیْثَ فِی اصْطِلَاحِ جُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ یُطْلَقُ عَلٰی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِیْرِهٖ۔“

نبی پاک ﷺ کے قول وفعل اور اس کام کو جو آپ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اسے روکا نہ ہو حدیث کہتے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور نبی پاک ﷺ کے ارشادات پر بھی لفظ حدیث استعمال ہوتا ہے۔مثلاً

”اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ۔“

کہ اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل فرمائی ہے۔

”فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیَاتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ) کہ اللہ کی حدیث اور اسکی آیتوں کے بعد یہ کس پر ایمان لائیں گے

نبی پاک ﷺ بھی اپنے ہر خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

"فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ۔"

کہ تمام باتوں میں بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے۔ نبی پاک ﷺ کے فرمان پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے لفظ حدیث استعمال کیا ہے۔

"وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا۔" (سورۃ تحریم)

کہ جب نبی پاک ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر حدیث بیان کی۔

نبی پاک ﷺ نے خود بھی فرمان کو حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

"نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَاءً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا۔"

کہ اللہ تعالیٰ اسے تر و تازہ رکھے جو میری حدیث کو سن کر دوسروں تک پہنچائے۔

تو خیر! قرآن و حدیث میں اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن میں فرمان خدا اور فرمان رسول ﷺ کو حدیث کہا گیا ہے اور لفظ اہل کا معنی ہے "والا" جیسے اہل بیت گھر والا' اہل دولت' دولت والا وغیرہ وغیرہ۔

پس اہل حدیث کے معنی ہوئے قرآن و حدیث والا۔ کیا مطلب اللہ کی کتاب اور نبی پاک ﷺ کے فرامین پر عمل کرنے والا ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی شخص اعتراض کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمان بننے کا حکم دیا ہے اور تم اہل حدیث کیوں کہلواتے ہو؟ تو اس کا جواب ہے کہ قرآن نے جس طرح ہمیں مسلم کہا ہے۔ اسی طرح پہلے دین والے یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی مسلم کہا ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں کا اقرار قرآن مجید نے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔"

کہ اے اللہ کے پیغمبر عیسٰی علیہ السلام تم گواہ بن جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔
مسلمان ایک عام لفظ ہے۔ ہر نبی کو ماننے والی اس کی امت مسلمان ہے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان کی کتاب کی طرف منسوب کر کے پکارا۔

"وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔"

کہ اہل انجیل کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلے کریں۔
تورات والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی کتاب کی طرف منسوب کر کے پکارا۔

"يَااَهْلَ الْكِتَابِ لَاتَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ۔"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی کتاب کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں کی کتاب انجیل ہے۔ اسی طرح ہماری کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی حدیث ہے اور نبی پاک ﷺ کا فرمان بھی حدیث ہے اور جو شخص ان دونوں کو مانے وہ اہل حدیث ہے۔ ہوسکتا ہے کسی دوست کے دل میں ایک اور غلط فہمی پیدا ہو جائے کہ یہ چونکہ اہل حدیث ہیں اس لئے سنت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو ان کے لئے عرض ہے کہ اہل حدیث کا معنی ہے۔ نبی پاک ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے والا۔ دیکھنے میں تو یہ دو ہیں۔ مگر مفہوم ایک ہی ہے۔ ہر اہل حدیث' اہل سنت ہے اور ہر اہل سنت اہلحدیث ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے ان میں فرق ڈال رکھا ہے کہ اہل حدیث وہ ہوتا ہے جو غیر مقلد ہو اہل حدیث وہ ہوتا ہے جو نہ ختم دلوائے اور نہ ہی گیارہویں پکائے اور اہلسنت وہ ہوتا ہے جو ختم دلوائے اور گیارہویں پکائے۔

میرے بھائیو! یہ ساری اختراعیں جاہل مولویوں کی پیدا کردہ ہیں۔ اہل سنت اور اہل حدیث دونوں ایک ہی ہیں۔ محض الفاظ مختلف ہیں۔ مگر دونوں کی بنیاد ایک ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ایک قرآن اور دوسری حدیث اب یہ جان لیجئے کہ یہ مسلک کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ جماعت صحابہ کرامؓ کا مسلک ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً۔“

کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے تھے اور میری امت کے تہتر ہو جائیں گے۔

”کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً۔“

سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔

”مَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔“

اے اللہ کے رسول وہ کونسا فرقہ ہوگا جو جنتی ہوگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

”مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔“

جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں اس کی وضاحت کی ہے کہ وہ کونسا فرقہ ہے جس کو آپ ﷺ نے ناجیہ فرمایا ہے۔

”اَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِیَةُ فَهِیَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔“

وہ اہل سنت والجماعت کا فرقہ ہے۔ (ص ۸۵) پھر فرماتے ہیں۔

”اَلسُّنَّةُ مَاسَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْجَمَاعَةُ مَااتَّفَقَ عَلَیْهِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔“

کہ نبی پاک ﷺ کے طریقہ کو سنت کہتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کے متفق ہونے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو شخص آپ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلے وہ اہل سنت ہے۔

"وَلَا اِسْمَ لَهُمْ اِلَّا اِسْمٌ وَاحِدٌ وَهُوَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔"

اور وہی اہل حدیث ہیں۔

میرے بھائیو! پیر صاحب کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں اور اہل سنت ہی اہل حدیث ہیں۔ مسند احمد کے حاشیہ کنز العمال میں حضرت علی سے منقول ہے کہ

"اَلْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّةَ اللّٰهُ لَهُمْ وَرَسُوْلُهُ وَاِنْ قَلُّوْا۔"

کہ اہل سنت وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی سنت کو مضبوط پکڑنے والے ہیں۔ اگر چہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ پھر فرماتے ہیں۔

"اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا فِىْ حَيَاةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ السُّنَّةِ۔"

کہ نبی پاک ﷺ کی زندگی میں لوگ اہل سنت تھے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے پابند تھے اور ان پر عمل کرنے والے تھے۔ معلوم ہوا کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والے کو ہی اہل سنت کہتے ہیں اور جو شخص کتاب و سنت پر اور قرآن و حدیث پر عمل نہیں کرتا وہ قطعاً اہل حدیث اور اہل سنت نہیں ہے۔ آج تو معاملہ ہی ماشاء اللہ اس کے برعکس ہے۔ سنت سے نفرت کرنے والے حدیث کا مذاق اڑانے والے اور سنت و حدیث پر عمل کرنے والے کو حقارت سے دیکھنے والے نیز شرکیہ عقائد و اعمال' غلط رسوم و رواج اور بدایات کو اپنانے والے اہل سنت کہلواتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیے! ایسے لوگوں کو کبھی بھی اہل سنت نہیں کہنا چاہیے۔ اہل سنت والجماعت اس کو کہنا چاہیے جس کی شکل و صورت وضع قطع گفتار کردار' جلوت و خلوت' اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' غمی خوشی غرضیکہ سب کام قرآن و حدیث کے مطابق ہوں۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اہل حدیث اور اہل سنت وہ ہے جو اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے والا ہو اور اس کے اولین مصداق نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی تائید کیلئے ایک حدیث بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا جاؤں۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن میں بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوچھا۔ اے معاذؓ

"كَيْفَ تَقْضِىْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ."

وہاں جب تیرے ساتھ کوئی معاملہ پیش آئے گا۔ تو کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا۔

"اَقْضِىْ بِكِتَابِ اللّٰهِ."

کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔

"وَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ."

کہ اگر تم اللہ کی کتاب میں اس کا حل نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ کہنے لگے۔

"فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

پھر میں سنت میں تلاش کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اِنْ لَمْ تَجِدْ فِىْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم سنت رسول ﷺ میں بھی اس کا حل نہ پاؤ تو پھر؟ کہنے لگے۔ "اَجْتَھِد بِرَأْیِی" میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کی باتیں سن کر خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اپنے رسول ﷺ کے رسول معاذ بن جبلؓ کو اس کی توفیق بخشی ہے۔ (مشکوۃ شریف ج ۲ باب العمل فی القضاء ص ۳۲۴)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاذؓ اپنے مسائل کا حل قرآن و سنت کو ہی قرار دیتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت سے نہ مل سکے تو پھر اپنے اجتہاد سے اس کا حل تلاش کرتے۔ مگر ہم مسائل کے حل کے لئے کتاب وسنت کو کوئی حیثیت بھی نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے اپنے اماموں کی فقہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

دیکھ لیجئے کتنا بڑا تضاد ہے۔ صحابہ کرامؓ کتاب وسنت کے شیدائی اور ہم اپنے بزرگوں کی فقہ کے شیدائی اور پھر کہلوانا بھی اہلسنت والجماعت۔

یاد رکھئے! وہ آدمی کبھی بھی نجات نہیں پا سکتا۔ جو نبی پاک ﷺ کے فرمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی بات کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھے۔ صحابہ کرامؓ کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو وہ اس کا حل کتاب وسنت سے ہی تلاش کرتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت میں جھگڑا ہو گیا۔ خلیفہ کا انتخاب کرنا ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار و مہاجرین جمع ہو گئے ہیں لوگوں کی مختلف رائے ہیں گویا کہ جتنی زبانیں اتنی ہی باتیں۔ انصاریوں کا پرزور مطالبہ ہے کہ خلیفہ ہم میں سے ہونا چاہیے۔ بات تُو تُو مَیں مَیں تک پہنچنے والی ہے۔ اختلاف کا بے حد خطرہ ہے۔ اتنے میں صدیق اکبرؓ پہنچ گئے۔ معاملہ سنا تو فرمایا۔ میرے ساتھیو! لڑنے جھگڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے نبی پاک ﷺ سے مسئلہ خلافت کے بارے میں پوچھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلْاَئِمَّۃُ مِنَ الْقُرَیْشِ۔"

خلیفہ قریشیوں میں سے ہوگا۔ احادیث و تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں۔

حدیث رسول ﷺ سنتے ہی سب صحابہ کرامؓ نے سر تسلیم خم کرلیا اور اپنے اختلافات ختم کر لئے اور خلافت قریش کو سونپ دی۔ بعد ازاں آپ ﷺ کے دفن کے بارہ میں اختلاف ہوا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

"لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِي دَفْنِهٖ۔"

کسی نے کہا آپ ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا مکہ مکرمہ میں دفن کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کی پیدائش کی جگہ ہے۔ کسی نے مسجد نبوی ﷺ کو ترجیح دی۔ کسی رائے پر اتفاق نہیں ہورہا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث پیش کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا تھا۔

"مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي مَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ۔" (مشکوٰۃ شریف' باب وفات النبی)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں۔ چنانچہ سارا اختلاف ختم ہوگیا۔ پھر غسل کیسے دیا جائے۔ قبر کیسی کھودی جائے۔ یہ اختلاف بھی حدیث رسول ﷺ کے ذریعے ختم ہوئے۔ اسی طرح حضرت فاطمہؓ وراثت کا دعویٰ کرتی ہیں۔ مگر جب حدیث رسول ﷺ

"نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ فَهُوَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَدَقَة۔"

کہ انبیاء کا ورثہ ان کی اولاد پر تقسیم نہیں ہوا کرتا۔ وہ جو کچھ چھوڑیں وہ امت پر صدقہ ہوتا ہے۔ سنتی ہیں تو فوراً اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔

تو خیر اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں کہ اختلاف ہوا۔ حدیث رسول ﷺ سنی تو اختلاف ختم کر دیا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کہ صحابہ کرامؓ حدیث رسول ﷺ سن کر پھر اس کے خلاف عمل کرتے۔ یہاں مجھے ایک اور حدیث یاد آئی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں علاقہ شام کی طرف مسلمان مجاہدین کا لشکر جا رہا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ خود بھی ساتھ تھے۔ راستے میں پتہ چلا کہ وہاں طاعون کی بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ سوچنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟ وہاں جائیں یا نہ جائیں۔ صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تشریف لے آئے۔ ساتھیوں کی باتیں سنی تو فرمانے لگے کہ

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ طَاعُوْنَ اِذَا وَقَعَ وَاَنْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارً مِنْهُ وَاِذَا وَقَعَ وَلَسْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَقْدِمُوْا اِلَيْهَا۔" (بخاری شریف)

میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا ہے کہ جس شہر میں طاعون پھیلی ہوئی ہو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ہوتے ہوئے وہاں طاعون آ جائے تو پھر وہاں سے مت نکلو۔ صحابہ کرامؓ نے حدیث رسول ﷺ سنی تو فوراً سر تسلیم خم کر لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے واپسی کا حکم دے دیا۔ کسی نے کہا۔

"أَفَرَرْتُمْ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ۔"

کیا تم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟ تو حضرت عمرؓ نے جواباً فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَرْنَا مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدْرِ اللّٰهِ۔"

کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

میرے دوستو! ذرا دیکھ لو کہ صحابہ کرامؓ کس طرح حدیث رسول ﷺ پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارے جیسے ہوتے تو جو سمجھ میں آتا کرتے۔ ایک وہ اہلسنت تھے کہ حدیث سنی اور فوراً اس پر عمل کر لیا اور ایک ہم اہلسنت ہیں کہ حدیث سنی تو کہہ دیا کہ چونکہ اس حدیث پر ہمارے امام صاحب کا عمل نہیں تھا۔ لہذا ہمارے لئے قابل عمل نہیں ہے۔ رفع الیدین آمین بالجہر' فاتحہ خلف الامام جیسی اہم احادیث کو صرف اس لئے ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے امامِ صاحب سے ثابت نہیں ہیں۔ گویا کہ جس حدیث کو ہمارے امام صاحب حدیث کہیں گے۔ ہم تو اسی کو مانیں گے۔ دوسری کو نہیں۔ یہ بات کہنا کتنی بڑی جسارت ہے۔ چاہئے تو یہ کہ حدیث صحیح ہو اور اس کو خواہ کوئی پیش کرے۔ فوراً تسلیم کر لیا جائے۔ جن آئمہ کرام کے نام پر ہم اپنا مذہب چلا رہے ہیں اور جن کی تقلید کو ہم نے اپنی نجات کا سرٹیفکیٹ سمجھ رکھا ہے۔ کیا کبھی ان کی تعلیمات اور فرامین کو بھی پڑھ کر دیکھا ہے؟ کیا کوئی ان کا ایسا فرمان ہے کہ انہوں نے کہا ہو کہ حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ دیا کرو اور ہماری باتوں پر عمل کیا کرو۔ دنیا کے تمام مقلدوں کو میرا چیلنج ہے کہ کوئی ایسی بات پیش کریں جس میں انہوں نے حدیث رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بات کو ترجیح دی ہو۔ وہ تو ہمیشہ یہی کہتے آئے ہیں کہ قرآن و حدیث پر ہی عمل کرو۔

آیئے ذرا میں آپ کو آئمہ دین کی طرف لے چلوں۔ جس زمانہ میں یہ پیدا ہوئے ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

"خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والوں کا۔ پھر اس کے بعد والوں کا۔ مطلب یہ ہے کہ میرے صحابہ کرامؓ کا زمانہ تابعین کا زمانہ اور تبع تابعین کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔ نبی پاک ﷺ ۱۱ ہجری کو فوت ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے آخری صحابیؓ ابو طفیلؓ نے ۱۱۰ھ کو وفات پائی۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں ہے کہ تابعین کا زمانہ ۱۸۰ھ تک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کا زمانہ ۱۱ ہجری تک ہے۔ صحابہ کرامؓ کا زمانہ ۱۱۰ھ تک ہے۔ تابعین کا زمانہ ۱۸۰ھ تک ہے اور تبع تابعین کا زمانہ ۲۲۰ھ تک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں فوت ہو گئے۔ امام مالکؒ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں فوت ہو گئے۔ امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں فوت ہو گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں فوت ہو گئے۔ یہی وہ قرون ثلاثہ ہیں جن کے بارہ میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

”خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔“

اب ذرا اس بات پر بھی غور کریں کہ آپ ﷺ نے ان تین زمانوں کو بہترین زمانہ کیوں قرار دیا۔ وہ اس لئے کہ اس زمانہ کے لوگ صرف اور صرف قرآن و حدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ان تین زمانوں کے لوگ سب کے سب اہل حدیث اور اہل سنت تھے۔

پہلے زمانے کے لوگ صحابہ کرامؓ کے واقعات تو میں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں کہ وہ قرآن و حدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔ اب آئمہ کرام کو بھی دیکھ لیں۔ سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کو ہی دیکھ لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِیَّاکُمْ وَالْقَوْلَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالرَّائِ وَعَلَیْکُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ۔"

کہ اے لوگو! دین میں اپنی رائے سے کوئی بات کہنے سے بچو اور سنت کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو شخص سنت سے نکل گیا وہ گمراہ ہو گیا۔

فرماتے ہیں کہ میرا اپنا مذہب وہی ہے جو صحیح احادیث میں منقول ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب "عقد الجید" میں صاحب ہدایہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ

"سُئِلَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اِذَا قُلْتَ قَوْلًا وَکِتَابُ اللّٰهِ یُخَالِفُهٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ فَقِیْلَ اِذَاکَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَالِفُهٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اِذَاکَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ یُخَالِفُهٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ۔" (عقد الجید مترجم ص ۹۴)

کہ امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا گیا کہ جب آپ کا کوئی قول کتاب اللہ کے مخالف ہو تو پھر کیا کریں۔ کہنے لگے کہ جب میرا کوئی قول کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ کا کوئی قول حدیث کے خلاف ہو تو پھر؟ کہنے لگے کہ اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر پوچھا کہ جب صحابہ کرامؓ کے فرمان کے خلاف ہو تو پھر؟ تو فرمانے لگے کہ تب بھی چھوڑ دو۔ "میزان شعرانی" میں تو یہاں تک موجود ہے۔

"اِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاهِرَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطَ۔"

کہ جب تم دیکھو کہ ہمارے اقوال قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو۔

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"لَاأُقَلِّدُ التَّابِعِی لِاَنَّھُمْ رِجَالٌ" وَنَحْنُ رِجَالٌ" وَلَا یُصِحُّ تَقْلِیْدُہٗ۔"

کہ میں کسی تابعی کی تقلید نہیں کرتا۔ کیوں کہ وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں۔ ان کو کوئی وحی نہیں آتی کہ ان کی تقلید کی جائے۔

میرے بھائیو! امام صاحب کے ان فرامین پر ذرا غور کرو کہ کیا فرما رہے ہیں۔ پہلے وہ خود اپنا مذہب بیان کرتے ہیں۔

"اِذَا صَحَّحَ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِی۔"

کہ میرا مذہب صحیح حدیث ہے۔ پھر صحیح حدیث پر عمل کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور کتنے واضح الفاظ میں فرما گئے ہیں کہ جو شخص کتاب وسنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے شخص کی رائے پر عمل کرے گا۔ وہ گمراہ ہو جائے گا۔ گویا کہ وہ قرآن حدیث کے سوا دوسری کسی چیز کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے ان کے زمانہ میں۔

"دَخَلَ شَخْصٌ ا لکُوْ فَۃَ بِکِتَابِ دَانِیَالَ فَکَادَ اَنْ یَقْتُلَہٗ وَقَالُوْا لَہٗ اَکِتَابٌ سِوَی الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِیْثِ۔" (میزان شعرانی)

ایک شخص کوفہ میں حضرت دانیال کی کتاب لے کر آیا تو امام صاحب اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا قرآن وحدیث کے سوا کوئی اور بھی کتاب ہے۔ جس پر عمل کیا جا سکے؟

کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ وہ خود تو قرآن وحدیث پر عمل کریں اور اکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت دیں اور انکے مقلد قرآن و حدیث سے نفرت کریں۔ وہ خود تو اپنے آپکو اہل حدیث کہلوائیں اور ان کے مقلد اپنے آپ کو حنفی کہلوائیں۔ وہ خود تو لوگوں کو اہل حدیث بنائیں۔ (جیسا کہ احناف کی معتبر کتاب ”حدائق الحنفیہ ص ۱۳۵ میں مذکور ہے حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہل حدیث بنایا ہے)

اور ان کے مقلد لوگوں کو مسلک اہل حدیث قبول کرنے سے روکیں۔ وہ خود تو تقلید کی نفی کریں اور ان کے مقلد تقلید کریں۔ یہ عجیب تقلید ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو تو مانا نہ جائے اور دعویٰ یہ کریں کہ ہم ان کے مقلد ہیں۔ حنفی دوستوں کو چاہئے کہ اگر وہ امام صاحب کی تقلید میں مخلص ہیں تو پھر ان کی فرمائی ہوئی بات پر بھی عمل کریں اور تمام اقوال الرجال کو چھوڑ کر صحیح طریقہ سے کتاب و سنت' قرآن و حدیث پر عمل کر کے اہل حدیث بن جائیں۔ آج موجودہ فقہ جس کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور جس کے سینکڑوں مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ ان کو امام صاحبؒ کی طرف منسوب کرنا یہ ان کی توہین ہے۔ نیک اولاد کا کام ہوتا ہے کہ وہ والدین کی عزت کروائے۔ نہ کہ خود برے عمل کر کے ماں باپ کو بدنام کروائے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ امام صاحب اکیلے اہل حدیث ہی نہ تھے بلکہ اہل حدیث گر بھی تھے۔

اب آئیں ذرا امام مالکؒ کی طرف۔ آپ مسجد نبوی ﷺ میں نبی پاک ﷺ کی مسند پر بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے۔ خطبہ دیتے تو فرماتے۔

”مَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَاخُوْذٌ مِنْ کَلَامِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“ (عقد الجید مترجم ص ۱۲۲)

کہ نبی پاک ﷺ کے سوا کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس کے کلام پر مواخذہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو اور جس کو رد نہ کیا جا سکے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص کی بات پر تنقید کی جا سکتی ہے اور ہر شخص کی بات کو رد کیا جا سکتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی کسی بات پر نہ تو تنقید کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کو رد کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کے تمام فرامین صحیح درست اور واجب الاطاعت ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

"اِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیَ الْحَائِطَ۔"

کہ جب میری کوئی بات مخالف حدیث ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر مارو۔ پھر فرماتے ہیں۔

"اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِیْ فَمَا یَصِحُّ مِنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلٰی فَلَاتُقَلِّدُوْنِیْ۔" (عقد الجید ص ۹۵)

کہ اگر کوئی میری بات نبی پاک ﷺ کی صحیح حدیث کے مخالف ہو تو تم میری تقلید کرتے ہوئے میری بات کو ہرگز نہ ماننا بلکہ حدیث رسول اللہ ﷺ پر ہی عمل کرنا۔ کیونکہ

"اِذَا بَلَغَکُمْ خَبَرٌ صَحِیْحٌ یُخَالِفُ مَذْھَبِیْ فَاتَّبِعُوْہُ وَاعْلَمُوْا اَنَّہٗ مَذْھَبِیْ۔"

جب تمہیں کوئی صحیح خبر مل جائے جو میرے مذہب کے خلاف ہو تو تم اس کی اتباع کرنا اور سمجھ لینا کہ میرا مذہب بھی وہی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔

"لَاتُقَلِّدُوْنِیْ وَلَاتُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔" (ص ۱۲۳)

کہ اے لوگو! نہ میری تقلید کرو اور نہ ہی امام مالکؒ کی اور نہ ہی کسی دوسرے امام کی۔ بلکہ دین کے احکامات اور مسائل کتاب و سنت سے حاصل کرو۔ جہاں سے انہوں نے حاصل کیے ہیں۔

میرے بھائیو! آئمہ اربعہؒ نے کتنی وضاحت سے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ سوائے قرآن و حدیث کے اور کسی کی بات قابل اطاعت نہیں ہے۔ اپنی تقلید سے بھی منع کیا ہے اور دوسروں کی تقلید سے بھی۔ لہذا میں اپنے تمام مقلد بھائیوں کی خدمت میں آئمہ کرامؒ کے اقوال کے پیش نظر گزارش کروں گا کہ تقلید شخصی کو چھوڑ کر براہ راست قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اسی میں ہی آئمہ کرامؒ کی تابعداری ہے۔

یاد رکھیے! نبی پاک ﷺ کے ارشادات اور آپ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی بات پیش کرنا اور اس کو واجب العمل سمجھنا یہ نبی پاک ﷺ کی توہین ہے۔ زبان سے تو اقرار کرنا کہ ہم اہلسنت ہیں اور عمل اس کے خلاف کرنا۔ یہ کتنی بڑی خیانت ہے۔ نبی پاک ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی اتباع اور فرمانبرداری اپنے اوپر لازم ٹھہرانا ایسے ہے۔ جیسے ان کو نبی بنانا اور یہ شرک فی الرسالت ہے۔ جیسے خدا کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنے والا مشرک ہے۔ ایسے ہی نبی پاک ﷺ کے سوا کسی دوسرے کی اطاعت کرنے والا مشرک ہے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ بھی اہل حدیث تھے۔ جیسا کہ میں ان کے ارشادات سے واضح کر چکا ہوں۔ اب محدثین عظام ﷺ کو بھی دیکھ لیجئے۔ وہ سارے کے سارے اہل حدیث ہی ہوئے ہیں۔ کوئی ایک بھی ایسا محدث نہیں گزرا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے کسی امام کی تقلید کو اپنے اوپر لازم ٹھہرایا ہو۔ رئیس المحدثین امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اصحاب الرائے کی بے شمار مقامات پر تردید کی ہے۔ آئمہ اربعہ میں سے جس کی بات حدیث کے مطابق تھی اس کو لے لیا اور جہاں مخالف تھی اس کو وہاں چھوڑ دیا۔ قرآن وسنت اور آثار صحابہ کرامؓ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی صوابدید کے مطابق خود مسئلہ بیان فرماتے۔ خواہ کسی کی مخالفت ہو یا موافقت۔ یہی حال دوسرے محدثین کا ہے کہ براہ راست قرآن وحدیث سے ہی مسائل بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد۔

"لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِی ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔" (مشکوۃ شریف جلد دوم باب ثواب ہذہ الذمۃ ۵۸۴ھ)

بعض روایات میں۔

"لَایَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِی مَنْصُوْرِیْنَ۔"

کا لفظ بھی آیا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور مخالفین اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کی تشریح کرتے ہوئے تمام محدثین فرماتے ہیں کہ طائفہ منصورہ اور طائفہ ظاہرین علی الحق جس کو کہا گیا ہے۔ وہ جماعت اہل حدیث ہی ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد علی ابن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ جس جماعت کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے۔

"هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ۔"

وہ جماعت اہل حدیث ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

"اِنْ لَمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ هُمْ۔"

کہ حق پر رہنے والی جماعت اگر اہل حدیث نہیں ہے۔ تو پھر میں نہیں جانتا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کون ہیں؟

حضرت یزید بن ہارونؒ اور حضرت امام ابن المبارکؒ بھی "لاتزال طائفۃ" والی حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جماعت اہل حدیث ہے۔امام علی بن مدینیؒ اور امام احمد بن حنبل دونوں یزید بن ہارون کے شاگرد ہیں۔ان تمام آئمہ کرامؒ کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ خود بھی اہل حدیث تھے اور یہ امام تیسری صدی میں ہوئے ہیں۔ان کے علاوہ آپ احادیث کی کتابیں خصوصاً ترمذی شریف اٹھا کر دیکھیں تو جگہ جگہ اہل حدیث کا ذکر نظر آئے گا۔تفصیل کے لئے علامہ حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت (جو کہ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور پانچویں صدی میں ایک جید اور ممتاز محدث امام کی صورت میں جلوہ افروز ہوئے) کی مشہور کتاب "شرف اصحاب الحدیث" دیکھئے۔جو کہ انہوں نے اہل حدیث کے فضائل ومناقب میں ہی لکھی ہے۔میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان کی کتاب سے ایک حدیث آپ کے سامنے بیان کروں۔

"عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِنَّهُ كَانَ اِذَا رَایَ الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ فِی الْمَجَالِسِ وَاَنْ نُفَهِّمَكُمُ الْحَدِیْثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِیْثِ بَعْدَنَا۔" (کتاب مذکورہ ص ۱۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ جب کسی نوجوان طالب حدیث کو دیکھتے تو فرماتے اے نوجوانو! نبی پاک ﷺ کی نصیحت پر تمہیں مبارک ہو۔کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی مجلسوں میں کشادگی کے ساتھ تمہیں جگہ دیں اور تمہیں حدیثیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھائیں۔ کیونکہ تم ہمارے خلیفہ ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہل حدیث ہو۔ یہی امام صاحب اپنی کتاب "تاریخ بغداد" جلد ۳ میں حضرت انسؓ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ مَابَيْنَ يَدَيَ اللّٰهِ وَمَعَهُمُ الْمَحَابِرُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ كُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔"

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل حدیث جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونگے تو ان کے کثرت درود لکھنے اور پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث پڑھتے وقت طالب علم کو ایک ایک حدیث میں تین تین چار چار دفعہ درود شریف پڑھنا ہوتا ہے۔ جو کہ سبق پورا ہونے تک سینکڑوں تک پہنچ جاتا ہے۔

میرے بھائیو! ان روایات کے پیش نظر میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ تقلید کو خیر باد کہہ کر آج ہی پکے سچے اہل حدیث بن جائیں۔

اب آیئے ذرا پانچویں صدی ۴۷۰ھ میں طلوع ہونے والے چھٹی صدی ۵۶۱ھ میں غروب ہونے والے علم و فضل کے آفتاب کی طرف جن کی شخصیت مسلمہ بین الطرفین ہے۔ بلکہ جن کا نام لے کر ایک خاص گروہ اپنے پیٹ کی پوجا کر رہا ہے۔ (میری مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں) اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"وَاجْعَلْ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ اَمَامَالَكَ وَانْظُرْ فِيْهِمَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِتَامُلٍ وَتَدَبُّرٍ وَاعْمَلْ بِهِمَا وَلَا تَغْتَرَ بِالْقَالِ وَالْقِيْلِ وَالْهَوَسِ۔"

کہ صرف قرآن وحدیث اور کتاب وسنت کو ہی اپنا امام بناؤ اور غور وتدبر سے ان دونوں کو پڑھا کرو اور ان پر ہی عمل کیا کرو اور کسی کے قول وقیاس رائے پر نہ چلو۔

"لَيْسَ لَنَا نَبِىْ غَيْرُه' فَنَتْبَعَه' وَلَا كِتَابٌ" غَيْرَ الْقُرْاٰنِ فَنَعْمَلَ بِهٖ فَلَا تَخْرُجْ عَنْهُمَا فَتَهْلِكْ" فَيُضِلَّ هَوَاكَ وَالشَّيْطَانُ۔"

نبی پاک ﷺ کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں ہے۔ جس کی ہم اتباع کریں۔ قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ جس پر ہم عمل کریں۔ اگر تو نے قرآن وحدیث کے سوا کسی اور چیز کی طرف رخ کیا تو ہلاک ہو جائے گا۔ خواہش نفس اور شیطان تجھے گمراہ کر دیں گے۔

"وَالسَّلَامَةُ" مَعَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْهِلَاكُ مَعَ غَيْرِ هِمَا يَرْتَقِي الْعَبْدُ اِلٰى حَالَةِ الْوِلَايَةِ۔"

سلامتی صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے میں ہے اور ان دونوں کے سوا کسی دوسری چیز پر عمل کرنے میں ہلاکت ہے۔ یاد رکھئے! مقام ولایت قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف رخ نہ کیا جائے اور عمل کیلئے کتاب وسنت کو ہی کافی سمجھا جائے اور آپ کے کسی امتی کے قول کو آپ ﷺ کی حدیث کے سامنے پیش نہ کیا جائے۔ حضرت شیخ صاحب اپنی دوسری کتاب "غنیۃ الطالبین" ص ۸۵ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک ؐ کے طریقہ پر چلنے والی جماعت ہی فرقہ ناجیہ ہے۔

"وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّتِ وَالْجَمَاعَةِ۔"

اور فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کا گروہ ہے۔

"فَاَهْلُ السُّنَّةِ طَائِفَةٌ وَّاحِدَةٌ۔"

اور وہ ایک ہی گروہ ہے۔

"وَمَا اسْمُهُمْ اِلَّا اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔"

اور ان کا نام اہل حدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"مَا سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" اور "مَااتَّفَقَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو سنت اور صحابہؓ کے اجماع کو جماعت کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کتاب وسنت پر عمل کرے وہ اہل سنت ہے اور جو اس سے باہر نکلے وہ قطعاً اہل سنت نہیں ہے بلکہ بدعتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

"وَاعْلَمْ اَنَّ لِاَهْلِ الْبِدَعِ عَلَامَاتٌ يُعْرَفُوْنَ بِهَا۔"

کہ بدعتیوں کی کئی نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔

"فَعَلَامَةُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الْوَقِيْعَةُ فِي اَهْلِ الْاَثَرِ۔"

ایک نشانی ان کی یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو گالیاں دیتے ہیں۔

"عَلَامَةُ الزَّنَادِقَةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ بِاطْشَوِيَةِ وَ يُرِيْدُوْنَ اِبْطَالَ الْاٰثَارِ وَعَلَامَةُ الْقَدْرِيَّةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ مُجْبِرَةٌ وَعَلَامَةُ الْجَهْمِيَّةِ تَسْمِيَتُهُمْ اهل السنة مشبة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلامةالرافضية تسميتهم اهل الاثر ناصبة وَكُلُّ ذَالِكَ عَصَبِيَّةٌ وَغَيَاظٌ لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا اِسْمَ لَهُمْ اِلَّا اِسْمٌ وَاحِدٌ وَهُوَ اَصْحَابُ الْحَدِيْث۔"(غنیۃ الطالبین ص۸۰)

زندیق فرقے کی نشانی یہ ہے کہ وہ جماعت اہل حدیث کا نام حشویہ رکھتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ لوگ حدیثوں پر عمل نہ کریں۔ قدریہ فرقے کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کا نام شرارت سے مجبرہ رکھتے ہیں۔ رافضی فرقے کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کا نام ناصبہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ سب نام غلط ہیں اور اہل حدیث پر محض افترا ہیں جو کہ ہٹ دھرمی، حسد و بغض اور تعصب رکھنے کے سبب باندھے جاتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ ان کا نام صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اہل حدیث۔

"وَلَا يَلْتَصِقُ بِهِمْ مَالَقَّبَهُمْ بِهِ اَهْلُ الْبِدَعِ۔"

یہ بدعتی ٹولہ اہل حدیث کو خواہ کچھ ہی کہے اور ان کے الٹے الٹے نام رکھے مگر اہل حدیث کا کچھ نہیں بگڑتا۔

"كَمَا لَمْ يَلْتَصِقْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْمِيَةِ كُفَّارِ مَكَّةَ سَاحِرًا وَّشَاعِرًا وَّمَجْنُونًا وَّ مَفْتُوْنًا وَّكَاهِنًا۔"

جس طرح کفار مکہ نے نبی پاک ﷺ کے بہت سے نام رکھ لئے تھے جادوگر، شاعر، دیوانہ، مفتون، کاہن اور آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگڑا تھا۔(غنیۃ الطالبین ص ۸۰)

میرے دوستو اور عزیزو! پیر صاحب کے ان ارشادات سے آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ ان کا مذہب کیا تھا۔ خدا کی قسم تعصب اور حسد کی عینک اتار کر اگر آپ سوچیں گے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ وہ اہل حدیث تھے۔ وہ لوگ جو آج کل [illegible] کو اہل سنت اور عاشق رسول کہتے ہیں مگر اہل حدیث کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٹے الٹے اور نئے نئے نام رکھتے ہیں کہ یہ نجدی ہیں۔ یہ گستاخ رسول ہیں۔ یہ بدمذہب ہیں یہ غیر مقلد ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ حضرت شیخ صاحب کا انکے بارہ میں کیا فتویٰ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کو برا کہنے والے ان کی بدگوئی اور عیب جوئی کرنے والے بدعتی ہیں۔ یہ فتویٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"لَایَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَومًا وَّلَا صَلٰوۃً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًا وَّلَا عُمْرَۃً وَلَاجِهَادً ویَخْرُجُ مِنَ الْاسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعِجِيْنِ۔" (ابن ماجه)

کہ اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے' نہ نماز' نہ زکوۃ' نہ خیرات' نہ حج' نہ عمرہ اور نہ جہاد۔ بلکہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے۔ جیسے آٹے سے بال نکل آتا ہے۔ بدعتی آدمی کا جنازہ پڑھنے کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی۔

میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اپنی بدعات کو چھوڑ کر اور اہلحدیث کے خلاف غلط پروپیگنڈے بند کر کے صحیح طریقہ سے اہل سنت بن جائیں۔ بدعتی آدمی کبھی بھی اہل سنت نہیں بن سکتا۔ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہلوائے گا تو سہی مگر حقیقت میں وہ اہل سنت نہیں بن سکتا۔ حقیقی اہل سنت وہی ہے جو اہل حدیث ہے اور اہل حدیث کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اہل حدیث تھے۔ خود بھی قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو بھی قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ جو کہ آٹھویں صدی کے امام ہیں۔ اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں

"یَومَا نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاَمَامِهِم۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت لکھتے ہیں کہ

"هٰذا فَخرٌ لِاَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ اَمَامَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

کہ یہ بات اہل حدیث کے لئے قابل فخر ہے کہ ان کے امام قیامت کے دن نبی پاک ﷺ ہوں گے۔

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

"مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مَذْهَبٌ مَعْرُوْفٌ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ اَبَا حَنِيْفَةَ وَمَالِكًا وَشَافِعِيًّا وَاَحْمَدَ وَخَلَفَ ذَالِكَ كَانَ مُبْتَدِعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ."

کہ اہل سنت والجماعت ایک مشہور مذہب ہے اور اس وقت سے چلا آ رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کو پیدا بھی نہیں کیا تھا اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہوگا۔

حضرت سلطان باہوؒ جو آج سے چار سو سال پہلے ہو چکے ہیں۔ اپنی کتاب "محک الفقر" میں فرماتے ہیں کہ جن کے دل میں ذکر اللہ اور زبان پر مطلق قال اللہ وقال الرسول ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں اور دنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔ اپنی سی حرفی میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

پڑھ پڑھ علم کرن تکبر حافظ کرن وڈیائی ہو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہو
ساون ماہ دے بدلاں وانگوں پھرن کتاباں چائی ہو
دوہیں جہانیں مٹھے باہوں جنھاں کھادی ویچ کمائی ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کل کے حافظ اور مولویوں کا عالم یہ ہے کہ جیسا کھانا ہو ویسا ختم پڑھتے ہیں۔ حلوے اور گوشت پر تو لمبی لمبی سورتیں اور دال روٹی پر چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر ختم دیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب کے اس ارشاد کے پیش نظر خود ہی سوچ لیں کہ اس شعر کے مصداق کون سے لوگ ہیں۔ ہم سے تو کسی نے ختم پڑھوایا ہی نہیں ہے اور نہ ہی ہم اسے جائز سمجھتے ہیں۔ اس سے مراد وہی لوگ ہیں۔ جو ختم کے بہانے لوگوں کا مال ہڑپ کرتے ہیں۔

تو خیر حضرت سلطان باہوؒ کا کلام بھی مسلک اہل حدیث کی تائید کرتا ہے۔

حضرت بلھے شاہ قصور والے اپنے کلام میں مسلک اہل حدیث کی ترجمانی میں رقمطراز ہیں:

علم پڑھیاں اشراف نہ ہوون جیہڑے ہوون اصل کمینے
تے پتل کدے سونا نہیں بندا بھانویں جڑیئے لعل نگینے
شوم کدے سخی نہیں ہوندا بھاویں ہوون لکھ خزینے
بلھیا باجھ توحید نجات نہیں ہوندی بھانویں مریئے وچ مدینے

کہ جب تک انسان توحید خداوندی پر دل و جان سے ایمان نہ لائے اس وقت تک وہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کے ہاں نجات نہیں پا سکتا۔

حضرت بابا فریدؒ پاکپتن والے اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اٹھ فریدا ستیا تیری ڈاہڈے نال پریت
دنیا ساری سوں گئی اے توں چل ہن میت
کوک فریدا کوک راکھا جیویں جوار
جد تک ٹانڈا پکے نہ توں کردا رہ پکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اے فرید تیرا تعلق اور واسطہ ایک بہت بڑی ذات خداتعالیٰ کے ساتھ ہے۔تو اس کی رضاجوئی کیلئے رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کر اور اس وقت تک خداتعالیٰ کے آگے سجدہ ریز رہ اور گڑگڑاتا رہ جب تک تجھے اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ دیکھ لیجئے! کتنا بڑا تضاد ہے۔ بابا صاحبؒ تو خداتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عبادت الٰہی کو اپنا ذریعہ بنائیں اور ہم بابا صاحبؒ کو ماننے والے کبھی مسجد کا رخ بھی نہ کریں۔ بابا صاحب کے ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب وسنت' قرآن وحدیث ہی انسان کیلئے راہ نجات ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔

"وَلَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰى رَجُلٍ اُعْطِيَ اَنْوَاعًا مِّنَ الْكَرَامَاتِ حَتّٰى يَتَرَبَّعَ فِي الْهَوَآءِ اَوْمَشٰى عَلَى الْمَاءِ لَا تَغْتَبِرُوْا بِهٖ حَتّٰى تَنْظُرُوْا كَيْفَ تَجِدُوْنَهٗ۔"

کہ اگر تم کو کوئی ایسا شخص نظر آئے جو تمہاری نظر میں بے شمار کرامات سے نوازا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑ سکتا ہے یا پانی کی سطح پر چل سکتا ہے۔ تو بھی اعتبار نہ کرو اور نہ ہی اس کی کرامات کے قائل ہو۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ امر ونہی حفظ حدود شرعی میں کیسا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان کی زندگی کتاب وسنت کے مطابق ہے تو اس کو ولی تسلیم کرو ورنہ انکار کر دو۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔

"طُرُقٌ اِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ وَكُلُّهَا مَسْدُوْدَةٌ عَلَى الْخَلْقِ اِلَّا عَلٰى مَنِ اقْتَفٰى اَثَرَ الرَّسُوْلِ۔"

کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے مخلوق خدا کی سانسوں کی مقدار کے برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مگر یہ تمام اس وقت تک بند ہیں۔ ہر شخص پر جب تک کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے نقش قدم پر نہ چلے۔

حضرت ابو حفص کبیر حدادؒ فرماتے ہیں۔

”مَنْ لَمْ يَزِنْ اَحْوَالَهُ وَاَقْوَالَهُ وَاَفْعَالَهُ بِمِيزَانِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَمْ يَتَّهِمْ خَوَاطِرَهُ فَلَا تَعُدُّوْهُ فِي دِيْوَانِ الرِّجَالِ۔“

کہ جو شخص اپنے اقوال احوال اور افعال کو کتاب و سنت کے مطابق نہیں رکھتا اور خواہشات کی اتباع کو برا نہیں سمجھتا۔ اسے آدمیوں کی فہرست میں مت شمار کرو۔ (یہ تمام حوالے شاہ ولی اللہؒ کی کتاب ”البلاغ المبین“ کے ہیں)

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ غیر اللہ کی محبت دل سے نکالنے کے لئے اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کیجئے۔

میرے بھائیو! پہلی صدی سے کر آج تک جتنے بھی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے حالات زندگی پڑھ کر دیکھیں تو آپ کو یہ چیز نمایاں نظر آئے گی کہ وہ کتاب وسنت کو ہی اپنے لئے معیار حق اور نجات اخروی کا سبب سمجھتے تھے۔ کوئی بزرگ بھی ایسا نہیں ہے۔ جس نے یہ کہا ہو کہ ہماری اتباع اور فرمانبرداری کرو۔

مسلمانوں پہ واجب ہے کہ لیویں راہ پیغمبر
کریں ہمیشہ عمل اپنا احادیث و قرآں پر
نہ لیں کسی کا قول جب ملے فرمان آں سرور
اماموں نے بھی ایسے ہی کہا ہے متفق ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں سے نہ منہ پھیرو عمل ان پر سنوارو تم
خلاف ان کے ہمارا قول ہو تو پھینک مارو تم

لیکن افسوس ہے آج کے مسلمان پر۔ کہلوانا تو اہل سنت' مگر سنت سے نفرت' کہلوانا تو متبع رسول ﷺ مگر اتباع کرنی کسی دوسرے کی کہلوانا تو آئمہ کرامؒ اور اولیاء کرامؒ کے تابعدار اور فرمانبردار مگر کرنی نافرمانی۔ دعویٰ کچھ عمل کچھ۔ یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ تمام صحابہؓ تمام محدثین اور تمام اولیاء اللہ دعوت دیں کہ کتاب وسنت پر عمل کرو۔ مگر ہم کہیں نہیں نہیں کتاب وسنت کی بجائے ہم فقہ پر عمل کریں گے۔ اتباع رسول کی بجائے۔

''یجب علینا تقلید امامنا''

ہم اپنے امام کی تقلید کریں گے۔

یاد رکھئے! یہ سراسر بد دیانتی اور ناانصافی ہے اور نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشمنی ہے۔ میں آپ سے التماس کروں گا کہ حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی کہلوانے کی بجائے اپنے آپ کو محمدی کہلوائیں۔ تقلید شخصی کا پٹہ گردن سے اتار کر براہ راست قرآن وحدیث پر عمل کر کے حقیقی اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں وہ مذہب قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ تمام بزرگان دین نے جس کی طرف توجہ دلائی ہے۔

''واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیتیسواں وعظ

تذکرہ علمائے اہلحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نُؤمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰی فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ" يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔"

(پ ۴ سورۃ آل عمران)

ترجمہ:- اور چاہئے کہ ہو تم میں سے ایک جماعت جو بلائے طرف بھلائی کی اور حکم کرے نیکی اور منع کرے برائی سے اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

دوستو اور بزرگو! السلام علیکم!

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ ''تذکرہ علمائے اہل حدیث''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا دل چاہتا ہے کہ آج میں اپنی جماعت کے ان مایہ ناز بزرگوں کا ذکر کروں جو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ہمیں داغ مفارقت دے کر عالم جاوداں کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ خیال مجھے اس لئے آیا کہ پچھلے دنوں مجھے ردی میں کچھ پرانے اخبار اور اشتہار ملے۔ جن کو دیکھتے ہوئے۔ میری نظر کے سامنے ایک بہت پرانا اشتہار آ گیا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ "جلسہ تقسیم اسناد جامعہ محمدیہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔ زیر صدارت سید محمد داؤد غزنوی' امیر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان۔ نیچے علماء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب' ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی' مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب روپڑی' حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی' مولانا حافظ اسماعیل صاحب ذبیح' مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب کامونکی' مولانا محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی' مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی' مولانا احمد دین صاحب گکھڑوی' مولانا علی محمد صاحب صمصام۔ مولانا ابراہیم صاحب خادم۔

اشتہار پڑھ کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے۔ "اناللہ وانا الیہ راجعون۔"

یہ سب بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ چکے ہیں۔ یقین جانیے اشتہار پکڑ کر کافی دیر تک میں محو استغراق اپنے ایک ایک عالم کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ علماء جو کل ہمارے اسٹیج کی زینت تھے آج کہاں چلے گئے۔

دل نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ آج میں اپنی معلومات کے مطابق اپنے ان علماء کا ذکر ہی کر دوں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا کریں کہ اللہ ہمارے ان اسلاف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کا صحیح معنوں میں جانشین بننے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہر دور میں اپنے کچھ نہ کچھ بندوں کا انتخاب فرمایا ہے۔جنہوں نے توفیق خداوندی سے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو اسی مشن کی تکمیل کے لئے۔صحابہ کرامؓ بھی اسی مشن کی تکمیل کے لئے سرگرداں رہے۔تابعینؒ تبع تابعینؒ آئمہ کرامؒ محدثین عظامؒ سب نے اپنے اپنے دور میں خداتعالیٰ کے دین کی اشاعت میں اپنی اپنی زندگیاں صرف کردیں۔رات دن ایک کر کے احادیث کو اکٹھا کیا۔کھرے اور کھوٹے کو الگ کر کے ہمارے سامنے پیش کردیا۔تاکہ ہمیں صحیح دین تلاش کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔جس زمانہ میں یہ بزرگ پیدا ہوئے ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جس کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

"خَيْرُالْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ."

جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ لوگ آتے رہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرتے ہوئے رخصت ہوگئے۔لیکن یاد رکھئے یہ سب لوگ خود بھی قرآن وحدیث کے عامل تھے اور دعوت بھی قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی دیتے تھے۔لوگوں کے سامنے صرف ایک ہی چیز پیش کی کہ زندہ رہو تو متبع سنت بن کر زندہ رہو۔بدعات اور غلط رسوم کو دین میں داخل نہ کرو۔خدا کے نزدیک وہی شخص کامیاب وکامران ہے اور اسی کا ایمان بہتر ہے۔ جو صرف اور صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرے۔حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا۔

"اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا؟"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بتاؤ بہترین ایمان کن کا ہے؟ صحابہ کرامؓ کہنے لگے فرشتوں کا آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔"

کہ ان کا تو ہونا ہی ہونا ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے پاس رہتے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور بتاؤ۔ صحابہ کرامؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ پھر افضل ایمان انبیاء کا ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يُنْزَلُ عَلَيْهِمْ۔"

وہ تو ہیں ہی کیوں ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور بتلاؤ۔ صحابہ کرامؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ پھر ہم ہی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ۔"

تم تو ہو ہی اس لئے کہ میں خود تم میں موجود ہوں۔ فرمایا سنو!

"اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ" يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا۔"

ساری مخلوق میں سے سب سے افضل ایمان ان کا ہے۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے بلکہ میرے بعد آئیں گے۔ مجھے انہوں نے دیکھا نہیں ہوگا۔ مگر مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری تصدیق کریں گے۔ قرآن وحدیث انکے پاس ہوگا۔ ان کی ورق گردانی سے جو کچھ انکو ملے گا۔ اس پر عمل کریں گے۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۸۴)

یہ حدیث میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ عنداللہ وہ لوگ بہترین ہیں جو نبی پاک ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ براہ راست قرآن مجید اور حدیث کو ہی اپنا مدعا سمجھتے ہیں۔ اقوال رجال کے پیچھے نہیں لگتے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیجئے کہ تقلید شخصی نہیں کرتے۔ دور حاضر میں اس حدیث کی مصداق اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت اہل حدیث ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا نبی پاک ﷺ کی احادیث کو بنا رکھا ہے اور لوگوں سے تعلق توڑ کر نبی پاک ﷺ سے قائم کر رکھا ہے۔ جب کہ دوسری جماعتیں یا تو اپنے آپ کو کسی امام کی طرف منسوب کرتی ہیں۔ یا کسی شہر کی طرف۔ میری بات پر یقین نہ آئے تو آپ پوچھ کر دیکھ لیجئے کہ آپ کون ہوتے ہیں۔ جواب ملے گا میں حنفی ہوں' میں شافعی ہوں' میں حنبلی ہوں' میں مالکی ہوں' میں دیوبندی ہوں' میں بریلوی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

کتنی حیرانی کی بات ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو کسی غیر کی طرف منسوب کرے۔ اس کو تو اہل سنت سمجھا جائے اور جو کوئی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف یا قرآن و حدیث کی طرف منسوب کرے۔ اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے پہلے انبیاء علیہم السلام کو منتخب فرمایا۔ پھر یہ شرف صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور تبع تابعین کو بخشا۔ جنہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے اس کو بام عروج تک پہنچایا۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ جس جس نے بھی دین کے لئے کام کیا وہ مسلک کے اعتبار سے جماعت اہل حدیث سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ اب بھی اس دور میں جو لوگ صحیح معنوں میں قوم کے سامنے دین اسلام پیش کر رہے ہیں وہ علمائے اہل حدیث ہی ہیں۔ برصغیر میں قرآن و حدیث کی اشاعت کے سلسلہ میں جب آپ تاریخ کا مطالعہ کریں گے۔ تو سرفہرست آپ کو خاندان شاہ ولی اللہ نظر آئے گا۔ جنہوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ ۱۱۹۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ کے سب سے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالغنی کے گھر شاہ اسماعیل شہیدؒ کو پیدا فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے چچا شاہ عبدالعزیز سے علم قرآن و حدیث حاصل کیا۔ حق و باطل کے امتیاز کے بعد اپنے گردوپیش میں پھیلے ہوئے بگاڑ کو دیکھ کر بڑے مضطرب ہوئے۔ نظام کفر و بدعت کے خلاف بھرپور جہاد کے لئے سر کفن ہو کر میدان میں نکلے۔ مواعظ و خطبات کا سلسلہ جاری کیا۔ جس کے نتیجہ میں لوگوں کے دل و دماغ قرآن و حدیث کے نور سے منور ہونے لگے اور کفریہ عقائد اور غلط رسوم و رواج کو ترک کر کے مکمل قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے بنتے گئے۔ دھلی کی جامعہ مسجد سے بلند ہونے والی آواز حق سے دہلی کے درودیوار گونج اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان سے نکلنے والے پیغام کو بے شمار لوگوں کی ہدایت کا سبب بنا دیا۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں میں شاہ صاحب کی تقریر سے متاثرہ طوائفوں کی توبہ کا واقعہ بھی آپ کے گوش گزار کرتا چلوں۔

یہ واقعہ مرزا حیرت دہلوی نے حیات طیبہ سوانح شاہ اسماعیل شہید میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ شاہ جی نے بازار میں چند عورتوں کو زرق برق لباس پہنے ہوئے بے پردہ جاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ناچنے گانے والی فاحشہ عورتیں ہیں جو اپنی عصمت بیچ کر دولت کماتی ہیں۔ پوچھنے لگے کہ ان کا عقیدہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ مسلمان۔ سن کر تڑپ اٹھے' تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غم سے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ "اے اسماعیل تیرے سامنے مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری میں مصروف ہوں اور تو ان کو سمجھائے نہ کل قیامت کو خدا کے سامنے کیا منہ دکھلاؤ گے؟

یہ سوچ کر ارادہ کرلیا کہ ان کو جا کر تبلیغ کروں گا۔ دوستوں نے مشورہ دیا کہ حضرت وہاں نہ جائیں۔ دشمنوں کو موقع مل جائے گا۔ وہ آپ کو بدنام کرنے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے کہ اسماعیل بھی کنجریوں کے پاس جاتا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ عزت و ذلت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ میں تو اپنا فریضہ ادا کرنے کے لئے ایک دفعہ ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ شاید میری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے دے اور وہ اس برائی سے رک جائیں۔ چنانچہ شام کے وقت بھیس بدل کر اور فقیروں جیسا لباس پہن کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بازار میں پہنچ گئے۔ جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک لونڈی نکلی۔ پوچھنے لگی کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ تمہاری مالکہ کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ کہنے لگی کہ تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ جاؤ اور اپنا کام کرو۔ وہ تم جیسے فقیروں سے ملنا تو درکنار بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی۔ کہنے لگے کہ جاؤ اور اس سے کہو کہ دروازے پر ایک فقیر تمہیں ایک پیغام دینے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ لونڈی اندر گئی اور جا کر کہنے لگی کہ ایک فقیر تمہیں باہر دروازے پر بلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ مالکن کہنے لگی جاؤ اس کو اندر بلا لاؤ۔ اجازت ملنے پر شاہ جی ان طوائفوں کے بالاخانے پر پہنچ گئے اور بڑا عجیب منظر دیکھا۔ جسے کسی نے نظم کی صورت میں یوں بیان کیا ہے [illegible]

سرود و رقص برپا تھا ہوس آموز منظر تھا
طوائف زادیاں پہلیوں میں تن کے بیٹھی تھیں
وہ سب کی سب محفل کی زینت بن کے بیٹھی تھیں
سماں باندھے ہوئے تھا پاؤں کی جھنکار کا جادو
فضا میں گھل رہا تھا طبلہ و ستار کا جادو

تمام کنجریاں رقص و سرود کی محفل لگا کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ شاہ جی کو دیکھتے ہی بڑی کنجری حیرانگی کے عالم میں کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی سرکار خیر تو ہے۔ آج کیسے تشریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوری ہوئی؟ شاہ جی نے فرمایا۔

ضروری کام تھا جس کے لئے خود ہی چل کے آیا ہوں
تمہارے واسطے چھوٹا سا اک پیغام لایا ہوں
یہ طبلہ اور سارنگی تم تو روز سنتی رہتی ہو
اور ان جادو بھرے نغمات پہ سر دھنتی رہتی ہو

کہ تمہیں آج میں ایک پیغام دینے کیلئے آیا ہوں۔ اس کو ذرا دھیان سے سننا۔ تمام عورتیں ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گئیں۔

شاہ جی نے قرآن پاک کی آیات اور اس کا ترجمہ بیان کرنا شروع کیا۔ جس میں دنیا فانی کی حقیقت کو آشکارا کیا۔

بیان کی آپ نے پھر حقیقت دنیا فانی کی
عیاں کی بے ثباتی دہر کے حسن و جوانی کی
بہار زندگانی پر خزاں کا دور دکھلایا
جہاں کے مال و دولت کا بدلتا طور دکھلایا
سروں پر دندناتی موت کی تصویر دکھلائی
ہلاکت ہر نفس کے ساتھ دامن گیر دکھلائی
پھر اس کے بعد کھینچا موت کی سکرات کا نقشہ
دکھایا قبر کی تنہا اندھیری رات کا نقشہ
وہ نقشہ جب عزیز و اقارب منہ موڑ لیتے ہیں
زن فرزند بھی الفت کے رشتے توڑ لیتے ہیں
جہاں راتوں کی تنہائی سے اک وحشت برستی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں کی خاک بھی سورج کی صورت کو ترستی ہے
پھر دکھایا شاہ نے منظر تماشہ گاہ محشر کا
عیاں ہونے لگا احوال پرستش ہائے داور کا
وہ پھٹنا آسماں کا چاند کا بے نور ہو جانا
ستاروں کا فلک سے جھڑکے کافور ہو جانا
سورج کی تمازت سے زمیں کا آگ ہو جانا
چٹانوں کا چٹخنا اور پگھل کے جھاگ ہو جانا
فلک کا تھرتھرا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے رہ جانا
پہاڑوں کا زمیں پر ریت کی مانند بہہ جانا

فرمانے لگے کہ یہ دنیا ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی اور ہر ایک موت کے منہ میں چلا جائے گا۔ یہ کوٹھیاں' بلڈنگیں' مال و دولت سب کا سب یہیں رہ جائے گا۔ سوائے نیک اعمال کے اور کوئی چیز بھی ساتھ نہیں جائے گی۔ وہ عزیز و اقارب جو ایک منٹ کے لئے بھی انسان سے جدا نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اپنے ہی ہاتھوں قبر کی اندھیری کوٹھری میں چھوڑ آئیں گے۔ پھر قیامت کے دن سب کے سب خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ جہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ وہ زانی مرد اور عورتیں جو توبہ کے بغیر مر گئے ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ فرمانے لگے کہ تم جب خدا کے ہاں جاؤ گی تو کس منہ سے جاؤ گی۔ عدالت خداوندی میں اپنے اس برے فعل پر کیا جواب دو گی؟

شاہ صاحب کی تقریر کا اللہ پاک نے ان کے دل و دماغ پر کچھ اس قسم کا اثر پیدا کیا کہ وہ سب زار و قطار سسکیاں بھر کر رونے لگیں۔ کہنے لگیں کیا ہماری توبہ کی کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت نکل سکتی ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں!۔

"مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔" (پ۵ سورۃ النساء)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص برائی کرکے یا اپنے نفس پر زیادتی کرکے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا پائے گا۔ نبی پاک ﷺ کا بھی فرمان ہے۔ کہ:

"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ۔"

توبہ کرنیوالا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو' فرمایا کہ

تائب کی یوں پلٹ جاتی ہے کایا
گویا اس سے کوئی جرم ہونے ہی نہیں پایا
اٹھو اللہ کے انعام سے اپنی جھولیاں بھر لو
یہ گھڑی پھر نہیں آئے گی فکر عاقبت کر لو

شاہ صاحب نے فکر و آخرت اور فضیلت توبہ پر تقریر کرنے کے بعد تمام کسبی عورتوں کو رغبت دی کہ اٹھو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش طلب کرلو۔

پھر آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے۔

کہ الٰہی اے مولا دلوں کے پھیرنے والے
زمین و آسمان کی وسعتوں کو گھیرنے والے
میں تیری بارگاہ میں کچھ گناہ گار لایا ہوں
تیری بخشش کی خاطر یہ سیاہ کار لایا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوندا تیرے دربار میں ان کو جھکایا ہے
جو میرا کام تھا وہ میں نے کر دکھایا ہے
اب اس کے بعد تیرے ہاتھ ہے اصلاح کار ان کی
الٰہی سن پکار ان کی الٰہی سن پکار ان کی

کہ یااللہ جو میرا کام تھا وہ میں نے کر دیا ہے اب ہدایت دینا تیرا کام ہے۔ وہ تو دے دے اور ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لے۔

شاہ صاحب دعا سے فارغ ہوئے تو تمام کسبی عورتیں اٹھیں اور باوضو ہو کر خداتعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر صحیح قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کرنے لگیں۔ مورخ لکھتا ہے کہ ان میں جتنی جوان عورتیں تھیں انہوں نے تو نکاح کر لیے اور جو بوڑھی اور عمر رسیدہ تھیں انہوں نے محنت مزدوری سے اپنی گزران شروع کر دی۔

تو وہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں دین اسلام کی شمع روشن کرنے میں خاندان شاہ ولی اللہ کا نام سرفہرست ہے۔ آج وہ کونسا گھر ہے۔ جس میں ان کے ترجمہ کئے ہوئے قرآن مجید موجود نہیں۔ ان کے درس و تدریس تصنیف و تالیف اور وعظ و نصیحت سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج بدعتی شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ذات پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور نہ جانے کیا سے کیا باتیں بناتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے صحیح معنوں میں کتاب و سنت کو لوگوں کے سامنے پیش کیوں کیا؟ اور کفر و شرک' غلط رسم و رواج اور بدعات کی تردید کیوں کی۔

میرے بھائیو! شاہ صاحب کی ذات پر کیچڑ اچھالنا' کوئی نئی بات نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ان کے زمانہ میں بھی پیٹ کے پجاری ملاؤں نے جب شاہ صاحبؒ سے شرک کی تردید' قبروں پر چڑھاوے کی وعید' تعزیوں کی حرمت اور نذر لغیر اللہ پر تنقید سنی تو سیخ پا ہو گئے اور انہوں نے متفقہ طور پر شاہ صاحب کی تقریر بند کروانے کیلئے بے شمار لوگوں کے دستخط کروا کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں درخواست پیش کر دی۔ جس پر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے متاثر ہو کر وعظ کے متعلق حکم امتناعی جاری کر دیا۔ بدعتی بڑے خوش ہوئے مگر شاہ صاحب نے مجسٹریٹ کو ایک خط لکھا۔ جس میں تقریباً اسی وجوہات ایسی لکھیں کہ اگر وعظ بند ہو گیا تو یہ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ ریذیڈنٹ نے خط پڑھا تو معاملہ سمجھ گیا اور سابقہ حکم امتناعی منسوخ کر کے باقاعدہ وعظ کا تحریری اجازت نامہ جاری کر دیا۔ مخالفین کی تدبیریں فیل ہو گئیں۔ وہ اس تاک میں ہو گئے کہ کوئی موقع ملے تو اس سے انتقام لیا جائے۔ اسی دوران شاہان مغلیہ کے تبرکات کا واقعہ پیش آ گیا۔ جسے جامع مسجد سے قلعہ معلّٰی میں منتقل کرنا تھا۔ خدام پالکی میں رکھ کر تبرکات کو لے جا رہے تھے۔ جہاں سے گزرتے لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ مگر شاہ صاحب اپنے ساتھیوں سمیت مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھے رہے اور کسی قسم کی تعظیم نہ کی۔ خدام کو بڑا غصہ آیا۔ انہوں نے جا کر بادشاہ وقت اکبر کو شاہ صاحب کے خلاف بڑا بھڑکایا کہ اس نے تبرکات کی بڑی توہین کی ہے۔ بادشاہ بڑا برہم ہوا' اس نے شاہ صاحب کو بلا بھیجا۔ شاہ صاحب تشریف لے گئے اور جا کر مسنون طریقہ سے سلام کیا۔ بادشاہ نے سلام کا جواب دے کر اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا۔ دوران گفتگو آپ کے خاندان کے علو مرتبت کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے آپ کے متعلق کئی افواہیں سنیں ہیں۔ جن کی تصدیق کے لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ پھر تبرکات والے واقعہ کا ذکر کر کے کہنے لگا کہ آپ کے خیالات کچھ اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برا نہیں سمجھتے۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں پہلے کلمہ طیبہ پڑھا۔ پھر نبی پاک ﷺ کے فضائل و مناقب بیان کرنے شروع کیے۔ جس پر بادشاہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہنے لگا جب کہ نبی پاک ﷺ کی عزت آپ کی نظروں میں اس حد تک ہے تو آپ نے تبرکات کی تعظیم کیوں نہیں کی۔ گذشتہ جمعہ جبکہ تبرکات آپ کے سامنے سے گزرے آپ بدستور بیٹھے رہے۔ تبرکات کی تعظیم نہ کی؟ یا شاید مجھ تک آپ کے بارے میں غلط رپورٹ پہنچی ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا۔ ٹھیک ہے میں نے تبرکات کی تعظیم نہیں کی۔ وہ اس لئے کہ میں انہیں تبرکات سمجھتا ہی نہیں ہوں کیونکہ یہ فرضی ہیں اور اسلام میں ان کی تعظیم کا کہیں ذکر نہیں آیا اور نہ حکم ہے۔

بادشاہ نے بڑی ناراضگی کے عالم میں کہا۔ افسوس ہے آپ تبرکات کو فرضی قرار دے رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا' ہاں یہ سب فرضی ہیں۔ اگر یہ اصل ہوتے تو آپ کے پاس زیارت کے لئے نہ لائے جاتے بلکہ آپ خود انکی زیارت کے لئے وہاں جاتے۔ بادشاہ خاموش ہو گیا اور معذرت کرنے لگا۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لئے سونا پہننا حرام کر دیا ہے۔'' کچھ اور مسائل بھی بیان کیے۔ بادشاہ نے کنگن اتار کر بطور نذر آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان کی قیمت غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔

تو ہاں شاہ اسماعیل شہید خاندان شاہ ولی اللہ میں ایک ایسے نامور فرزند گزرے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور توحید خداندی میں بلا لومۃ لائم وہ کردار ادا کیا جس کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آخر اسی مشن کی تکمیل میں جام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت نوش فرمایا۔

ہندوستان میں اہل حدیث اکابرین میں شیخ الکل میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا نام نامی بھی محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ نے ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر تحصیل علم کی خاطر گھر سے نکل پڑے۔ کچھ عرصہ پٹنہ میں رہے۔ بعدازاں غازی پور اور الہ آباد کے دائرہ اجمل شاہ میں علمی استفادہ کیا۔ ۱۲۴۳ء میں دہلی پہنچے اور علم تفسیر و حدیث شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے شاہ محمد اسحاق صاحب سے حاصل کیا۔ آپ بڑے ذہین فطین اور ہونہار شاگرد تھے۔ جب شاہ محمد اسحاق صاحب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو آپ ہی ان کی مسند کے وارث بنے۔ آپ نے مدرسہ رحمانیہ کی بنیاد رکھی جس میں ساٹھ سال قرآن و حدیث کا درس دیتے رہے اور شاہ ولی اللہ کی وراثت علمی کو چار دانگ عالم میں پہنچایا اور پھیلایا۔ عرب و عجم، افریقہ، ترکستان، بخارا، کابل، تبت، چین، کشمیر اور ہندو پاک کے لاتعداد طلبہ نے استفادہ کیا۔ آپ کی علمی شہرت کا چرچا سن کر سید عبداللہ غزنوی، حافظ محمد لکھوی — اور مولانا غلام رسول صاحب میاں سنگھ والے نے پروگرام بنایا کہ حدیث کی سند میاں صاحب سے لینی چاہیے۔ چنانچہ تینوں نے بذریعہ خط میاں صاحب سے اجازت مانگی۔ اجازت آنے پر فوراً روانہ ہو پڑے۔ اس وقت ریل گاڑی نہیں چلی تھی۔ لوگ گھوڑے گاڑیوں پر پڑاؤ کرتے ہوئے دہلی پہنچتے تھے۔ جب یہ تینوں بزرگ دہلی کے اڈے پر جا کر اترے تو ایک سفید ریش بزرگ آدمی کو وہاں موجود پایا۔ اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہاں جانا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میاں صاحب کے مدرسہ میں جانا ہے۔ بزرگ نے کہا لاؤ سامان میرے سر پر رکھ دو۔ میں تمہیں ان کے مدرسہ میں پہنچا آتا ہوں۔ بزرگ نے سامان اٹھایا اور چل پڑا۔ وہ تینوں بزرگ بھی ساتھ ساتھ چل پڑے۔ میاں صاحب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں جا پہنچے۔ بزرگ نے سامان رکھا اور خود غائب ہو گیا۔ یہ تینوں بزرگ بڑے حیران ہوئے کہ اس بزرگ مزدور نے پیسے بھی نہیں لئے۔ نہ جانے کہاں چلا گیا ہے۔ کافی انتظار کرنے کے بعد انہوں نے کسی سے پوچھا کہ ہم نے میاں صاحب سے ملنا ہے وہ کہاں ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ صبح پڑھانے تشریف لائیں گے تو ان سے مل لینا۔ چنانچہ تینوں بزرگوں نے مسجد میں رات گزاری۔ صبح ہوئی نماز سے فارغ ہوئے تو طلبہ نے مسند بچھائی احادیث کی کتابیں لے کر پڑھنے کیلئے بیٹھ گئے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہی سامان اٹھانے والے سفید ریش بزرگ حدیث پڑھانے کے لئے مسند پر بیٹھ گئے۔ یہ تینوں بزرگ ان کو دیکھ کر بڑے نادم ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔ میاں صاحب نے فرمایا۔ نادم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم حدیث کے سبق کے لئے آئے ہو اور رات میں نے تمہیں پہلا سبق یہ دیا ہے کہ خدمت خلق کو اپنا شعار بناؤ اور اپنا سامان آپ اٹھانے میں کبھی عار محسوس نہ کرو۔ " اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔

تو خیر! دہلی میں حضرت میاں صاحب سے دس بیس نہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ علم حدیث حاصل کرنے کے لئے آتے۔ سند فراغت حاصل کرتے۔ آپ دنیا میں استاذ حدیث تسلیم کئے گئے۔ آپ دوران تعلیم طلباء کے ذہن میں یہ حقیقت اچھی طرح بٹھا دیتے تھے کہ کتاب اللہ کے بعد مآخذ دین احادیث رسول ﷺ ہی ہیں۔ جو حکم صحیح حدیث سے ثابت ہو تو وہ حجت اور واجب العمل ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے قول و فعل کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ میاں صاحب علمی استعداد' اخلاق' تقویٰ' استقلال و استقامت اور تعلق باللہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سادہ زندگی فکر آخرت اور جذبہ خدمت دین سے سرشار تھی۔ کبھی دنیاوی مال و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب کی خواہش نہ کی۔ ساری عمر ایک ہی مقام پر بیٹھ کر مسلک اہل حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ اپنا ذاتی مکان تک نہ بنایا پوری عمر کرایہ کے مکان میں گزار دی۔

میرے بھائیو! میاں صاحب کی زندگی اساتذہ حدیث کو یہ سبق دیتی ہے کہ تدریس حدیث سے پہلے صاحب حدیث حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ اپنا تعلق دنیا کے ساتھ ایسا رکھ سکتے ہیں جیسا کہ صاحب حدیث کا تھا۔ تو پھر وہ بڑے شوق سے " قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ " کی صدائیں بلند کریں اور اگر نہیں تو پھر مسند حدیث پر بیٹھ کر اس مقام کی عظمت کو داغ نہ لگائیں۔ بلکہ کوئی دوسرا کام کرلیں۔

ریاست پٹیالہ کے مشہور و معروف سیشن جج قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوریؒ جماعت اہل حدیث کے مایہ ناز بزرگ اور نامور مورخ گزرے ہیں۔ جنہوں نے عدالت کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مسلک اہل حدیث کی تقریری و تحریری طور پر نمایاں خدمت کی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت مقدس پر "رحمۃ اللعالمین" کتاب لکھ کر قوم کو ایک عظیم سرمایہ مہیا کیا ہے۔ جسے نہ صرف اپنوں نے بلکہ بیگانوں نے بھی تحسین آمیز نظروں سے دیکھا ہے۔ غیر مسلم بھی اس کو داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ آج دنیا میں سیرت پاک کی بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ مگر جو انداز رحمۃ اللعالمین کا ہے۔ وہ کسی کتاب کا بھی نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے آپ ﷺ کے فضائل و محاسن کو جہاں قرآن و حدیث سے بیان کیا ہے۔ وہاں انجیل کی بے شمار عبارتوں سے بھی شواہد پیش کئے ہیں۔ اس کتاب کو قاضی صاحب تہجد کی نماز کے بعد مصلےٰ پر بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنا شرف قبولیت بخشا کہ بذریعہ خواب لوگوں کو اس کی اشاعت کا حکم دیا گیا۔ آج دنیا کی کوئی ایسی لائبریری نہیں جہاں یہ کتاب موجود نہ ہو اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اس سے استفادہ نہ کیا ہو۔ قاضی صاحب کا انداز بیان دلکش دلنشین اور پروقار ہوتا تھا۔ بات اس سلیقہ سے کرتے کہ دل اور دماغ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ دینی مدارس کے سالانہ جلسوں اور کانفرنسوں میں اکثر شمولیت فرماتے مگر کسی سے ریل کا کرایہ یا سفر کا خرچ وصول نہ کرتے حالانکہ وہ ہمیشہ سیکنڈ کلاس میں سفر کیا کرتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس ایک دفعہ قتل کا ایک بہت بڑا مقدمہ پیش ہوا۔ ملزم ایک بہت دولت مند آدمی تھا۔ اس نے اپنے ایک ہندو دوست کو قاضی صاحب کے پاس بطور سفارش بھیجا۔ جو کہ قاضی صاحب کا بھی دوست تھا۔ دوران گفتگو مقدمے کا ذکر بھی ہوا تو وہ کہنے لگا کہ جس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ مجرم نہیں ہے۔ لہذا فیصلہ کرتے وقت ذرا خیال رکھئے۔ جاتے ہوئے اس نے قاضی صاحب کی میز پر ایک بڑا سا لفافہ رکھ دیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگا بچوں کے لئے مٹھائی ہے۔ دیکھا تو اس میں چالیس ہزار کے نوٹ تھے۔ جو آج کل کئی لاکھ کے برابر ہیں۔ قاضی صاحب نے فرمایا کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ رشوت ہے۔ جسے میرے مذہب نے حرام کر دیا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح سور کا گوشت ایک مسلمان پر حرام ہے۔ لفافہ اٹھا لیجئے۔ اگر ملزم بے گناہ ہے تو انشاء اللہ میری عدالت سے اسے سزا نہیں ہوگی۔ قاضی صاحب کی تنخواہ اس وقت ساڑھے چار سو روپیہ تھی۔ اگر قاضی صاحب بد دیانت ہوتے تو چپکے سے یہ رقم اپنی جیب میں ڈال لیتے مگر انہوں نے اس ناجائز دولت کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا اور حلال وانصاف کے مقدس فریضہ پر آنچ نہ آنے دی۔

میرے دوستو اور عزیزو! اس قسم کی مثال آج کے دور میں ملنا دشوار ہے کہ لاکھوں کے حساب سے رشوت مل رہی ہو۔ مگر خوف خدا کی وجہ سے اس کو ٹھکرا دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدہ عدالت پر فائز ہوتے ہوئے قاضی صاحب روزانہ نماز فجر کے بعد بڑے التزام کے ساتھ جامع مسجد اہل حدیث میں درس قرآن پاک ارشاد فرماتے۔ اس طرح انہوں نے سات بار قرآن مجید ختم کیا۔ میں کیوں نہ ان کے بارے میں یہ الفاظ کہوں۔

تِلْكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ
إِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيْرُ الْمَجَامِعِ

قاضی صاحب کے تقویٰ اور پرہیز گاری اور خدا خوفی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کا رعب بٹھا دیا تھا۔ انسان تو ایک طرف رہے جنات بھی آپ کا احترام کیا کرتے تھے۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کو آسیب کی شکایت تھی۔ اس نے بڑا علاج معالجہ کروایا۔ بے شمار عاملوں اور حکیموں کی طرف رجوع کیا۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن وہ قاضی صاحب کے پاس آیا اور اپنی پریشانی ظاہر کی۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب تیری بیوی کو دورہ پڑے تو اس وقت اس جن کو میرا اسلام کہنا اور پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں ہے۔ شاید میرے اس پیغام پر وہ تیری بیوی کو چھوڑ جائے۔ وہ آدمی گھر آیا تو دیکھا کہ بیوی کو دورہ پڑا ہوا ہے اور اس کا برا حال ہے۔ اس نے اسی وقت جن کو مخاطب ہو کے کہا کہ میں قاضی صاحب کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور پیغام دیا ہے کہ کسی کو ستانا اچھی بات نہیں ہے۔ اتنا سنتے ہی عورت کی چیخ نکلی اور جن کہنے لگا کہ اگر تم ان کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ مجھے ان کے نام کی شرم ہے۔ لہذا اب میں رخصت ہوتا ہوں اور دوبارہ کبھی نہیں آؤں گا۔ چنانچہ عورت تندرست ہو گئی اور پھر اسے کبھی آسیب کا دورہ نہ ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوستو! ویسے تو اہل حدیث اکابرین کے ایک ایک عالم اور بزرگ کی زندگی ایک پوری کتاب ہے۔ میں کہاں تک ان پر روشنی ڈالوں۔ بس ایک دو واقعات پر ہی اکتفا کرتا جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ قاضی صاحب کی آخری خواہش کا بھی آپ کے سامنے ذکر کرتا چلوں۔ وہ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جب تو مجھے اپنی پاس بلائے تو اس وقت میں مالی لحاظ سے تہی دامن ہوں۔ چنانچہ ان کی یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ جب وہ دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے واپس آ رہے تھے تو دوران سفر جہاز میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ مولانا سید محمد اسماعیل صاحب غزنوی نے پڑھائی۔ پھر آپ کے نعش مبارک کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا گیا۔ (کیونکہ جو شخص جہاز میں فوت ہو جائے اسے سمندر میں بہا دیا جاتا ہے اور مچھلیوں کا پیٹ اس کی قبر بن جاتا ہے) اس واقعہ کو آنکھوں سے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ تا حد نگاہ قاضی صاحب کی نعش پانی میں بہتی چلی جا رہی تھی اور کسی سمندری جانور کو اسے نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جب کہ سمندر میں پھینکی جانے والی نعشوں کو سمندری جانور فوراً اپنا لقمہ بنا لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کرامت ہے کہ سمندری مخلوق نے بھی آپ کا احترام کیا اور آپ کی نعش کی حفاظت کی۔

میرے بھائیو! اہل حدیث اکابرین کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ میں نے تو اشارۃً صرف تین بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے ان اکابرین کا ذکر کروں جو حال ہی میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں اور جن کو اس وقت کے لوگ بھی عموماً جانتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھئے! جماعت اہل حدیث کے اکابرین کے حالات لکھنے کے لئے جب بھی کوئی شخص قلم اٹھائے گا تو دوسرے بے شمار بزرگوں کے علاوہ وہ ان تین خاندانوں کو تو ضرور ہی یاد کرے گا۔ غزنوی' روپڑی اور لکھوی۔ پاک و ہند میں ان تین خاندانوں نے مسلک کی جو خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ یہ تینوں خاندان اپنی جگہ اپنی نظیر آپ ہیں وہ کون سا مدرسہ ہے۔ وہ کونسی کانفرنس یا کون سا جلسہ ہے یا کون سا اسٹیج ہے۔ جہاں انہوں نے زینت نہیں بخشی۔

مولانا داؤد غزنوی کا خاندان جماعت اہل حدیث میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنویؒ اور ان کے دادا محترم مولانا سید محمد عبداللہ غزنوی علمی لحاظ سے اخلاقی لحاظ سے تقویٰ اور بزرگی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ سید عبداللہ غزنویؒ ۱۸۱۱ء میں قلعہ بہادر خلیل کے مقام پر افغانستان کے شہر غزنی کے مضافات میں واقع ہے۔ پیدا ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام محمد اعظم رکھا۔ مگر آپ نے یہ فرماتے ہوئے اپنا نام تبدیل کر لیا۔ محمد کہ اعظم از کائنات افضل از مخلوقات است ہمہ رسول اللہ ہست تسمیہ ما بعبداللہ خوب است۔

کہ محمد اعظم کا اسم گرامی صرف رسول اللہ ﷺ کو ہی زیبا ہے۔ کیونکہ وہی کائنات سے اعظم اور مخلوق سے افضل ہیں۔ ہمارا نام عبداللہ ہی بہتر ہے۔ عبداللہ نام اس لئے رکھا کہ اس نام میں خدا تعالیٰ کی الوہیت اور بندے کی عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔ بچپن میں غزنی کے علماء پڑھتے رہے۔ پھر قرآن و حدیث کی تعلیم کے لئے علاقہ قندھار میں شیخ حبیب اللہؒ کے پاس چلے گئے۔ جو غزنی سے کافی فاصلہ پر واقع تھا۔ کچھ مدت ان کے پاس رہنے کے بعد اپنے علاقہ میں لوٹ آئے۔ جب کوئی مشکل واقعہ پیش آتا تو ان کو لکھ کر اس کا حل معلوم کر لیتے۔ دن رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا سے قدرتی طور پر نفرت ہو گئی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ دنیاداروں کی صحبت زہر قاتل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس سے بچ گیا ہوں۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث کا مطالعہ کرتے رہتے اور ہر مسئلہ کا حل حدیث میں تلاش کرتے اگر کہیں حدیث اور فقہ میں مخالفت دیکھتے تو فرماتے تعجب ہے کہ صحیح حدیث جو صرف چند واسطوں سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کو تو چھوڑ دیا جائے اور فقہ جس کے ناقل مفتی اور قاضی ہیں اور ان کے بارے میں یہ بھی علم نہیں کہ کس واسطہ سے آئمہ کرام تک پہنچتی ہیں۔ اسے بغیر کسی حیل و حجت اور چون و چرا کے تسلیم کر لیا جائے۔ اتباع سنت اور احیاء سنت کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ ذاتی مطالعہ اور تحقیق کے بعد خود بخود عامل بالحدیث بن گئے۔ قراءت فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین شروع کر دی اور نماز بھی اول وقت پورے خشوع و خضوع سے ادا کرنے لگے۔ آپ نے جب خالص توحید اور اتباع سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور بدعات اور مشرکانہ رسوم کی تردید میں آواز بلند کی تو بہت سے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے۔ ایذا رسانی اور آپ کے مشن کو فیل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ خصوصاً اس وقت کے بدعتی مولویوں کو جنہوں نے دین کی صحیح شکل و صورت کو مسخ کر رکھا تھا اور رسوم قبیحہ کو اپنے پیٹ کی خاطر صراط مستقیم قرار دے رکھا تھا۔ بڑی تکلیف ہوئی۔ انہوں نے والی افغانستان خان دوست محمد کے پاس آپ کی شکایت کی کہ یہ شخص ایسے کلمات بولتا ہے کہ جس سے اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ اور شفاعت کا منکر ہے۔ اس کا عقیدہ بھی ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ لہذا اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ والی افغانستان نے آپ کو بلایا اور بدعتیوں کے جھوٹے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر آپ کو ملک سے نکال دیا۔ آپ کے ساتھیوں کو اس کا بڑا دکھ ہوا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ یہ جلاوطنی دوست احباب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل وعیال سے جدائی اگر خدا کی راہ میں ہے۔تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔چند سال اپنے ملک سے باہر رہنے کے بعد پھر اپنے وطن واپس آ گئے اور توحید وسنت کی تبلیغ شروع کردی۔علماء سو نے پھر آپ کے خلاف فتویٰ دے کر حاکم وقت کے پاس آپ کی شکایات شروع کردیں۔جس پر آپ کو کوڑے مارے گئے۔آپ کے سر اور داڑھی کو مونڈھ دیا گیا۔چہرہ سیاہ کر کے گدھے پر سوار کر کے شہر میں گشت کرا کے جیل میں ڈال دیا گیا۔آپ کے عقیدت مندوں میں سے ایک شخص جیل میں آ کر اس واقعہ کو دیکھ کر رونے لگا۔فرمانے لگے عزت اور داڑھی اگر اللہ کی راہ میں چلی گئی ہے تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔خدا کا شکر ہے کہ میرا ایمان بچ گیا ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔

میرے دوستو اور بزرگو! خدا کی قسم سید عبداللہ غزنوی کی زندگی کے مفصل حالات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ توحید وسنت کی اشاعت میں ان پر کیا کیا ظلم کیے گئے۔اس وقت ان کو مشورہ دیا گیا کہ اس وقت جن لوگوں کی کثرت ہے۔ان کے اعمال وعقائد کو اختیار کرلو۔جان بچ جائے گی'فرمانے لگے ملک تو چھوڑا جا سکتا ہے۔مگر سنت رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔جب تک میرے جسم میں جان اور بدن پر سر سلامت ہے۔کتاب وسنت کی اشاعت میں کوئی کمی نہیں آنے دوں گا۔یہ مصیبتیں اور تکلیفیں جو مجھ پر آ رہی ہیں۔کچھ بھی نہیں ہیں۔اگر اس راستے میں ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیے جائیں اور میرے گوشت کو جنگلوں میں پھینک دیا جائے تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اہل حدیثو! اپنے اکابرین اور اسلاف کی سیرت کو سامنے رکھ کر ذرا غور کرو کہ حدیث رسول اللہ ﷺ اور سنت رسول ﷺ کو وہ کتنی اہمیت دیتے تھے وطن کو چھوڑ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی مخالفت برداشت کرلی۔ مگر رفع الیدین اور آمین نہ چھوڑی۔ آج ہم بھی دعویٰ اہل حدیث ہونے کا کرتے ہیں مگر حدیث رسول ﷺ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پرواہ نہیں کرتے۔ کبھی وہ وقت تھا کہ لوگ ہمیں دیکھ کر پہچان جایا کرتے تھے کہ یہ اہل حدیث لوگ ہیں اور آج ہمیں خود بتانا پڑتا ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ سر پر بڑے بڑے بال' شیو بنی ہوئی' گلے میں ٹائی' بنے ہوئے میڈ اِن انگلینڈ اور دعویٰ ہے ہم اہل حدیث ہیں۔ اہل حدیث ہوکر پھر حدیث رسول ﷺ پر عمل نہ کرے۔ اہل سنت کہلوا کر پھر سنت نبی ﷺ پر عمل نہ کرے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ آج غیر مسلم لوگ اپنے اپنے شعار کو تو چھوڑنا گوارا نہ کریں اور ہم مسلمان بن کر اپنے پیغمبر ﷺ کی سیرت وصورت کو چھوڑ دیں۔ خدارا اہل حدیث اور اہل سنت کہلوتا ہے تو پھر سچے دل سے حدیث رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوجائیں۔ ورنہ اس مقدس نام کو بدنام نہ کریں۔

تو ہاں میں عرض کررہا تھا۔ سید عبداللہ غزنوی کو حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے کی وجہ سے حکومت وقت نے زدوکوب کرکے جیل میں ڈال دیا۔ دو سال تک آپ نے جیل میں صعوبتیں برداشت کیں۔ اسی عرصہ میں حاکم وقت مرگیا اور نئی حکومت قائم ہوگئی۔ اس نے بھی سید صاحب سے کوئی تعاون نہیں کیا۔ بلکہ آپ کو غزنی کے علاقہ سے نکلنے پر مجبور کردیا۔ آخر آپ بمعہ اہل وعیال اپنے وطن کو چھوڑ کر ہندوستان تشریف لے آئے اور امرتسر شہر میں ڈیرہ لگا دیا۔ اور تازندگی وہیں قیام فرمایا۔ جس محلہ میں آپ رہتے تھے آپ کی وجہ سے اس محلہ کا نام محلہ غزنویہ مشہور ہوگیا۔ امرتسر آنے کے بعد پھر آپ نے باقاعدہ اطمینان وسکون سے دعوت تبلیغ کا کام شروع کردیا۔ تحریر وتقریر تدریس وتصنیف کے ذریعہ دین کی اشاعت کی۔ ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام مدرسہ غزنویہ سلفیہ رکھا۔ بعد میں اس کو تقویۃ الاسلام کے نام سے تبدیل کردیا گیا۔ ہزارہا کی تعداد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے فیض یاب ہو کر لوگ ملک کے کونے کونے میں دین اسلام کی تبلیغ کے لئے پھیل گئے اور اپنے اپنے وقت کے امام کہلوائے۔ جن میں شیخ الحدیث مولانا نیک محمد صاحب' مولانا عبدالقادر صاحب لکھوی' مولانا عطاء اللہ صاحب لکھوی' مولانا عبدالکریم صاحب فیروز پوری' مولانا عبیداللہ صاحب دہلوی' مولانا فقیراللہ صاحب مدراسی' حافظ عبداللہ صاحب روپڑی' حافظ محمد صاحب گوندلوی' مولانا ابویحیٰ' امام خان نوشہروی' مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی قابل ذکر ہیں۔ ان سب حضرات نے اپنی اپنی جگہ نہایت عمدہ اور موثر طریقے سے خدمت دین کے فرائض سرانجام دیئے۔

برصغیر میں بڑے بڑے مدارس میں جتنے بھی علماء کرام نے کام کیا ہے۔ وہ سب کے سب بالواسطہ یا بلا واسطہ مدرسہ غزنویہ کے فیض یافتہ ہیں۔ آج بھی یہ مدرسہ لاہور میں اپنے بزرگوں کی یادگار ہے اور خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

سید عبداللہ غزنویؒ کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ وہ تھوڑا عرصہ زندہ رہے اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ بعد میں حضرت الامام سید عبدالجبار غزنویؒ اس مسند پر جلوہ فروز ہوئے۔ سید داؤد غزنوی' امام عبدالجبار غزنویؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ انہوں نے اپنے والد محترم اور چچا سید عبدالاول غزنویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ بعد میں دہلی اور لکھنو چلے گئے۔ وہاں سے فراغت کے بعد اپنے ہی مدرسہ میں مسند تدریس پر بیٹھے اور کئی سال تک تشنگان علوم کی تسکین بنے رہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت قابل رحم تھی اور وہ انگریز کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔ مولانا نے اس چیز کو دیکھ کر مسند تدریس کو خیر باد کہا اور میدان سیاست میں کود پڑے۔ اس وقت مسلمانان ہند کی تمام ہمدردیاں ترکی حکومت کے ساتھ تھیں۔ بلکہ خلافت کمیٹی کا وجود ہی ترکوں کی حمایت تھا۔ مولانا نے جب سیاست میں قدم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا اس وقت مارشل لاء کا دور تھا اور عوام کے دلوں پر دہشت طاری تھی۔ انگریز مسلمانوں کو ہندوؤں سے زیادہ اپنے لئے خطرناک سمجھتا تھا اور وہ یہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کسی وقت بھی میرے لئے مصیبت کا باعث بن سکتے ہیں۔ مولانا غزنویؒ نے انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں ایک شعور پیدا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اہل حدیثوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔

مولانا غزنویؒ نے اپنے زور خطابت سے مارشل لاء کی ہیبت جو لوگوں کے دلوں پر سوار تھی اسے یکسر ختم کر دیا۔ ویسے بھی وہ دور مولانا کی جوانی کا تھا اور جن لوگوں کو اس وقت مولانا کی تقریریں سننے کا موقعہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جب آپ تقریر کرتے اور انگریز کی مخالفت پر اترتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے تقریر نہیں کر رہے بلکہ آگ برسا رہے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کا جانکاہ حادثہ۔ جس میں سترہ ہزار افراد پر جنرل ڈائر نے گولی چلا کر ہلاک کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا اور ان کے بھائی محمد اسماعیل کو بال بال بچالیا تھا۔

مولانا غزنوی نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو عالم اسلام کے ساتھ انگریز کے مظالم کی روئداد سناتے ہوئے فرمایا کہ اس دور میں گوشہ نشینی اور خاموشی اچھی بات نہیں ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوگا کہ

”مَالَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔“

کہ تم نے مسلمانوں کو ظالموں سے چھڑانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کیا۔ اٹھئے اور میدان سیاست میں نکل کر آزادی کی کوشش کیجئے۔ چنانچہ شاہ جی مولانا کی باتوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر ہو کر مولانا کے ساتھ تقریریں کرنے لگے اور آپ کے دست راست بن گئے۔ انہی دنوں سول نافرمانی کی تحریک چل نکلی۔ جس میں مولانا غزنوی اور شاہ جی کو گرفتار کر کے میانوالی جیل میں پہنچا دیا گیا۔ اس جگہ پنجاب کے گرفتار شدہ دوسرے کئی اراکین اسمبلی بھی موجود تھے اور ان پر سخت پابندیاں عائد تھیں۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو ملنے تک کی بھی اجازت نہیں تھی۔ شاہ جی اور مولانا غزنویؒ کے پہنچنے سے دوسرے گرفتار شدگان کو حوصلہ ہو گیا اور انہوں نے متحدہ محاذ بنا کر حکومت سے پابندیاں ختم کرنے کا مطالبہ پیش کر دیا۔ چنانچہ ان کا مطالبہ مان لیا گیا اور جیل میں چین وسکون میسر آ گیا۔ ایک دن شاہ جی نے مولانا غزنوی سے کہا کہ آپ مجھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب حجۃ اللہ پڑھا دیا کریں۔ تو کتنا اچھا ہو۔ پہلے تو مولانا نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ مگر بعد میں شروع کرا دی۔ سبق شروع ہوئے کو ابھی دو ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ قیدیوں کو منتشر کر کے مختلف جیلوں میں بھیج دیا گیا۔ اس طرح درس وتدریس کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور شاہ جی اور مولانا کے درمیان جدائی ہو گئی۔

مولانا غزنوی کو تمام مکاتب فکر کے علماء عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری شیرانوالہ گیٹ والے پوری زندگی مولانا غزنوی کے پیچھے نماز عید ادا کرتے رہے۔ جب بھی کوئی مذہبی یا سیاسی جلسہ ہوتا تو مولانا کی شرکت اس میں باعث افتخار سمجھی جاتی۔ قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مولانا غزنوی کی ایمانی جرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمانے لگے کہ الٰہ آباد کانفرنس میں تمام ہندو سکھ اور مسلم لیڈر موجود تھے۔ وہاں سکھوں نے اعلان کیا کہ اگر پنجاب میں ہمیں مناسب مراعات نہ دی گئیں تو ہم خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ کسی مقرر نے سکھوں کی اس بات کا جواب نہ دیا۔ مولانا غزنویؒ جب اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے تو دوران تقریر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی جرأت وبے باکی سے پُرجلال آواز سے فرمانے لگے کہ میں خیالی خون کی ندیوں سے تیرتا ہوا صلح کے ساحل کی امید میں الٰہ آباد پہنچا ہوں۔ اگر کوئی منصفانہ تجویز سامنے آگئی۔ تو ہم انشاء اللہ اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوسکا تو خون ہماری تاریخ میں کوئی نئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس سے ناواقف ہیں۔ مولانا اپنی تقریر میں پورے مجمع پر چھا گئے۔ کانفرنس میں مولانا ظفر علی خاں بھی موجود تھے۔ جونہی مولانا غزنویؒ نے اپنی تقریر ختم کی تو مولانا ظفر علی خاں کھڑے ہو گئے اور مولانا غزنوی کی مدح میں فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو
اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
کلکتہ میں ایک اور بھی ہیں ان کے ہم لقب
یہ ہست غزنوی ہیں اور وہ ہیں بود غزنوی

تو خیر اگر میں مولانا غزنوی اور ان کے حالات کو احاطہ تحریر میں لاؤں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ مگر میں ان چند الفاظ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

جماعت اہل حدیث میں دوسرے نمبر پر کتاب وسنت کی تبلیغ واشاعت کرنے میں لکھوی خاندان نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ہندوستان میں ضلع فیروزپور کے ایک گاؤں میں سے یہ خاندان ابھرا ہے۔ ایک بزرگ حافظ احمد صاحب یہاں رہائش پذیر تھے۔ جو خداداد علم وفضل اور تقویٰ کے باعث علاقہ میں مشہور تھے۔ ایک رئیس نے آپ کی نیکی سے متاثر ہو کر اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔ جس کے بطن سے حافظ بارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صاحب پیدا ہوئے۔ حافظ بارک اللہ بھی اپنے زمانہ کے مقتدر عالم اور فقیہ تھے۔ ورع اور تقویٰ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے محمد رکھا۔ بعد میں یہی لڑکا حافظ محمد کے نام سے مشہور ہوا۔

حافظ محمد صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے ہی حاصل کی۔ بعد میں سند حدیث شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی اور مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری محشی بخاری سے حاصل کی۔ پھر مزید استفادہ کے لئے دہلی میں حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس وقت آپ کا مسلک فقہ حنفیہ کے مطابق تھا۔ سید صاحب نے حدیث پڑھنے کے بعد فقہی مسائل پر احادیث صحیحہ کو ترجیح دے کر اہل حدیث ہو گئے۔ سید صاحب آپ کی ذہانت اور قابلیت کے بے حد مداح تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے حلقہ درس میں ایک حافظ محمد پنجابی ہے۔ جو میرے منہ سے بات نکلنے سے پہلے ہی اس کو سمجھ جاتا ہے۔ قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جو کتاب دیکھ لیتے اس کی عبارتیں زبانی یاد ہو جاتیں۔ اسی وجہ سے آپ کو سید صاحب مہتمم کتاب خانہ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ تعلیمی فراغت کے بعد آپ واپس وطن پہنچے۔ جہالت کا دور دورہ تھا۔ مذہبی اور دنیاوی تعلیم سے لوگ بے بہرہ تھے۔ جاہل ملاؤں اور مکار قسم کے ملمع ساز پیروں نے اپنے جال بچھا رکھے تھے۔ قبر پرستی' بدعات اور ہندوانہ رسوم عوام میں مذہب کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں۔ حافظ صاحب نے ان حالات میں لوگوں کی اصلاح کے لئے صحیح کتاب وسنت کے دو پروگرام مرتب کئے' ایک تدریس' دوسرا تصنیف' ایک دینی درس گاہ بنام مدرسہ محمدیہ کا اجراء کیا۔

جس میں آپ خود مولانا عبدالقادر صاحب اور استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ صاحب لکھوی اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھوی تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقلاب سے کچھ قبل اس مدرسہ کے مہتمم مولانا معین الدین صاحب لکھوی مقرر ہوئے۔ انہوں نے لکھو کے سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی بنام مرکز الاسلام میں ایک اور مدرسہ جامعہ محمدیہ کا اجراء کیا اور ہر دو مدارس کا اہتمام اپنے ذمہ ہی رکھا۔ جس میں ہزاروں تشنگان علم کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے سیراب کیا۔ تقسیم ملک کے بعد یہ دونوں مدرسے پنجاب کے دو مشہور شہر اوکاڑہ اور رینالہ خورد میں منتقل ہو گئے۔ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ مولانا معین الدین صاحب لکھوی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد حافظ عزیز الرحمٰن لکھوی کے زیر اہتمام اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاری و ساری ہیں۔ یہ دونوں مدارس حافظ محمد صاحب لکھوی کی یادگار ہیں۔

ہندو پاک میں ان مدارس کے فیض یافتہ علماء کے ناموں کا اگر شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست بنتی ہے۔ مگر میں چند ایک نام پھر بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی' مولانا احمد علی صاحب غزنوی' مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری' مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی' مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی' مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی' مولانا محمد علی صاحب لکھوی' مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی' مولانا محی الدین صاحب لکھوی وغیرہم۔

یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے برصغیر کے مختلف اطراف میں جا کر بے پناہ تبلیغی و اصلاحی و تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں۔ تعصب کی عینک اتار کر اگر دیکھا جائے تو آپ کو ہندو پاک میں کوئی شہر قصبہ یا گاؤں ایسا نہیں ملے گا۔ جہاں آپ کی قائم کردہ درسگاہ یا آپ کی تصنیف سے بالواسطہ یا بلاواسطہ روشنی نہ پہنچی ہو۔ جماعت اہل حدیث کا کوئی فرد ایسا نہیں۔ جس نے آپ کی علمی خدمات سے استفادہ نہ کیا ہو۔ کتاب و سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق مسلک رکھنے والے لوگ لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کی اصلاح میں آپ کا حصہ دوسرے مصلحین سے کم نہیں ہے۔ آپ میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیم کو پنجابی اشعار میں قوم کے سامنے پیش کیا تاکہ کسی کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ عالم اور جاہل دونوں قسم کے افراد استفادہ کرسکیں۔ آپ کی چھوٹی بڑی بے شمار تصنیفات ہیں۔ جن میں تفسیر محمدی، انواع محمدی، احوال الآخرت تفسیر الاعتقاد اور سیف السنت قابل ذکر۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن کو پڑھ کر ہزاروں لوگ شرک وبدعت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تفسیر محمدی قرآن مجید کی تفسیر میں سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور آپ کی تصنیفات کا شاہکار ہے۔ اس کے دو ترجمے ہیں۔ ایک ترجمہ شاہ ولی اللہ کی فتح الرحمان سے لیا گیا ہے اور دوسرا ترجمہ پنجابی زبان میں ان کا اپنا ہے۔ پھر آیات کا مطلب پنجابی زبان میں اشعار کی صورت میں کیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے جیسے ہندوستان کے لوگوں کو قرآن مجید کے فارسی ترجمہ سے روشناس کرایا۔ اسی طرح حافظ محمد صاحب لکھوی نے پنجابی لوگوں کو پنجابی ترجمے سے روشناس کرایا۔ جس کی مثال آپ سے قبل یا بعد کہیں نہیں ملتی۔ آپ فارسی اور عربی زبان میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ اگر یہی پنجابی کام عربی یا فارسی زبان میں کرتے تو دنیائے اسلام میں عظیم شخصیت شمار ہوتے۔ مگر آپ نے اہل وطن کی خاطر پنجابی زبان کو ہی ذریعہ اظہار خیال بنایا۔

مولانا عبداللہ صاحب گھدو والے ایک بہت بڑے اہل حدیث عالم گزرے ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں جوانی کی عمر تک تو بے علم اور جاہل ہی رہا۔ کیونکہ ہمارا پورا علاقہ قبر پرستی اور پیر پرستی کا گہوارہ تھا اور میں بھی اسی ذہن کا تھا۔ ہمارا عقیدہ تھا کہ نبی ولی غیب جانتے ہیں۔ ایک دن میں چلا جارہا تھا کہ زمین پر میری نظر ایک کاغذ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے پر پڑی جس پر یہ شعر لکھا تھا۔

جے کل غیوب رسولاں تاں کیوں آدم دانہ کھاوے
تے یوسف نوں یعقوبؑ کیوں ہتھ بھائیاں گمل مراوے

فرماتے تھے کہ اس شعر کے پڑھنے سے میرے ذہن میں انقلاب پیدا ہو گیا اور میں نے قرآن وحدیث کی تعلیم کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کی۔ باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور شرکیہ عقائد سے تائب ہو کر اہل حدیث کی صف میں شامل ہو گیا۔

مولانا معین الدین صاحب لکھوی فرماتے ہیں کہ میں مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے حلقہ تدریس میں تھا کہ ایک دن مولانا عبیداللہ صاحب سندھی نے ذکر کیا کہ اسلام کی حقانیت مجھے دو کتابوں سے حاصل ہوئی ایک ''تقویۃ الایمان'' اور دوسری ''تحفۃ الہند'' تاہم مجھے اپنا مذہب ترک کر کے اسلام میں داخل ہونا بڑا مشکل دکھائی دیتا تھا۔ مگر جب میں نے حافظ صاحب کی کتاب احوال الآخرت پڑھی تو میں سب کچھ چھوڑ کر صحیح معنوں میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

تو خیر میرے بھائیو! خاندان لکھویہ میں بھی بے شمار عالم گزرے ہیں جنہوں نے برصغیر میں درس وتدریس اور وعظ ونصیحت سے ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کے دلوں کو قرآن وحدیث کے نور سے منور کیا۔ میرا مقصد ان سب کے حالات بیان کرنا نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ بھی جماعت اہل حدیث میں ممتاز حیثیت کے بزرگ گزرے ہیں۔

خاندان روپڑیہ کوئی محتاج تعارف نہیں ہے۔ اس خاندان میں حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب روپڑیؒ علم کے سمندر گزرے ہیں۔ ان کا شمار جماعت اہل حدیث کے ان ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ جنہیں آسمان شہرت کے درخشندہ ستارے کہا جاسکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حافظ صاحب کو علوم قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ اصول فقہ، منطق، فلسفہ، صرف نحو معانی ادب عقائد کلام میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ید طولیٰ حاصل تھا۔ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل آناً فاناً حل فرما دیتے۔ فتویٰ نویسی میں ایک خاص مہارت رکھتے تھے۔ امرتسر میں حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کے مدرسہ سے فراغت کے بعد قرآن و حدیث کی اشاعت کے لئے اپنے ہی علاقہ میں مدرسہ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا کام بھی کرتے رہے۔ تبلیغی و تنظیمی مقاصد کے لئے پندرہ روزہ اخبار "تنظیم اہل حدیث" جاری کیا۔ کچھ مدت کے بعد پھر اس کو ہفت روزہ کر دیا گیا۔ ایڈیٹر کا کام خود ہی کرتے تھے۔ اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت وہ فتاویٰ تھے جو سلیس عبارت میں تحقیق و تدقیق کے بعد مجتہدانہ استدلال پر مشتمل بیش بہا معلومات کا ذخیرہ ہوتے تھے۔ اہلحدیث کے امتیازی مسائل اس جریدہ کی جان ہوتے تھے۔ خدا کے فضل و کرم سے پورے علاقہ میں حافظ صاحب کے ذریعہ مسلک اہل حدیث کی خوب اشاعت و ترقی ہوئی۔ دور دراز سے بہت سے لوگ فیض یاب ہونے کے لئے آتے اور اپنی علمی پیاس بجھا کر دین کی اشاعت میں ملک کے مختلف حصوں میں پھیل جاتے۔ دہلی میں سید نذیر حسین صاحب کا مشہور و معروف مدرسہ اہل حدیث رحمانیہ جسے اس وقت اہل حدیث یونیورسٹی کا درجہ حاصل تھا۔ آپ چالیس سال تک اس کے ممتحن اعلیٰ رہے۔ جن بزرگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا ان کی فہرست تو طویل ہے۔ مگر چند ایک نام بطور نمونہ میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی، مولانا اشرف صاحب سندھو، مولانا حافظ محمد حسین صاحب روپڑی، مولانا حافظ اسماعیل صاحب روپڑی، مولانا قادر بخش صاحب بہاولپوری، مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھوی، حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی وغیرہم۔ تقسیم ملک کے بعد حافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب لاہور آ گئے اور چوک دالگراں میں مسجد قدس کی بنیاد رکھ کر مدرسہ اہل حدیث کو قائم کر دیا۔ تدریسی فرائض خود ہی سرانجام دیئے۔ ہر سال تفسیر قرآن حکیم ایک خاص طریقہ کے مطابق پڑھاتے۔ مسجد قدس میں آپ کو بڑے حافظ صاحب کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ امامت کے فرائض خود ہی ادا فرماتے۔ ذوق عبادت جسم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ رات کو تہجد اور صبح کو روزہ بمطابق سنت یہ ان کا معمول تھا۔ خاموش طبع اور لباس میں سادگی تھی۔ مجھے خود بھی دو سال تک ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ میرا اس وقت بچپن کا زمانہ تھا اور میں حافظ صاحب کی روٹی میو ہسپتال کے قریب ایک گھر سے لایا کرتا تھا۔ ایک دن موسم کی خرابی کی وجہ سے میں نے کہا کہ آج کسی دوسرے لڑکے کو روٹی لینے کے لئے بھیج دیں میں نہیں جاؤں گا۔ کہنے لگے تمہیں ہی جانا پڑے گا۔ میں انکار کر کے بھاگ گیا۔ کہنے لگے کہ اس کو پکڑ کے لاؤ۔ چنانچہ مجھے پکڑ کر حافظ صاحب کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے میری خوب پٹائی کی۔ میں نے کہا مار کھانی منظور ہے۔ مگر روٹی نہیں لاؤں گا۔ دوسرا دن ہوا تو مدرسہ کے ناظم کو کہنے لگے کہ عطاء اللہ کو بلا کر لاؤ۔ میں گیا تو میرے سامنے رو پڑے اور فرمانے لگے کہ کل میں نے تمہیں ناحق اپنی ذات کے لئے مارا تھا۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں اس جرم میں کہیں خدا کے ہاں پکڑا نہ جاؤں۔ مجھے انہوں نے ایک روپیہ دیا کہ جاؤ اسے خرچ کر لینا۔ کہنے لگے کہ کل میں نے تمہیں ناراض کیا تھا اور آج میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم آج مجھے جب یہ واقعہ یاد آتا ہے۔ تو بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں کہ کہاں گئے وہ بزرگ جو اپنے شاگرد سے خوف خدا کی وجہ سے معافی مانگ رہے ہیں۔

الٰہی وہ ہستیاں کس ملک میں بستی ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آج آنکھیں ترستی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بھائیو! یہ تھے ہمارے بزرگ عامل بالحدیث اور اسلاف کی تصویر۔

تِلْکَ آبَائِی فَجِئْنِی بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْجَامِعُ

تو ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی خاندان روپڑیہ میں ایک نمایاں شخصیت کے مالک تھے۔ شاہسوار خطابت حافظ اسماعیل صاحب روپڑیؒ اس خاندان کے ایک انمول ہیرے تھے۔ جب تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا پر تاثیر انداز ہوتا جو اپنے اور بیگانے سب کو متاثر کیے بغیر نہ رہتا۔ دوران تقریر قرآن مجید کی آیت پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی اس کا نزول ہو رہا ہے۔ بعض دفعہ اپنی تقریر کو عربی، فارسی اور پنجابی اشعار سے مزین فرماتے۔ مساجد کی تعمیر یا مدارس کی امانت کے لئے چندے کی اپیل کرتے تو لوگ ہزاروں روپیہ نچھاور کر دیتے۔ عورتیں اپنے زیورات اتار کر پیش کر دیتیں۔

میں وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی مسجد یا کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں انہوں نے اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا۔ (اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے) میرے ساتھ وہ بڑی شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ویسے بھی مجسمہ اخلاق تھے۔ کسی اجنبی سے ملتے تو ایسے ملتے کہ وہ سمجھتا شاید یہ میرے پہلے سے ہی واقف ہیں۔ اہل حدیث کا کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوتا تھا۔ جس کی یہ زینت نہیں ہوتے تھے۔ فتویٰ نویسی میں بڑے حافظ صاحب اور میدان خطابت میں حافظ اسماعیل صاحب اپنی مثال آپ تھے۔

ان خاندانوں کے علاوہ بھی جماعت اہل حدیث میں بڑے بڑے ممتاز علماء گزرے ہیں۔ جن کی دینی اور ملی خدمات کے تذکرے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چاہتا ہوں کہ اجمالاً ان کا تعارف بھی آپ کے سامنے کچھ پیش کرتا جاؤں۔
سرفہرست شیخ الاسلام شیر پنجاب فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کو ہی لیجئے۔ یہ ایک ناقابل فراموش شخصیت کے مالک تھے۔ توحید وسنت کی تبلیغ اسلام کی حقانیت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کی مدافعت اور مسلک اہل حدیث کی اشاعت کے لئے جو انہوں نے خدمات انجام دی ہیں۔ وہ تاریخ ہندو پاک میں نقش فی الحجر بن کر ہمیشہ کے لئے ثابت رہیں گے۔

آریہ سماج' عیسائی' مرزائی' قادیانی' دشمنان اسلام نے جب کبھی سر اٹھایا اور اسلام پر حملے کئے تو مولانا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکلے۔ تقریری اور تحریری طور پر ان کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دے کر ان کو مسکت کرایا۔ آریوں نے جب بھی مسلمانوں کو مناظرہ کے لئے للکارا تو ان کے مقابلہ میں مولانا ثناء اللہ صاحب نے ہی اسلام کی مدافعت کی۔ دیوریہ' نگینہ' دربھنگہ' دہلی وغیرہ کے مشہور مناظروں میں پنڈت رام چندر دہلوی' سوامی وشنانند اور دھرم بھکشو کو ان کے مقابلہ میں نہایت ذلت آمیز شکست اٹھانا پڑی۔ راجپال ہندو نے نبی پاک ﷺ کی توہین میں " رنگیلا رسول' لکھی اور سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کتابیں لکھیں تو ان کے جواب میں مولانا نے "مقدس رسول" اور "حق پرکاش" کتابیں لکھ کر وہ دندان شکن جواب دیئے کہ پھر ان کو ایسی تحریروں کی جرأت نہ رہی۔ غازی محمود دھرم پال نے جب مرتد ہو کر اسلام کے خلاف "ترک اسلام" اور "تہذیب اسلام" کتابیں شائع کیں تو مولانا نے ان کے جواب میں "ترک اسلام" اور "تغلیب الاسلام" کتابیں اس انداز سے لکھیں کہ دھرم پال ان سے متاثر ہو کر پھر مسلمان ہو گیا اور وہ مولانا کا آخری وقت تک عقیدت مند بن گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی پادریوں سے بے شمار مناظروں میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

سیالکوٹ شہر میں عیسائیوں اور احناف کے مابین ہونے والے مناظرہ کا سہرائے کامیابی بھی مولانا کے سر رہا۔ عیسائی مناظرہ نے اہل اسلام پر اعتراض کیا کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق نبی پاک ﷺ میں چالیس مردوں کی طاقت تھی تو حضرت عائشہؓ صدیقہ اس کو کیسے برداشت کر سکی؟ اہل اسلام کے تمام مناظر اس اعتراض کے جواب سے عاجز آ گئے تو مولانا ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے بلایا گیا۔ مولانا صاحب نے آتے ہی اس سوال کو دو فقروں میں حل کر دیا۔ آپ نے عیسائی مناظر سے سوال کیا کہ طاقت محدود زیادہ ہے یا طاقت لامحدود؟ عیسائی نے جواب دیا کہ طاقت لامحدود زیادہ ہے۔ مولانا فرمانے لگے کہ عیسائی عقیدہ کے مطابق جب حضرت مریم علیہ السلام طاقت غیر محدود (خدائی طاقت) برداشت کر سکتی ہے۔ تو کیا حضرت عائشہؓ طاقت محدود برداشت نہیں کر سکتی؟

مولانا کا یہ کہنا ہی تھا کہ اہل اسلام نے آپ کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور عیسائی مناظر اپنی کتابیں اٹھا کر میدان مناظرہ سے فرار ہو گیا۔

مولانا احمد علی صاحب حنفی میرٹھی کا دہلی میں درشانند آریہ کے ساتھ جب کئی روز مسلسل مناظرہ جاری رہا تو آخر کار مولانا ہی کو بذریعہ تار امرتسر سے بلایا گیا۔ رام پور کے میدان مناظرہ کو بھی آپ ہی نے فتح کیا۔ باوجود وہاں بڑے بڑے علماء موجود تھے۔ مگر مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نے آپ کا بازو پکڑ کر مناظرہ کی کرسی پر بٹھایا۔ قادیانی مشن کی بیخ کنی خصوصیت سے مولانا کی زندگی کا ایک جزو بنا رہا۔ مرزا غلام احمد کی موت اس کی اپنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مولانا کے آخری فیصلہ کے مطابق ہوئی اور کاذب سچے کے مقابلہ میں اپنے انجام کو پہنچا۔ مولانا نے مرزائیوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ میں سینکڑوں رسائل لکھے۔

آج اگر کوئی شخص ان رسائل کا مطالعہ کرے تو بہترین مناظر بن سکتا ہے۔ منکرین حدیث کے بانیان مولوی عبداللہ چکڑالوی' مولوی حشمت علی اور خواجہ احمد دین امرتسری کی کتابوں کے جوابات لکھ کران کے بڑھتے ہوئے زور کو توڑ دیا۔ شیعوں نے جب بھی صحابہ کرامؓ پر مطاعن و تشنیع کا سلسلہ شروع کیا اور خلفائے راشدین کو ہدف تنقید بنایا۔ تو مولانا نے خلافت راشدہ اور ضربات المومنین بجواب سفہوات المسلمین رسائل لکھ کران کی مدافعت فرمائی۔

مسئلہ تقلید اور دوسرے اختلافی مسائل پر احناف نے جب بھی جماعت اہل حدیث کو چیلنج کیا تو اس میں بھی مولانا خاموش نہیں رہے بلکہ بیسیوں کتابیں لکھ کر حقانیت مذہب اہل حدیث واضح فرمائی۔ پنجاب کے جید علماء احناف سے ان کے مناظرے ہوئے جس میں جماعت اہل حدیث کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ بدھوانہ ضلع جھنگ' میرپور ضلع جہلم' جلالپور پیر والا ضلع ملتان میں مناظرے ہوئے جن میں مولانا کامیاب و کامران ہوئے۔ مولانا نے زندگی بھر جماعت اہل حدیث کے اسٹیج کو رونق بخشی اور مذہب اہل حدیث کو ہندوستان اور عالم اسلام میں نمایاں کرنے میں اپنی زندگی صرف کردی۔ مخالفین نے مولانا کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔

۴ نومبر ۱۹۳۷ھ ہندوستان میں عموماً اور امرتسر میں خصوصاً ایک تاریخی دن ہے۔ جس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ۱' ۲' ۳ نومبر کو امرتسر کے بعض بریلوی دوستوں نے عرس امام اعظمؒ کے نام سے میاں جان محمد کی مسجد میں ایک جلسہ کیا۔ جلسہ کیا تھا اہل توحید و سنت پر کفریات کی بارش تھی۔ جوشیلے واعظوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہابی کو مارنا نجات اخروی کا سبب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جو شخص ان کو ایک جوتا مارے گا اس کو جنت میں ایک حور ملے گی وغیرہ وغیرہ۔ ان غلط اور بے ہودہ باتوں کے جواب کے لئے جماعت اہل حدیث نے مورخہ ۴ نومبر کو مسجد مبارک امرتسر میں ایک جلسہ کا انتظام کیا جس میں حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب نے عصر کی نماز کے بعد خطاب کرنا تھا۔ تقریباً چار بجے دن مولانا موصوف ساتھیوں کے ساتھ مسجد مبارک کے باہر تانگہ سے اتر کر استقبال کرنے والوں سے مصافحہ کی سنت ادا کر رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان مسمی قمر بیگ نے ایک تیز دھار آلہ سے پیچھے کی طرف سے یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگا کر حملہ کر دیا۔ مولانا حملہ آور کی طرف پھرے تو اس نے دوسری ضرب لگا دی جو پیشانی اور چہرہ پر لگی۔ مولانا حملہ آور کی شناخت کرنے کے بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ مجرم اپنے ساتھیوں کی مدد سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا مولانا کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ دوسرے دن ہوش آیا۔ مولانا پر حملہ کی خبر اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ خبر پڑھتے ہی خواص وعوام دوستوں کا تانتا بندھ گیا اور کثیر تعداد میں احباب امرتسر پہنچ گئے۔ اس حملہ کے بعد آنے والا جمعہ ہاتھی دروازہ امرتسر سے باہر گول باغ میں ہندوستان کی جماعت اہل حدیث کے مسلمہ خطیب حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ" کے عنوان پر ارشاد فرمایا۔ جمعہ میں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کلکتہ، بمبئی، مدارس، ڈھاکہ، رنگون اور دہلی وغیرہ کے مرکزی مقامات سے کثیر جماعتی احباب لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔

نماز جمعہ کی امامت محدث زماں حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی نے کرائی۔ حافظ صاحب کی امامت "لَا يَتَبَيَّنُ قِرَاتَه، مِنْ شِدَّةِ الْبُكَاءِ" کا مظاہرہ تھی۔ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ جمعہ کے بعد حضرت مولانا محمد عبداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانی نے اعلان فرمایا کہ اب آپ کے سامنے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی آف گوجرانوالہ خطاب فرمائیں گے۔ (حضرت سلفی صاحب کی خطابت اس دور میں نہایت جوبن پر تھی) پروگرام کے مطابق حضرت سلفی صاحب نے اپنی پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر میں مولانا کی اسلامی خدمات کو بیان فرما کر حکومت وقت کو للکارا کہ اگر ہمارے قائد مکرم کے قاتل کو گرفتار کرنے میں حکومت نے کوتاہی کی یا جلدی گرفتار نہ کیا تو ہم قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ چنانچہ مولانا سلفی کی اس للکار سے حکومت کو مرعوب ہو کر اعلان کرنا پڑا کہ جو مولانا ثناء اللہ کے قاتل کو گرفتار کرائے گا۔ اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ جلدی ہی گرفتار کر لیا گیا اور مجسٹریٹ عدالت نے اس کو چار سال قید با مشقت کا حکم صادر فرمایا۔ مولانا کے صحت یاب ہونے کے بعد پھر آپ نے اس واقعہ کی ایک یادگار کتاب لکھی جس کا نام شمع توحید رکھا۔ جو فرقہ غالیہ کے عقائد فاسدہ کی تردید اور عقائد اہل حدیث کی تعلیم پر مشتمل ہے۔

میری گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ مولانا نے بفضل خداوندی اپنے آپ کو مسلک اہل حدیث کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ جس نے بھی مسلک اہل حدیث کے عقائد پر حملہ کرنے کی کوشش کی مولانا تیغ بے نیام بن کر اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ کیا مجال تھی کہ وہ شخص بچ کر نکل جائے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اللہ تعالی نے مولانا کو پیدا ہی اسلام کے دشمنوں کی بیخ کنی کے لئے کیا تھا۔ مجھے ایک بزرگ نے واقعہ سنایا کہ ایک دن خواب میں مجھے مولانا کی زیارت ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ سنائیے کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے مجھ کو بخش دیا ہے پوچھنے لگے کہ اللہ تعالی کو تمہاری کون سی نیکی پسند آئی ہے؟ تو کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے میری کتابیں "مقدس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول" اور" حق پرکاش" کو دیکھا تو فرمایا کہ اے ثناء اللہ! دنیا میں تو نے میرے رسول ﷺ کی ناموس کی حفاظت میں کتابیں لکھی تھیں' جاؤ آج میں تمہارے سارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا۔

میرے دوستو! ہے بھی' یہ ایک حقیقت کہ:

جو شخص ناموس رسالت کے لیے تحریری یا تقریری طور پر میدان عمل میں اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

نماز اچھی' روزہ اچھا' حج اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا۔
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کہ میرا ایماں مکمل ہو نہیں سکتا

میرے بھائیو! مولانا کی زندگی ایک مستقل کتاب ہے جسے احاطہ تحریر میں لانا نہایت ہی مشکل ہے۔ مگر میں ایک دو چیزیں بیان کر کے انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

مولانا میدان مناظرہ کے شاہسوار تھے۔ چند ٹرنوں میں ہی اپنی خداداد صلاحیت سے مدمقابل کا کھرپورا کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پنڈت اپنی بیوی کے ہمراہ مولانا کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے آیا۔ پنڈت کا رنگ کالا تھا اور اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی۔ مولانا نے انہیں دیکھتے ہی فی البدیہہ یہ شعر پڑھا:

زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت
حور کی گود میں لنگور خدا کی قدرت

شعر سنتے ہی وہ شرمسار ہو کر اسٹیج سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ ابتداء میں ہی انہوں نے شرمندہ کر دیا ہے۔ آگے پتہ نہیں کیا کرے گا۔ اسی طرح ایک سیاہ رنگ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانی مناظر مولانا کے سامنے آیا تو آپ نے اس سے سوال کیا کہ قرآن مجید کی اس آیت "يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ" کے معنی بتلاؤ۔ تو وہ سمجھ گیا کہ مجھ پر ہٹ کی ہے۔ بس اس ایک فقرے سے ہی وہ مناظرے سے فرار ہو گیا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو کروٹ بہ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین) میں چاہتا ہوں کہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اور بزرگ مولانا عبداللہ صاحب ثانی کا ذکر بھی کرتا جاؤں جن کی شیریں زباں اور سحر بیانی دلوں کو متاثر کئے بغیر نہ رہتی تھی۔ جماعت اہل حدیث کے جلسوں کا آغاز مولانا کی تقریر سے ہوا کرتا تھا۔ ان کا مضمون توحید باری تعالیٰ ہوا کرتا تھا۔ اس قدر خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے کہ لوگ مسحور ہو جاتے۔ اشعار پڑھنے کا انداز اور اس میں اتار چڑھاؤ سے جھومنے لگ جاتے۔ وہ اپنی تقریر کا آغاز ان اشعار سے فرماتے:

اگر انبیاء ہیں تو تیرے بنائے
اگر اولیاء ہیں تو تیرے بنائے
اگر بادشاہ ہیں تو تیرے بنائے
اگر ہم گدا ہیں تو تیرے بنائے
وہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اسی سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اسی کے آگے جھکاؤ
بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے
اجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں بھی خدا سہارا ہے تیرا
کہ ہم کو بھی ہستی کا خلعت دیا ہے

دوران تقریر سورۃ المزمل کی اس آیہ کریمہ

”رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔“

کی جب تلاوت فرماتے تو اپنی شہادت کی انگلی کو اٹھا کر مشرق اور مغرب کی طرف کرتے اور پھر اسے چاروں طرف گھماتے تو ایک عجیب سماں بندھ جاتا۔ گویا یہ سمجھاتے کہ مشرق اور مغرب میں بلکہ ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ صرف آسمان والی ذات ہی کارساز ہے۔ اسی کی عبادت کرو اور اسی کو اپنا کارساز سمجھو۔

میرے دوستو اور عزیزو! اس وقت میری آنکھوں کے سامنے اپنی جماعت کے بے شمار مقتدر علماء کرام کے نام موجود ہیں جو خود تو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ مگر ان کی خدمات تا حال زندہ ہیں۔ مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب' مولانا ابوالحسن محمد یحیٰ صاحب' مولانا علی محمد صمصام صاحب' مولانا محمد رفیق صاحب مدن پوری' مولانا حافظ عبدالحق صاحب صدیقی' مولانا محمد ابراہیم صاحب خادم' مولانا حافظ اسماعیل صاحب ذبیح' مولانا محمد عبداللہ صاحب فیصل آبادی وغیرہم ان کو اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ کوئی تبلیغی میدان کا شہسوار تھا اور کوئی تحریری میدان میں اپنی مثال آپ تھا اور کوئی پرہیز گاری اور ذوق عبادت میں یکتا تھا۔ بے شمار لوگ ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان کے عمل سے متاثر ہو کر ہی اہل حدیث ہو جاتے۔ اپنے اور بیگانے سب ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب فیصل آبادی کے پیچھے ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر پیر مہر علی شاہ صاحب کے جانشین پیر غلام محی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین صاحب کو نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نماز میں اتنا لطف آیا کہ بعد سلام پھیرنے کے تعارف کے بعد پیر صاحب مولانا کو کہنے لگے کہ آپ قیام مکہ کے بقیہ ایام میرے پاس ٹھہریں۔ مولانا کے عذر معذرت پر پیر صاحب کا اصرار غالب آگیا اور وہ ان کے ہمراہ ان کی قیام گاہ پر چلے گئے۔ پیر صاحب نے اپنے باورچی کو ہدایت کی کہ کھانا پکانے سے پہلے وہ مولانا صاحب سے دریافت کرلیا کرے جو وہ پسند کریں وہ پکایا کرے۔ اسی قیام کے دوران پیر صاحب نے مولانا کو ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے امرتسری اور مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی' والد محترم پیر مہر علی شاہ صاحب کی ملاقات کے لئے آئے۔ نماز کا وقت ہوا تو والد صاحب نے مولانا ابراہیم صاحب کو امامت کے لئے آگے کر دیا۔ بعض معتقدین اور مریدین تذبذب میں پڑ گئے۔ تو والد محترم ان کے اس تذبذب کو محسوس کر کے فرمانے لگے کہ جس شخص کی ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وہ جا کر اپنی الگ نماز پڑھ لے۔ بہر حال جماعت مولانا ابراہیم صاحب ہی کروائیں گے۔

تِلْكَ اٰبَائِی فَجِئْنِی بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعْتَنَا یَا جَرِیْرُ الْجَامِع

یہ تھے ہمارے آباؤ اجداد جن کی نظیر اس وقت ملنا مشکل ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنائے۔

"واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری چند مطبوعات

فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری (۱۰ جلد)

ترجمہ فتح الباری۔ مترجم: فضیلۃ الشیخ محمد ابوالحسن سیالکوٹیؒ

تفسیر محمدی منظوم (پنجابی) سات جلد

مصنف فضیلۃ الشیخ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھویؒ

بلوغ المرام (مترجم مع تلخیص سبل السلام)

اسلام میں اصلی اہلسنت کی پہچان

مصنف مناظر اسلام مولانا عبدالقادر عارف حصاریؒ

ترجمان القرآن بلطائف البیان (۱۰ جلد کامل اردو) (زیر طبع)

مصنف فضیلۃ الشیخ حضرت العلام مفسر قرآن نواب صدیق الحسن خانؒ

تفسیر ثنائی (۴ جلد کامل)

مصنف مناظر اسلام حضرت العلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

رحمۃ اللعالمین ﷺ (کامل ۳ جلد)

مصنف: قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ

نوٹ: تمام کتب خانوں کی مطبوعات رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں۔

رابطہ: عبداللطیف ربانی (مدیر) مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ مچھلی منڈی، نیو اردو بازار، لاہور۔ فون: